# گلانے از نامعلوم

WWW.NOVELSCLUBB.COM

WWW.NOVELSCLUBB.COM

# السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

WWW.NOVELSCLUBB.COM

# گلانے

از

نامعلوم

www.novelsclubb.com

رات نے ہاتھ میں سیاہ دوات لے کر ہر سو اندھیرا چھڑک رکھا تھا۔

کچھ ایسی ہی تاریک اس شخص کی زندگی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سگریٹ اور نگاہ آسمان پر تھی۔ وہاں کچھ ٹمٹماتے تارے تھے۔ اس کی نظریں دور کہیں ایک ستارے کو ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ ملتا نہ تھا۔ سگریٹ اس کا ہاتھ جلا گئی۔ اس نے جھٹک کر اسے پھینکا اور دوسری نکال کر سلگالی۔

یوں تو عرصہ ہوا زندگی دشوار ہوئی مگر کبھی کبھی تو ایسا گھائل کرتی کہ اس جیسا مضبوط اعصاب والا بندہ بھی خودکشی کے بارے میں سوچنے لگتا۔ وہ اپنا شہر چھوڑ آیا، جان پہچان کے لوگوں سے دور ہو گیا پھر بھی ماضی دامن نہ چھوڑتا تھا۔ زلیخا کی طرح رسوا کرنے پہ تلا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جہاں بھی چلا جاتا یہ خبر پانی کی طرح رستہ بناتے ہوئے وہاں پہنچ جاتی اور لوگ ترحم بھری یا پھر طنز بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگتے تھے۔ وہ جو ایک وجیہہ و

شکیل مرد تھا، جس کا اپنی فیلڈ میں نام اور ایک مقام تھا جسے لوگ رشک یا حسد کی نگاہ سے دیکھتے، ایک دم انہیں بے چارا سا لگنے لگتا۔

"کافی ٹھنڈ ہے یہاں... ہے ناں؟" قرۃ العین اس کے پیچھے کب آ کھڑی ہوئی، اسے پتا ہی نہ چلا تھا۔ قرۃ العین نے ایک طرف دیوار میں لگے سوئچ بورڈ پر دو تین بٹن دبائے تو بالکونی روشن ہو گئی۔ اس نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، وہ وہیں اسی پوزیشن میں کھڑا تھا۔ اس کے آنے اور بالکونی روشن ہونے سے اسے جیسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ کورٹ میں، چیمبر میں ایک ایک لمحہ حرکت میں رہنے والا یہ شخص جب کبھی اپنی ذات میں گم ہوتا تو یوں لگتا جیسے اب اس کیفیت سے عمر بھر باہر نہیں نکلے گا، کبھی اس جگہ سے نہیں ہلے گا، کبھی دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔

"ڈنر میں سب آپ کا پوچھ رہے تھے۔ جسٹس صفدر نعیم کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دفعہ ان کا بیٹا سیالکوٹ بار کونسل کے صدر کا انتخاب لڑے گا۔"

اگر وہ کچھ سمجھ دار ہوتی تو اس کے چہرے کے تاثرات سے بخوبی اندازہ لگا لیتی کہ اسے اس وقت جسٹس صفدر نعیم یا ان کے بیٹے کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔

''میں نے سنا ہے کہ ججز کے لیے کمیشن انائونس ہونے والا ہے، کیا مجھے اپلائی کرنا چاہیے؟'' وہ ایک اور خبر دیتے ہوئے اس سے رائے مانگ رہی تھی۔اس کے چہرے اور آنکھوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جواب اثبات میں چاہتی ہے۔ مگر اس شخص کی طرف سے اثبات میں اور نہ ہی نفی میں کوئی جواب ملا تھا۔اس کی انگلیوں میں دبی سگریٹ سلگتے سلگتے آخری سانسیں لے رہی تھی۔

''جسٹس سلیمان نواب کہہ رہے تھے کہ صرف اپنے آپ پر نہ اتراتے پھرنا، سفارش ضروری ہے، بلکہ ضروری ہی سفارش ہے۔ کیسی ناانصافی ہے ناں؟ جب بڑے لوگ اتنی چھوٹی بات کرتے ہیں تو دکھ ہوتا ہے۔'' ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے طبیعت پر خوب اثر ڈالا۔قرۃ العین گہرا سانس لیتے ہوئے یاسیت کی کیفیت سے باہر نکلی۔

''ایک ہی ملک میں مختلف موسم...مجھے گرم کپڑے رکھ لینے چاہئیں تھے...آپ نے رکھے؟''

''آپ اس وقت میرے کمرے میں کیا لینے آئی ہیں مس غنی؟''وہ اچانک اس کی طرف مڑا اور درشت لہجے میں پوچھا۔

''میں یہاں...وہ...''وہ جو بڑے آرام سے اسے ڈنر کے موقع پر حاصل ہونے والی خبریں سنا رہی تھی،اس سے اب بولنا دشوار ہو گیا۔

''جائو یہاں سے۔اسکینڈل بنوانے کا زیادہ شوق ہے تو کسی اور کے کمرے میں جائو۔''

اس کے لفظ زہریلے تھے اور لہجہ اس سے بھی زیادہ تلخ۔

www.novelsclubb.com

قرۃ العین کچھ دیر گنگ سی کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔جب تیزی سے پانیوں سے بھرتی آنکھیں برسنے کو ہوئیں تو وہ عجلت سے مڑی، کمرے میں آکر سائیڈ ٹیبل پر پڑی ایک فائل اٹھائی اور کمرے سے نکل گئی۔

☆...☆...☆

رات کا جانے کون سا پہر تھا۔چاند اس کی کھڑکی کے سامنے آکر ٹھہر گیا تھا۔اس کے سامنے دو کتابیں کھلی پڑی تھیں، ساتھ ہی کچھ صفحات تھے۔اوپر والے صفحے پر "And" اور "Or" گیٹس ڈرا کیے ہوئے تھے۔اس کے اوپر اسکیل اور ربر پڑے تھے۔پنسل اس کی انگلیوں میں دبی ہوئی تھی اور وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی۔ہانیہ کی آنکھ کھلی تو تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔اس کے پاس آکر کتابیں بند کیں اور آہستگی کے ساتھ اس کا کندھا ہلاتے ہوئے اسے پکارا۔وہ ڈر کر جاگی تھی۔اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بھی نکلی۔پھر وہ خوف زدہ نظروں سے ہانیہ کی طرف دیکھنے لگی۔

''اٹھو...بستر پر سو جائو۔''وہ جیسے کچھ نہ سمجھی تھی۔یو نہی تیز سانس لیتی اسے دیکھتی رہی۔

''بستر پر جائو نور...بہت رات ہو گئی ہے۔''ہانیہ نے پھر نرمی سے کہا۔

''نہیں...مجھے ابھی الیکٹرونکس کی اسائنمنٹ مکمل کرنی ہے۔''اس نے اسکیل اور ربر اٹھا کر ایک طرف رکھے اور کاغذ پر بنے gates کو دیکھنے لگی۔

''صبح بنا لینا...رات آرام کے لیے ہوتی ہے۔''ہانیہ نے دونوں کتابیں بند کر دیں۔

''صبح مڈٹرم کی تیاری کرنی ہے۔''وہ اٹھنے کو تیار نہ تھی۔

''تو یار یہ کون سا میجر ہے جس کے لیے اتنا مغز مار رہی ہو۔مائنر ہی تو ہے، چھوڑو۔''

www.novelsclubb.com

''علم تو علم ہوتا ہے۔مائنر یا میجر سے فرق نہیں پڑتا۔انسان زندگی میں بہت سی چیزوں کو مائنر (معمولی) سمجھ کر اہمیت نہیں دیتا۔یہی مائنر کبھی کبھی بڑی بلا بن کر

حملہ کرتے ہیں تو خوشی، سکون، اعتبار، اعتماد سب نگل جاتے ہیں۔ ''ایک اندھیری رات کی دہشت سے آج بھی اس کا رنگ پیلا پڑا ہوا تھا۔

''یار تیری باتیں تو مجھے دن میں سمجھ نہیں آتیں، رات کے اس پہر خاک پلے پڑنی ہیں۔ ''ہانیہ نے جمائی لیتے ہوئے ہار مانی۔ وہ جانتی تھی کہ اب وہ اس کے پاس گھنٹا کھڑی ہو کر اس کی منتیں بھی کر لے پھر بھی وہ دوبارہ سونے والی نہیں۔ اس نے اسائنمنٹ مکمل کر کے ہی اس کرسی سے اٹھنا تھا۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے بیڈ پر واپس گئی۔

''صدر مملکت نے ایوارڈ دینا ہے ناں تمہیں۔ ''ہانیہ بُرا سا منہ بناتے ہوئے بستر پر لیٹتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

وہ منہ پر چھینٹے مار کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ ہانیہ کی بڑبڑاہٹ اس کے کانوں تک پہنچتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ نیند کی وادی میں پہنچ گئی مگر اسے اب رات بھر نیند نہیں آنی تھی۔

اس کا دل ابھی بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اور ماتھے پر پسینا چمک رہا تھا۔

☆...☆...☆

وہ ایک بدترین ایکسیڈنٹ تھا۔

کار، موٹر سائیکل اور ٹرالر کے بیچ ہونے والے تصادم میں چار جانیں چلی گئیں۔ سیاہ مرسڈیز میں سوار دونوں لڑکے جان کی بازی ہار چکے تھے۔ موٹر سائیکل والا لڑکا بھی مر چکا تھا۔ صرف اس کے پیچھے بیٹھے لڑکے کی سانسیں چل رہی تھیں مگر حالت ایسی تھی کہ کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا تھا۔ اور حواس کھو دینے سے قبل اس نے معجزہ ہو جانے کی شدت سے دعا مانگی تھی۔

مرنے سے پہلے وہ ایک چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

مرنے سے پہلے وہ ایک لفظ کہنا چاہتا تھا، ایک جملہ سننا چاہتا تھا۔

اس نے معجزہ ہو جانے کی شدت سے دعا مانگی تھی۔ رب نے اس کی سن لی وہ بچ گیا تھا۔

☆...☆...☆

دو روزہ انٹرنیشنل جوڈیشل کانفرنس آج اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔ ان کے ضلع کے ججز اور وکلا نے ایک دن اسلام آباد کے خوب صورت مقامات کی سیر کے لیے مختص کیا تھا۔ لوک ورثہ، شکر پڑیاں اور پاک مونومنٹ گھومنے کے بعد وہ 1969 ریسٹورنٹ لنچ کے لیے پہنچے تھے۔ ریسٹورنٹ میں چلتا ساٹھ اور ستر کی دہائی کا میوزک، میز کے شیشے کے نیچے رکھی اس دور کی خبروں کے تراشے بوڑھوں کو ایام جوانی کی یاد دلاتے اور جوانوں پر پچھلی صدی کا سحر سا طاری کر دیتے۔ سب اس

ماحول میں لذیذ کھانے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے مختلف موضوعات پر مبنی گفتگو میں مگن تھے مگر قرۃالعین خلافِ معمول آج چپ چپ سی تھی۔ساتھیوں کے استفسار پر بھی اس نے انہیں ''طبیعت کچھ صحیح نہیں'' کہہ کر ٹال دیا تھا۔وہ جانتا تھا قرۃالعین کی خاموشی اور آزُردگی، کی وجہ، مگر اس نے معذرت کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔

غلطی اس کی تھی۔بغیر دستک دیے کسی کے کمرے میں آنا اس کے نزدیک سب سے بڑی بدتہذیبی تھی۔اوپر سے یہ دیکھے بغیر کہ سامنے والا سننے کے موڈ میں ہے بھی یا نہیں، بولتے چلے جانا، یہ بھی تہذیب کے دائرے میں ہر گز نہ آتا تھا۔مزید غصہ اسے یہ آیا تھا کہ آج کل کے جوانوں میں عقل سمجھ تو ہے نہیں، ملک بھر کی عدلیہ اور دنیا کے مختلف ممالک سے آئے قانون دان اس ہوٹل میں جمع تھے ۔صحافیوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے وہاں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔اور وہ چلی آئی تھی رات کے اس پہر اس کے کمرے میں۔کوئی بھی اسے وہاں، رات کے اس

پہر اس کے کمرے میں آتا جاتا دیکھ لیتا تو کہانی اپنی مرضی کی گھڑتا۔ دوسرے شعبوں کی طرح اس فیلڈ میں بھی حسد و بغض کی کمی نہیں تھی۔ وہ ایک کم عمر بے وقوف لڑکی کی وجہ سے اپنا نام اور مقام خراب نہیں کر سکتا تھا۔

''آپ کو کیا لگتا ہے چیف جسٹس جواد خواجہ کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے اردو کو آفیشل لینگویج کے طور پر اڈاپٹ کرنے کا جو حکم صادر کیا ہے وہ امپلی منٹ ہو گا یا صرف دیوانے کا خواب بن کر رہ جائے گا؟'' سیشن جج اعتبار احمد نے کانٹا چمچ چلاتے ہوئے تبصرہ کیا تو اس کا دھیان بھی اُدھر ہوا۔

''آپ نے اپنے سوال میں جتنے انگریزی کے الفاظ استعمال کر ڈالے، اس سے تو نہیں لگتا۔'' جوڈیشل مجسٹریٹ خورشید عطا نے مچھلی کا ٹکڑا پلیٹ میں رکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔

''اردو بھی تو بہتر ہوئی ہے میرے ہم دم... یہ بھی تو ملاحظہ فرمائیں۔''اعتبار احمد بھی ان کی اِس بات پر ہنسے تھے۔

''مجھے نہیں لگتا۔ کیوں کہ ہمارے یہاں بہت سے ایسے انگریزی الفاظ رائج ہو چکے ہیں جنہیں اردو کے کسی لفظ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔''جوڈیشل مجسٹریٹ نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''اس سے فرق نہیں پڑتا۔ تبدیل کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ ہر زبان میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کا اوریجن کوئی اور زبان ہے مثلاً انگریزی ہی لے لیجیے جس میں ہزاروں ایسے الفاظ ہیں جو دوسری زبانوں سے لیے گئے ہیں۔ فرنچ یا لیٹین (لاطینی) ہیں، مگر اب انگریزی کا حصہ بن چکے ہیں۔ لفظ ایڈووکیٹ کو ہی لے لیں۔ اگر اس کی etymology دیکھیں تو اس کا اوریجن فرنچ اور لیٹین ہیں۔ اسی طرح اگر انگریزی کے کچھ لفظ عربی، فارسی اور سنسکرت کی طرح اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس بات کو بنیاد بنا کر ہم اپنی قومی

زبان کو پیچھے نہیں دھکیل سکتے۔میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس فیصلے کو رائج ہونا چاہیے۔''وہ اپنی رائے دے رہا تھا اور قرۃ العین دل میں اس سے خفا ہونے کے باوجود اسے دیکھے بنا نہ رہ سکی تھی۔اس کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی۔

''میں اس حق میں نہیں ہوں۔ہم پہلے ہی پیچھے ہیں،انگلش کو چھوڑ کر مزید پیچھے چلے جائیں گے۔''لرنڈ کائونسل منیب طاہر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گفتگو میں حصہ لیا۔

''چائنا پیچھے چلا گیا؟''اس نے منیب کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کیا۔

''آپ نے نہیں سنا،مائوزے تنگ نے کہا تھا کہ میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں چین گونگا نہیں ہے۔اس کی اپنی ایک زبان ہے اور اگر دنیا ہمارے قریب آنا چاہتی ہے یا ہمیں سمجھنا چاہتی ہے تو اسے ہماری زبان سمجھنا اور جاننا ہو گی۔''اس کی آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی۔خوداری...میرے ہم دم خوداری۔اپنی زبان کو فروغ

دینے کے لیے، عزت دینے کے لیے خودداری لازم ہے اور فقیر خوددار ہو گیا تو کاسہ کیسے بھرے گا؟" اعتبار احمد پھر ہنسے تھے۔ وہ کڑوی مگر سچی بات کر گئے تھے۔

"ہم فقیر نہیں ہیں۔" قرۃ العین نے صدائے احتجاج بلند کی۔

اس نے بہت غور سے قرۃ العین کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔ جوانی میں فرطِ جذبات سے چہرہ ایسا ہی ہو جاتا ہے کیوں کہ بات دل سے کی جاتی ہے۔ پھر دھیرے دھیرے وقت، دماغ کو سردار بنا دیتا ہے، اسی کے فیصلے چلنے لگتے ہیں، مصلحتوں سے بھرے لہجے جذبات سے عاری ہونے لگتے ہیں۔ چہرے سپاٹ ہونے لگتے ہیں۔

"خود فریبی سی خود فریبی ہے۔" اعتبار احمد گنگناتے ہوئے طنزیہ انداز میں ہنس دیے تھے۔

www.novelsclubb.com

قرۃ العین کا چہرہ ایک بار پھر لال ہوا۔ اس نے پلیٹ پر جھکنے سے پہلے اس بے درد کو دیکھا جو اپنی رائے دینے کے بعد کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔ یہ اس کی عادت

تھی۔اپنی رائے دینے کے بعد چپ ہو جاتا تھا،بحث میں نہیں پڑتا تھا۔ہاں دوسروں کا مؤقف ضرور غور سے سنتا تھا۔ مگر اس کے معاملے میں یہ نام ور جج اچھا منصف نہیں تھا۔اس سے جانے کیا خار رکھتا تھا کہ اس کا مؤقف سننے کی کبھی ضرورت ہی نہ سمجھی۔زیادہ تکلیف دہ بات تو یہ تھی کہ زیادتی کرنے کے بعد اسے احساس تک نہ ہوتا تھا۔اب بھی اس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں تھی،انداز میں کوئی ندامت نہ تھی جیسے وہ بھول چکا تھا کہ رات کتنے سخت الفاظ اسے کہہ چکا ہے۔وہ تو ڈنر کے بعد جب علینہ اور فروا کے ساتھ وہ روم میں آئی تو اس وقت اسے ایک دم یاد آیا کہ اس نے انہیں شام میں اس پیپر کو ریویو کرنے کو کہا تھا جو اس نے کل کانفرنس کے پہلے سیشن میں پڑھنا تھا۔وہ اس کے کمرے سے اپنا پیپر لینے گئی تھی۔یہ اور بات ہے کہ اسے یوں تنہا،اداس دیکھ کر وہ رہ نہ سکی تھی اور اس کے قریب چلی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ سچ تھا کہ اسے اس شخص کی تنہائی تکلیف دیتی تھی۔اسے اس شخص کا کرب بھی رنج دیتا تھا۔وہ اس شخص کا ہاتھ تھام لینا چاہتی تھی،اس کو تنہائی کے عذاب سے نکالنا چاہتی تھی،اس کے سب غم سمیٹ لینا چاہتی تھی۔

ہاں!اس سے انکاری کب تھی وہ۔ایسا تو وہ چاہتی تھی مگر وہ نہ چاہتی تھی جو یہ بے درد شخص سمجھا تھا اس کی عزت اسے بہت عزیز تھی۔اس کی بدنامی اسے کب قبول تھی؟اس کا تو ابھی تک ہیومن رائٹس کی اس علم بردار کا منہ نوچ لینے کو جی چاہ رہا تھا جس نے کل دوپہر اسے ماضی کا طعنہ دیا تھا جس کے بعد سے ہی اس نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ کسی کے زخم پر نمک چھڑک کر بھلا لوگوں کو کیا مزہ آتا ہے؟

وہ اس شخص کے لیے اپنا دل جلا رہی تھی جو اسے اپنے لفظوں اور اپنے رویے سے گھائل کرتا تھا۔

☆...☆...☆

سبز پہاڑوں میں گھری اس وادی کا حسن ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ گرمی کے دنوں میں ملک کے مختلف حصوں سے لوگ یہاں چھٹیاں گزارنے آتے، غیر ملکی سیاح بھی اس سبز وادی کی تعریف سن کر اکثر یہاں کا رخ کر لیتے' مگر جو یہیں جمے پلے تھے، انہیں شاید اس کی خوبصورتی اور دل فریبی کا صحیح اندازہ نہ تھا' لیکن باہر سے آنے والا مبہوت رہ جاتا۔ رنگوں، پھولوں، خوشبوئوں، جھرنوں، چشموں اور حسین لوگوں کی اس وادی میں عمر گزار دینے کو جی چاہتا تھا۔

اس سال بھی لوگ یہاں اکٹھے ہوئے تھے مگر وجہ یہاں کے پہاڑ، جھرنے اور حسین لوگ نہ تھے، بلکہ سبب اس وادی کی بربادی تھا۔ رنگ، پھول، جھرنے،

چشمے ویسے کے ویسے تھے مگران پہاڑوں کے سینے پر سجے سینکڑوں گھر بھر بھری مٹی بن کر ڈھے چکے تھے۔ کھلکھلاتے، گیت گاتے حسین چہرے غم زدہ اور سہمے سہمے سے تھے۔ پچھلے ہفتے موت کا جو رقص ان آنکھوں نے دیکھا، وہ اب عمر بھر فراموش نہیں ہونا تھا۔

نورالحسن نے دور تک لگے خیموں پر نظر دوڑائی۔ اندر باہر آہ و بکا تھی۔ کسی نے اپنے گھر کا ایک فرد کھویا تھا تو کسی کا پورا کنبہ ہی زلزلے نے نگل لیا تھا۔ جس گھر کے تمام افراد محفوظ تھے، دہشت ان کی آنکھوں سے بھی برستی تھی۔ مال، مویشی، گھر بار کا غم الگ، ابھی تو جانے والوں کو رو رہے تھے سب۔ غم کی اس گھڑی میں ہر پاکستانی اور انسانیت کا درد رکھنے والا ہر فرد ان کے ساتھ تھا، نہ صرف پورے ملک سے بلکہ دنیا بھر سے امدادی ٹیمیں یہاں پہنچی ہوئی تھیں۔ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والی ٹیمیں رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات دینے کے لیے یہاں کارخ کر رہی تھیں مگران کا درد کم نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے جو کھو دیا تھا، وہ عظیم نقصان تھا جس کا متبادل اب

نہیں ملنا تھا۔ چاہے چاول، آٹا، دال، پانی کی بوتلوں، بسکٹوں، کریموں اور دوائوں سے ان کے خیمے بھر جائیں، چاہے امدادی چیکوں سے ان کی جیبیں بھاری پڑنے لگیں۔ لیکن جو وہ کھو چکے تھے، وہ اب انہیں نہیں مل سکتا تھا۔

''آج دو اور زخمیوں نے دم توڑ دیا۔'' اسد نے اس کے قریب آکر کھڑے ہوتے ہوئے آہستہ آواز میں بتایا۔

''اناللہ وانا الیہ راجعون۔'' نورالحسن نے اونچی آواز میں کہا۔ بے شک ہم سب کو اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ ہماری منزل وہی ہے۔ یہ روزِ اول سے طے ہے۔ پھر بھی موت کو قبول کرنا جانے مشکل امر کیوں ہے۔

وہ دونوں افسردہ سے کافی دیر وہیں اسی پہاڑی پر کھڑے رہے، یہاں تک کہ دور بادلوں کے بیچ ایک ہیلی کاپٹر نمودار ہوا۔ یہ پاک آرمی کا ہیلی کاپٹر تھا شاید تازہ کھانے کے پیکٹ اور دوائیں آئی تھیں۔

وہ دونوں کچھ مطمئن دکھائی دیے۔دوائوں کی یہاں اشد ضرورت تھی۔زخمیوں کو تو علاج کی ضرورت تھی ہی، ساتھ بارش اور شدید سردی کی وجہ سے بیمار پڑنے والے افراد میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے پیروں نے وادی کی سطح کو چھوا، اس کے پر ابھی بھی پھڑ پھڑا رہے تھے ۔سیڑھی لگتے ہی وردی میں ملبوس ایک جوان تیزی سے نیچے اترا، پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس میں بیٹھے افراد کو اتارنا شروع کیا۔

آدھے گھنٹے بعد ایک اور ہیلی کاپٹر زخمی متاثرین کو لے کر پہنچا۔انہوں نے سنا تھا کہ پاک آرمی کے جوانوں نے آج ایک گائوں کو ریسکیو کیا ہے۔اس گائوں کے اسی فیصد گھر تباہ ہو گئے تھے اور کئی جانیں چلی گئیں۔

اس دن جو زلزلہ متاثرین ہیلی کاپٹر کے ذریعے کیمپ تک پہنچائے گئے،ان میں ایک لڑکی تھی جس نے کپڑوں کی ایک گٹھڑی سینے سے لگا رکھی تھی۔جس کی آنکھیں نیلی، بال سنہری اور رنگت شہد جیسی تھی۔

☆...☆...☆

"مل گیا سکون؟ہرا دیا خزیمہ دائود کو؟اب خدا کے لیے آج کی رات سکون سے سونا اور مجھے بھی سونے دینا۔"ہانیہ نے بیگ اور کتاب میز پر رکھتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔وہ ہلکا سا مسکرائی اور کامن روم میں لگے آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا نقاب صحیح کرنے لگی۔

"یار...میں زیادہ موٹی ہو گئی ہوں۔"اس کے ہٹتے ہی ہانیہ آئینے کے سامنے آئی اور گھوم پھر کر تنقیدی نظروں سے اپنا جائزہ لیا۔

"یہ سوال تم نے صبح بھی پوچھا تھا۔"

''ہاں تو اس کے بعد ناشتا بھی تو کیا تھا پھر گنے کا جوس بھی پیا۔''ہانیہ نے لپ گلوس لگاتے ہوئے اسے مطلع کیا۔

''نہیں! تم موٹی نہیں لگ رہیں۔''ایک بار پھر اسے تسلی دینی پڑی، چاہے جھوٹی ہی سہی۔

''اچھا؟ چلو پھر سموسے کھاتے ہیں۔''تسلی ہوتے ہی زبان ذائقہ مانگنے لگی۔

''نہیں... تم چلی جاؤ۔ مجھے بھوک نہیں۔''اس نے حسب توقع جواب دیا تھا۔

''ایکسکیوزمی... سموسے آپ کھلا رہی ہیں، اپنے رزلٹ کی ٹریٹ۔''ہانیہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کی طرف آئی۔

www.novelsclubb.com

''ٹریٹ ہاسٹل میں لے لینا۔''اسے ڈیپارٹمنٹ میں اِدھر اُدھر گھومنا پسند نہ تھا۔ کلاس، لیب، لائبریری یا پھر یہ کامن روم۔ اس کے علاوہ وہ بچتی تھی باہر نکلنے سے ۔ مگر ہانیہ اس کی مانتی تھی تو اپنی منواتی بھی تھی۔ زبردستی اسے لے کر کینٹین کی

طرف آگئی۔نقاب میں کھانا خاصا مشکل کام تھا اور ''کھانا'' ویسے بھی اب اس کا شوق نہیں محض ضرورت رہ گیا تھا۔

''چٹنی زیادہ دیجیے گا بھائی۔اور...اور'' ہانیہ تھوڑا سا اونچا ہو کر پیالے کے اندر جھانک رہی تھی۔

''آپ سموسے کے ساتھ چٹنی نہیں بلکہ چٹنی کے ساتھ سموسا لے لیا کریں ۔'' کینٹین والے باقر بھائی نے چڑ کر ہانیہ کو مشورہ دے ڈالا۔

''زیادہ باتیں نہ بنائو۔تم جانتے ہو اس ڈیپارٹمنٹ کا ڈین میرا کیا لگتا ہے؟'' ہانیہ نے ہاتھ کمر پر ٹکاتے ہوئے کہا۔

''کیا لگتا ہے؟'' سوال باقر بھائی کی طرف سے نہیں بلکہ خزیمہ دائود کی طرف سے کیا گیا تھا جو سن گلاسز ہاتھ میں لیے اس کے پیچھے کھڑا تھا۔وہ چونک کر جو مڑی تو چٹنی کا پیالہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ان دونوں کے علاوہ باقی خلقِ خدا نے

بھی چھلانگیں مار کر اپنے کپڑے بچانے کی کوشش کی، کچھ کام یاب ہوئے، کچھ نہیں۔

"خزیمہ! تم جہاں بھی جاتے ہو گل ہی کھلاتے ہو۔" وہ جو اپنے کپڑوں پر چٹنی کے چھینٹے دیکھ کر اسے گھور رہا تھا، بے ساختہ مسکرا دیا اور بے اختیار ہی نظریں دور کرسی پر بیٹھی نور کی طرف اٹھیں جو خیالوں کی دنیا میں کہیں پہنچی ہوئی تھی۔ وہ اسی طرح مسکراتا ہوا اس کی جانب آ گیا تھا۔

"آپ کو مبارک ہو۔" وہ اس کے نزدیک پڑی دوسری کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولا، وہ بری طرح چونک اٹھی تھی۔

"کیا میری شکل میری آواز ایسی ہے کہ مجھے دیکھ کر لوگ نارمل ری ایکٹ نہیں کر سکتے۔" وہ ہنس کر پوچھ رہا تھا۔

"شکل اور آواز نہیں... تمہاری حرکتیں ایسی ہیں۔" ہانیہ نے سموسوں کی پلیٹ اور چٹنی کا پیالہ میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا جب کہ نور کو کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ اپنی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی۔ آس پاس یہاں تک کہ سامنے ہوتی باتوں پر بھی اس کا دھیان نہ رہتا تھا۔

"میں نے مبارک باد پیش کی تھی آپ کو۔" خزیمہ نے اس کی گری پلکوں کو دیکھتے ہوئے یاد دلایا۔

"کس بات کی مبارک باد... سیکنڈ آنے کی، میری دوست سے پیچھے رہ جانے کی۔" ہانیہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"اعلیٰ ظرف ایسے ہی ہوتے ہیں۔" خزیمہ نے گردن اکڑائی۔

"اعلیٰ ظرفی تو تب دیکھنے والی ہو گی جب باقی دو مضامین کا رزلٹ بھی انائونس ہو گا۔" ہانیہ نے بھی اسی طرح گردن اکڑا کر کہا۔

"جی...میری پوزیشن سیکنڈ رہے گی۔ معلوم ہے۔ تم اپنی سنائو...ہم تمہاری ٹاپ تھرٹی فائیو میں آنے کی امید رکھیں ناں۔ ویسے تمہیں زیادہ مارجن بھی دے سکتے تھے اگر کلاس میں تھرٹی فائیو سے زیادہ اسٹوڈنٹس ہوتے تو۔" وہ ہنس ہنس کر جتا رہا تھا اور ہانیہ تلملا رہی تھی۔

"دفع ہو جائو یہاں سے، میری ٹریٹ کا مزہ کرکرا نہ کرو۔" اس نے تیسرا سموسا ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اس کے طعنے مزید جھیلنے سے انکار کیا۔

"ٹریٹ...کون دے رہا ہے؟" خزیمہ نے اب سنجیدہ نظروں سے نور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے سیکنڈ والے تو سوگ منائیں گے، فرسٹ پوزیشن والے ہی دیں گے ناں۔" ہانیہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

''سیکنڈ والوں کو بھی ٹریٹ مل جائے تو سوگ کم ہو سکتا ہے۔''اس نے ایک بار پھر نور کو دیکھا تھا۔

''چلو ہانیہ جلدی کرو، کلاس شروع ہونے والی ہے۔''وہ پہلی بار بولی تھی۔

''ٹھہرو تو... تمہارے حصے کا سموسا تو کھالوں۔''ہانیہ نے جلدی سے چوتھا سموسا اُٹھایا۔

خزیمہ دائود نے دیکھا،اس کی آنکھیں بولتی تھیں۔صاف صاف کہتی نظر آتی تھیں۔''نو گوایریا۔''

باز وہ پھر بھی نہیں آتا تھا۔وہ تھا ہی ایسا، بچپن ہی سے۔جس مووی یا ڈرامے پر ہدایت ہوتی تھی ''بچے نہ دیکھیں''وہ ضرور دیکھتا تھا۔بعد میں بھلے وہ ڈرائونی فلم اس کے خوابوں میں آتی اور دہشت زدہ ہو کر بار بار نیند سے جاگ اٹھتا تھا۔ممنوعہ چیزیں اور جگہیں اس کے اندر تجسس کو ابھارتی تھیں۔جب وہ چھائونی کے اسکول

میں تھا، ممنوعہ جگہ کا بورڈ دیکھ کر بھی آگے چلا گیا۔ایک فوجی نے اسے پکڑ لیااور آدھ گھنٹے تک مرغا بنائے رکھا۔پھر جب وہ مزید یہ سزا نہ سہ پایا تو اسے گارڈ روم پر بنے لاک اپ میں بند کر دیا۔اس سے سب تفصیلات لے کر اس کے گھر فون کر کے مطلع کر دیا گیا کہ ان کے بیٹے کو چار گھنٹے کی جیل ہو گئی ہے۔اس کے بعد وہ اسے گارڈ روم سے لے جا سکتے ہیں۔

سرحد پار کر کے اس نے ہمیشہ سزا ہی بھگتی تھی مگر باز کبھی نہیں آیا تھا۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

''امارا کورو والا (گھر والی) اللہ کو پیارا ہو گیا، امارا کورو والا...ام لٹ گئی۔''سخت سردی میں کھلے آسمان تلے بغیر کسی سوئیٹر بغیر کسی گرم چادر کے کھڑا گل زمان سر پر ہاتھ مارتے ہوئے ماتم کر رہا تھا۔اس کی زخمی بیوی نے کچھ دیر پہلے دم توڑ دیا تھا۔

''امارا گر(گھر) گر گئی۔سب کچھ دب گئی اس کے نیچے۔امارا کو روالا کی،امارا بچی کی جان بچا کے باگی۔امارا زندگی کی ساتھی مر گیا۔امارا بچی یتیم ہو گیا...زمالورے (میری بیٹی)...زمالورے۔''اس نے ساتھ کھڑی بارہ تیرہ سالہ بچی کو سینے سے لگایا اور بین کرنے لگا۔

جنہوں نے اپنے پیارے کھوئے تھے،ان کا غم بھی تازہ ہوا۔کئی عورتوں نے چادر کے کنارے سے آنکھیں صاف کیں۔کئی مردوں نے ادھر اُدھر منہ کر کے اپنی آنسو چھپائے۔بہت سوں کی آنکھیں رو رو کر خشک ہو چکی تھیں۔ان کے پاس ایک دوسرے کو دینے کے لیے تسلی بھی نہ بچی تھی۔

بچے ہی تھے جو یہاں بھی کھلکھلا رہے تھے،کھیل رہے تھے،مستیاں کر رہے تھے ۔ماں باپ کی صورت دیکھتے تو لمحہ بھر کے لیے سنجیدہ ہو جاتے،چند ساعتوں بعد ویسے کے ویسے۔سچ ہے بچوں کے لیے دونوں جہانوں میں جنت ہے۔غم اور فکر ان کے لیے نہیں بنے۔

اس شخص کے نوحے سن کر نورالحسن رہ نہ سکا اور جا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"صاب...امارا کورو والا۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سسک پڑا۔

"صبر...صبر۔" اس ایک لفظ کے علاوہ کوئی اور تسلی کوئی اور دلاسہ نہ تھا اس کے پاس۔

"صاب...امارا جوان بچی...گھر کتم ہو گیا۔ کدر لے کے جائوں اسے۔"

"اللہ رحم کرے گا۔" نورالحسن نے تسلی دیتے ہوئے لڑکی کی طرف دیکھا۔

باپ کے برعکس وہ بالکل خاموش تھی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور نیلی آنکھوں کی سطح بالکل خشک۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆ یہ محبت اچھے خاصے اناوالے بندے کو بھی فقیر سا بنا دیتی ہے۔

کوئی اور ہوتا تو ایڈووکیٹ قرۃ العین غنی اتنی بے عزتی کروانے کے بعد شاید ہفتہ بھر یا مہینا بھر اس بندے سے کلام نہ کرتی مگر اس بندے کے لیے اس کی انا نیند کی گولیاں کھا کر سو جاتی تھی۔

وہ جو صبح سے سوچے بیٹھی تھی کہ اس بندے سے ہم کلام نہیں ہونا جب تک وہ اپنے رویے پر نادم نہ ہو، مگر ہوا یوں کہ دامنِ کوہ وہ اپنے دھیان میں چلی جا رہی تھی۔ جب اسے اس ستم گر کی آواز سنائی دی۔

"مس غنی... خیال سے۔"

وہ چونکی، اسی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود منرل واٹر کی بوتل پر کوئی جھپٹا تھا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ ڈر کر پیچھے ہٹی۔ بندر اس کے ہاتھ سے بوتل چھین کر یہ جا وہ جا۔

''اسلام آباد کے بندر بھی منرل واٹر پیتے ہیں۔''منیب کی بات پر سب ہنس پڑے۔ اس نے مسکراتے ہوئے اس شخص کی طرف دیکھا جو پھر سے لاتعلق ہو چکا تھا۔ قرۃالعین کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''مس غنی...خیال سے۔''

اس نے بندر کو اس کی طرف بڑھتے پا کر فقط اتنا کیا کہہ دیا کہ اسے محسوس ہوا کہ وہ نادم بھی ہو گیا اور رات والے رویے پر معذرت بھی کر لی۔اس کی خود ساختہ خفگی دور ہو گئی تھی۔دامن کوہ میں جو اِن کا گروپ فوٹو بنا،اس میں وہ اس کے بائیں جانب جا کھڑی ہوئی تھی۔

''عینا!لوک ورثہ میں جب کہا کہ مسٹر مغرور کے ساتھ کھڑی ہو جائو،تب تو میم یوں پرے ہٹی جیسے ان کو جانتی تک نہ ہو اور اب ان کے پہلو میں یوں آ کھڑی ہوئی

جیسے ان کی نو بیاہتا دلہن ہو۔ ''جیسے ہی گروپ فوٹو بنوا کر وہ سب اِدھر اُدھر ہوئے، ایڈووکیٹ علینہ اطہر نے اس کی کلاس لی۔

''دفع ہو۔ ''علینہ کے کندھے پر دھپ لگاتے ہوئے اس کے چہرے پہ سرخی پھیلی۔

''اف... کیا ویو ہے۔ جی چاہتا ہے یہیں رہ جائوں۔ ''آسمان کی لالی نے فیصل مسجد پر بھی رنگ بکھیر رکھا تھا۔ علینہ نے بیک گرائونڈ میں مسجد کو لے کر دامنِ کوہ میں تصویر بنوائی۔

منیب گروپ میں ایک تصویر دکھا رہا تھا، جسے دیکھ کر سب ہنستے ہوئے یا مسکراتے ہوئے قرۃ العین کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اسے تجسس ہوا تو آگے بڑھ کر منیب کے موبائل پر نظر ڈالی۔ وہ اِن تاریخی لمحات کی تصویر تھی جب بندر اس کے ہاتھ سے بوتل چھین رہا تھا اور وہ ڈر کے مارے چیخ رہی تھی۔

''بد تمیز۔ڈیلیٹ کرواسے۔''وہ منیب کے پیچھے پڑی تھی مگر وہ کسی طور بھی اس کی تصویر ڈیلیٹ کرنے کو تیار نہ تھا۔

''سٹی کورٹ میں فریم کرواکے لگائوں گا۔''منیب نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔

ان دونوں کے بیچ تکرار جاری تھی۔قرۃالعین اس سے موبائل چھیننے کی کوشش کررہی تھی۔

کشمیرہائی وے پر بھاگتی دوڑتی روشنیوں سے نظر ہٹا کر اس نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو اس کی نظروں کے سامنے ایک منظر فلم کی طرح چلا۔اس کا جی چاہا کہ سامنے کھڑے ہنستے ہوئے لڑتے ہوئے منیب طاہر اور کھلکھلاتی ہوئی لڑکی قرۃالعین غنی کو آگ لگادے۔ہر کم عمر ہر جوان لڑکے اور لڑکی کو آپس میں بے تکلف دیکھ کر اس کی یہی کیفیت ہونے لگتی تھی۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

فجر کی نمازادا کر کے نورالحسن کیمپ سے باہر نکلااور چاروں جانب نگاہ دوڑائی۔

آج دھند کچھ کم تھی۔ہو سکتا تھا کہ سورج بھی دیدار کروادے۔

اسے ورزش کی عادت تھی۔اتنے دن اس روتے بلبلاتے ماحول میں وہ سب کچھ بھولا ہوا تھا۔آہستہ آہستہ لوگ حقیقت کو قبول کر رہے تھے۔آج کیمپ میں زندگی کچھ نارمل لگی تو اس سے بھی بیٹھا نہ گیا۔وہ ایک پہاڑی پر چڑھنے لگا جب کچھ اوپر جا کر اس کی نظر نشیب پر پڑی۔اس وقت اسے وہاں دیکھ کر وہ چونک اٹھا۔

وہ عورتوں کی اجتماعی قبر کے پاس بیٹھی آہستہ آہستہ سے قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔نورالحسن رہ نہ سکااور اُتر کر اُس کی طرف آیا۔

www.novelsclubb.com

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"نورالحسن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا،اسی طرح قبر پر ہاتھ پھیرتی رہی۔

"تہ دلتا تنگ َخوناں اے کاناں(تم یہاں تنگ تو نہیں ہوناں؟)"

نورالحسن کو سمجھ نہ آرہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ لیکن اس نے دیکھا کہ وہ رو رہی تھی۔اس کی خشک رہنے والی نیلی آنکھوں سے آنسو ایک تواتر کے ساتھ بہ رہے تھے۔اس کا سپاٹ رہنے والا چہرہ غم کی تصویر بنا ہوا تھا۔

"زہ چے کلالو یاشمہ، نو بیاتادے پارہ بہ زمکہ اخلم، تہ بہ بے لایوازے سملومہ (میں بڑی ہو جائوں گی تو تمہارے لیے زمین خریدوں گی، تمیں الگ سے سلائوں گی)"۔

"کس سے باتیں کر رہی ہو؟" نورالحسن نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔اس نے جواب نہیں دیا تھا۔ شاید اس وقت وہ کسی کی مداخلت پسند نہیں کر رہی تھی۔ نورالحسن خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر کیمپ کی جانب آگیا تھا۔ وہ اسد کو جگانے کا ارادہ رکھتا تھا جب باہر سے شور اٹھا۔ نورالحسن باہر نکلا تو دیکھا کہ گل زمان سینہ کوبی کر رہا تھا۔

''امارا بچی...امارا بچی کدر چلا گیا، کس ظالم نے اٹا(اٹھا) لیا امارا بچی کو۔ گل زمان لٹ گئی، میرے مولا! پر(پھر) لٹ گئی۔''

نورالحسن اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ غم نہ کرے۔اس کی بیٹی صحیح سلامت ہے اور اس وقت اپنی ماں کی قبر پر بیٹھی ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مطلع کرتا،اس نے بچی کو آتے دیکھا۔ کسی نے گل زمان کو متوجہ کر کے بچی کی طرف اشارہ کیا تو وہ رونا دھونا بھول کر اس کی طرف بھاگا اور جا کر اسے سینے سے لگا لیا۔

''زمالورے۔''وہ اس کا ماتھا چوم رہا تھا۔

لڑکی نے خود کو اس سے الگ کرتے ہوئے اپنا دوپٹا ٹھیک کیا اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے خیمے کی طرف بڑھ گئی۔نورالحسن نے دیکھا کہ اس کا چہرہ ایک بار پھر سپاٹ تھا اور نیلی جھیلیں خشک تھیں۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

''بسنت کے لیے تم نے کون سا ڈریس سلیکٹ کیا نور؟'' پیلے اور سرخ رنگ کی چنری کندھوں پر پھیلا کر آئینے میں اپنا جائزہ لیتے ہوئے ہانیہ نے نور سے پوچھا۔

''میں بسنت میں نہیں جا رہی۔'' نور نے کلاس رجسٹر سے کچھ پوائنٹس نوٹ کرتے ہوئے مطلع کیا۔

''کیا؟''۔ ''کیا کہا تم نے۔'' وہ چلا کر اس کی طرف مڑی اور کوئی جواب نہ پا کر اس کے قریب آئی۔

''میں بسنت میں نہیں جا رہی۔'' اس نے اسی اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

''دیکھتی ہوں میں، کیسے نہیں جاتی ہو۔ تمہارا تو باپ بھی جائے گا۔'' ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔ لیکن اسے فوراً احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کہہ گئی ۔

''تمہیں بسنت میں جانا ہی ہو گا۔'' اس نے کچھ نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں ہانیہ! میں نہیں جائوں گی۔" اس کے جواب میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

اب وہ محکمانہ انداز سے التجا پر آگئی تھی لیکن نور کے جواب میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

"پلیز نور... پلیز پلیز پلیز۔" وہ جو کچھ دیر پہلے مولاجٹ بنی ہوئی تھی، منتوں ترلوں پر آگئی۔

"ہانیہ! میں وہاں جا کر کیا کروں گی۔" نور نے تنگ آکر پوچھا۔

"ہم گڈیاں (پتنگیں) اُڑائیں گے۔" ہانیہ نے اسے کچھ نرم پڑتا دیکھ کر شوخی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہاسٹل میں پتنگ منگوالو، میں تمہارا شوق پورا کردوں گی۔"

''یار ہاسٹل میں کیا مزہ؟ ہم دو چار پاگل ہی لگیں گے یہاں گڈیاں اڑاتے۔ پھر مقابلہ کس کے ساتھ کریں گے۔ وہاں تو پورا ماحول بنا ہو گا، میوزک ہو گا، مستی ہو گی۔'' ہانیہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے پر جوش انداز میں بولی۔

''میں کسی نامحرم کے سامنے پتنگ بازی نہیں کر سکتی۔'' نور کا چہرہ اور لہجہ اب بھی سپاٹ تھا۔

''او مائی گاڈ... یار مجھ سے نہ بولا کر یہ مشکل زبان۔ ہانیہ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے اب یہاں محرم نامحرم کا کیا ذکر؟''

''ذکر ہے ہانیہ...'' نور نے اسے رسانیت سے سمجھانے کی کوشش کی۔

''وہ وہی نامحرم ہیں جن کے ساتھ ہم پڑھتے ہیں۔ وہی ہمارے ٹیچرز ہیں جن سے ہم پڑھتے ہیں۔ ہمارے ہی جونیئرز سینئرز ہیں جن سے ہم روز ملتے ہیں۔ پھر آج وہ نامحرم ہو گئے؟'' ہانیہ نے ایک کمزور ذلیل پیش کی۔

''ان کے ساتھ پڑھنا یا ان سے پڑھنا الگ بات ہے، کلاس میں لیب میں اٹھتے بیٹھتے، کھڑے خیال رکھ سکتے ہیں اپنے لباس کا، اندازِ نشست کا۔ جب کہ بسنت یا اس جیسے دوسرے مواقع پر لڑکیاں اور خواتین بے پرواہ ہو جاتی ہیں، شرٹ اڑ کر کسی طرف کو جا رہی ہے، بازو کہیں اٹھ رہے ہیں۔ دوپٹا کہیں ڈھلکا ہوا ہے۔''

''او میری ماں! تم ہاسٹل ہی بیٹھو۔ میں فرح کے ساتھ چلی جائوں گی۔'' ہانیہ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ اور دوبارہ سے بیڈ پہ پڑے کپڑوں کا تنقیدی جائزہ لینے لگی۔

''نور یار! میں اس ڈریس میں موٹی تو نہیں لگوں گی؟'' لباس کے معاملے میں وہ مشکل ہی سے مطمئن ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

''نہیں۔'' اس نے کتاب پر جھکے جھکے جواب دیا۔

ہانیہ کا دل چاہا کہ مکا مارے جا کر اسے۔ مگر ابھی دوسرے مسائل درپیش تھے۔ کپڑوں کے بعد جیولری، جوتے کی سلیکشن، فیشل، آئی بروز، ہیر اسٹائل...اف جانے کیا کیا... کسی تقریب میں جانے کی تیاری جنگی تیاریوں سے زیادہ مشکل ہوتی ہے لڑکیوں کے لیے۔

"ویسے تم بھی چلتیں تو اچھا ہوتا۔ خزیمہ دائود مس کرے گا تمہیں۔" جھمکا کان کے ساتھ لگا کر آئینے میں دیکھتے ہوئے اس نے شرارتی انداز میں کہا تو نور کی تیوری پہ بل پڑے۔ اسے ہانیہ کا ایسا مذاق بالکل پسند نہیں تھا۔

☆...☆...☆

کھانے کے پیکٹ آتے ہی سب اُن پر جھپٹ پڑے تھے۔ عورتوں اور مردوں کی الگ لگ قطاریں بنوائی گئی تھیں مگر اب یہ تفریق ختم ہو گئی تھی۔ سب کو پیٹ بھرنا تھا۔

بچے اشتیاق سے پیکٹ کھول کر دیکھ رہے تھے۔وہ زلزلہ آنے پر خوش تھے،آج کل وہ،وہ سب کھا رہے تھے جو پہلے ٹی وی پر دیکھا کرتے تھے۔پہننے کو انہیں اچھے لباس مل رہے تھے،نئے جوتے بھی ایک این جی او کی طرف سے بانٹے گئے تھے۔ شدید سردی میں اوڑھنے کو گرم گرم کمبل بھی مل رہے تھے۔دو یا تین وقت کھانا بھی ملتا تھا۔کریمیں اور لوشن بھی ملے،ہینڈ واش اور شاور جیل بھی ملے۔کئی ایسی چیزیں بھی ملیں جن کا استعمال انہیں کیا ان کے بڑوں کو بھی نہیں آتا تھا۔اگرچہ بچوں کو بیماریوں نے زیادہ گھیرا تھا،پھر بھی وہ خوش تھے،حیران تھے کہ زلزلہ بھی کیا خوب شے ہے۔

#ناول_گلانے

#قسط_نمبر_2

www.novelsclubb.com

امی نے صبح صبح کھیر چڑھادی تھی۔اور ساتھ ساتھ ڈھیر سارا سرف ڈال کر برآمدے اور صحن کا فرش بھی دھوڈالا تھا۔ولی نیند سے اٹھ کر آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا اور پائپ پر نظر پڑتے ہی اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔رگ شرارت جو پھڑکی تو پائپ اٹھا کر امی اور باغیچے میں لگے پودوں کو نہلا ڈالا۔امی چیختی رہ گئیں مگر وہ سننے والا کب تھا۔خیر وائپر بھی بعد میں اسی نے لگایا تھا۔

''اب نہادھو کر ناشتا کرو پھر گوشت اور ہر امسالا لے کر آئو۔میں کھانا تیار کرلوں۔اور ہاں دہی بھی لانا۔کھیرے نظر آئیں تو ضرور لے لینا۔''پراٹھا پلٹتے ہوئے انہیں کچھ اور یاد آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''امی بھائی کے پہنچنے میں ابھی بہت وقت ہے۔آپ ابھی سے ایمرجنسی نافذ کررہی ہیں۔''ولی کا احتجاج سامنے آیا۔

''نہیں! کہہ رہا تھا... بارہ ایک بجے پہنچ جائے گا۔'' امی کے چہرے کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ بہت دنوں بعد بیٹا گھر آ رہا تھا۔

''بارہ ایک میں بھی ابھی چار گھنٹے ہیں۔'' اس نے کوفت سے کہا۔

''ہاں تو تمہیں تو چار گھنٹے پہلے ہی بتانا پڑتا ہے ناں۔ تمہارا کچھ پتا ہے؟ کیا خبر گھر سے سبزی لینے نکلو اور دو گھنٹے دوستوں میں ہی گم رہو۔ میں نے کھانا پکانا بھی ہے۔'' امی اب اسے روزانہ والی جھڑکیں دینے لگی تھیں۔

''ملکہ عالیہ کہیں تو یہ نوالہ یہیں رکھ کر آپ کے حکم کی تعمیل بجالائوں۔'' وہ سچ مچ ناشتا چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا اور ان کے سامنے دونوں ہاتھ باندھ اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ امی اسے گھورتے ہوئے ہنس دیں۔

اسے بھی بھائی کا بے تابی کے ساتھ انتظار تھا کتنے دن ہو گئے تھے، انہیں دیکھا جو نہ تھا اور بات بھی بس ایک بار ہی ہو پائی تھی۔ جیسے ہی بھائی نے بتایا کہ وہ آدھے گھنٹے

میں پہنچنے والا ہے،اس نے دروازے کے آس پاس منڈلانا شروع کر دیا تھا،دو بار تو گلی سے بھی ہو آیا۔

''بھائی آ بھی جائیں،بہت بھوک لگی ہے۔''پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر مسکین سی صورت بنا کر کہتا ہوا وہ چوتھا کباب کھانے کچن میں پہنچا تھا جب دروازے پر بیل ہوئی۔امی اور وہ کچن سے فوراً باہر نکلے۔اس کے اندر نصرت فتح علی خان نے انگڑائی لی۔

''میرا بھیا گھر آیا...۔او لعل نی...میرا بھیا گھر آیا۔''

اس نے بیک وقت کباب نگلتے اور بھائی کو ویلکم کرتے ہوئے''میرا پیا گھر آیا''کے مادھوری والے اسٹیپس لینے کا آغاز کیا مگر ساتھ ہی نیا چہرہ دیکھ کر اسی حالت میں منجمد ہو گیا۔امی کی حالت بھی کچھ ایسی تھی۔وہ مادھوری کے اسٹیپس تو نہیں لینے والی تھیں مگر بیٹے کا ماتھا چومنے وارفتگی کے ساتھ ضرور آگے بڑھیں تھیں اور پھر سکتے کی سی کیفیت میں آگئی تھیں۔

''امی! یہ گُلانے ہے۔''نورالحسن نے خود آگے بڑھ کر ماں کو سلام کیا اور گُلانے کا تعارف کروایا۔

''امی! لگتا ہے آپ کا بیٹا بھولے آیا۔''ولی نے ماں کے کان میں کھسر پھسر کی۔

انہوں نے اسے پرے ہٹاتے ہوئے گُلانے کے سر پہ پیار دے کر اسے کرسی پر بٹھایا اور اُلجھی نظروں سے لختِ جگر کو دیکھ کر باورچی خانے میں چلی آئیں۔ولی بھی پیچھے پیچھے تھا۔یہ اس کی بچپن کی عادت تھی۔جہاں امی،وہاں وہ۔

''امی! آپ کے ارمان ادھورے رہ گئے۔مگر آپ غم نہ کریں۔میں ہوں ناں آپ کا بیٹا،میں پورے کروں گا آپ کے سارے چائو۔میری شادی پر آپ کیجیے گا سارے ارمان پورے۔''ولی نے ماں کو گلے سے لگاتے ہوئے تسلی دی۔

''دفع ہو۔''انہوں نے بازو سے اسے پرے کیا۔اور گلاسوں میں جوس انڈیل کر ٹرے اٹھائے باورچی خانے سے باہر آئیں۔ویسے تو انہیں لختِ جگر سے یہ امید نہ تھی

لیکن پھر بھی گلاس تھماتے ہوئے انہوں نے لڑکی کو غور سے دیکھا جو اپنی کپڑوں والی گٹھڑی ابھی بھی اپنی گود میں رکھے بیٹھی تھی۔ وہ تو بہت کم عمر تھی، شاید بارہ یا تیرا سال کی۔ ہاں صحت اور قد کاٹھ بہت اچھا تھا۔

''امی... کھانا بن گیا؟''نورالحسن نے آستین موڑتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں! ہاں لگاتی ہوں۔ تم ہاتھ منہ دھولو۔''امی نے لڑکی کا جائزہ لینے کا کام ملتوی کرتے ہوئے چھوٹے بیٹے کی طرف دیکھا۔

''ولی! میز پر کپڑا لگاؤ، میں برتن نکالتی ہوں۔ وہ رکھو یہاں۔''

میز پر کپڑا لگاتے، برتن سجاتے اور پانی کی بوتل رکھتے ہوئے اس کا جی چاہا کہ لڑکی کو بتادے کہ وہ بھی اس گھر کا چشم وچراغ ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ماں نے اسے ماسی بنا رکھا ہے۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

وہ پہاڑوں پر چڑھنے اترنے والی لڑکی تھی۔ کمرے سے باہر نکلتی تو پوری وادی اس کی نگاہ کے سامنے ہوتی۔ یہ گھر بھلے اس کے گھر سے بڑا تھا مگر بند تھا۔ کچھ دن اس کی عجیب کیفیت رہی۔ جیسے ہی نورالحسن گھر سے باہر جاتا، اسے لگتا کہ اس کی سانس بند ہو جائے گی۔ اجنبی دیس، اجنبی لوگ۔ چند دن اس کی یہ حالت رہی پھر آہستہ آہستہ امی کے شفقت بھرے رویے نے اس کی جھجک دور کر دی۔ اس یتیم بچی پہ انہیں پیار آتا تھا جس نے اتنی سی عمر میں جانے کیا کیا غم دیکھ لیے تھے۔ وہ دعا گو تھیں کہ نورالحسن کو جلد ڈاکٹر فضل الٰہی کا پتا مل جائے تاکہ اس بچی کو خیریت سے اس شخص کے حوالے کر دیا جائے جسے گُلانے کے بابا قابلِ اعتماد جانتے تھے۔

جب تک بچی اس گھر میں تھی، وہ اسے اجنبیت کا احساس نہ ہونے دینا چاہتی تھیں۔ اس لیے اسے اپنے ساتھ ساتھ رکھتیں، اس کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرتیں۔ وہ باتیں جنہیں سننے کے لیے نورالحسن کے پاس وقت نہ ہوتا تھا اور ولی سن تو لیتا مگر بیچ میں دس اپنی کہانیاں سناتا تھا۔

گُلانے انہیں ''پوجی'' بلانے لگی تھی۔اسے ان کی شکل میں اپنی وہ پوجی نظر آتی تھی جس نے اسے اپنے پروں میں چھپا کر رکھا تھا۔ورنہ گل زمان تو شاید گھر کے ساتھ ہی اس کا سودا بھی کر ڈالتا۔

اب وہ سوچتی تھی کہ بابا یقینا گل زمان کو،اس کی فطرت کو جانتے تھے۔اسی لیے انہوں نے اس کی ذمہ داری پوجی کو دینے کے بجائے ڈاکٹر فضل الٰہی کو فون کیا تھا ۔وہ بابا کے بہت اچھے دوست تھے۔بابا اکثر ان کا ذکر کرتے تھے۔ایک بار وہ پشاور بھی آئے تھے۔ان دنوں اس کا رزلٹ آیا تھا۔وہ کلاس میں فرسٹ آئی تھی۔بابا نے فخر سے انہیں بتایا تو انہوں نے اسے اپنے پاس بلا کر اس کا رزلٹ کارڈ دیکھا، اسے پیار دیا اور ہزار روپے خرچی بھی دی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے بعد اس نے انہیں بابا کے جانے کے بعد ہی دیکھا تھا۔وہ اس کے لیے بہت فکر مند تھے۔دوست سے کیا ہوا وعدہ نبھانا چاہتے تھے مگر گُلانے نے ساتھ جانے

سے انکار کر دیا۔ وہ جاتے جاتے بھی اسے رابطہ رکھنے کی تاکید کر کے گئے تھے مگر وہ غلطیاں اور نادانیاں کرتی گئی۔ اگر زلزلہ نہ آتا تو...

اس سے آگے سوچ کر اس کا دل کانپتا تھا۔ وہ بھی ان بچوں جیسی تھی جو ہولناک زلزلہ کی دہشت بھول کر بعد میں خوش تھے۔

زلزلہ آیا تو پو جی کا غم اسے ملا مگر ساتھ ہی حبیب اللہ سے جان چھوٹی، گل زمان سے جان چھوٹی اور نورالحسن اسے ملا۔

نورالحسن اور پو جی دونوں بہت اچھے تھے۔ مگر ولی...

اف توبہ... ایک تو اتنا بولتا تھا، پھر بولنے کی تمیز بھی نہ تھی۔ شروع کے چند دن تو شریف بنا رہا مگر آہستہ آہستہ یہ چولا اترنے لگا۔ اب تو ہر وقت وہ اسے چڑاتا تھا۔ کبھی اس کے لباس پر، اس کے لب و لہجے پر، تو کبھی اس کے مذکر و مونث کے استعمال پر مذاق اُڑاتا تھا۔

بہر حال وہ یہاں مطمئن تھی۔ پو جی کے بعد وہ جو خود کو کھلے آسمان تلے ننگے سر کھڑا پاتی تھی، اب ایک چھت اسے مل گئی تھی جہاں اسے اس وقت تک رہنا تھا جب تک ڈاکٹر فضل الٰہی کا پتا نہ چل جاتا۔

☆...☆...☆

برآمدے میں استری اسٹینڈ کے ساتھ رکھا یہ تخت امی کی پسندیدہ جگہ تھی، جس کے ایک کونے پر سلائی مشین پڑی رہتی تھی۔ نورالحسن کے چاہنے کے باوجود اس مشین کے ساتھ وہ اپنا ناتا نہ توڑ پائی تھیں۔ مشکل گھڑیوں کی ساتھی تھی وہ۔ ان کی امی کو اس سے اتنی ہی انسیت تھی جتنی کسی غم گسار ساتھی کے ساتھ ہوتی ہے۔

آج بہت دن بعد اس وقت نورالحسن گھر پر تھا اور بہت دن بعد ہی اس نے غور سے امی کا چہرہ دیکھا تھا جس سے ہلکی ہلکی سرخی جھلک رہی تھی۔ ان کی طبیعت بہت بہتر رہنے لگی تھی اور وہ خوش بھی رہنے لگی تھیں۔ اس کی وجہ شاید گُلانے تھی جس نے

ان کی زندگی میں عارضی طور پر بیٹی کی کمی پوری کر دی تھی۔اس کے علاوہ وہ ان کا بہت خیال بھی رکھتی تھی۔ذرا امی کو اٹھتے دیکھتی، فوراً بھاگ کر پاس آتی۔

"کیا کام پو جی، تم ام کو بتائو۔"

امی منع کرتی رہ جاتیں اور وہ انہیں بٹھا کر خود کام کرنے لگتی۔وہ روزانہ میلوں بھاگنے والی لڑکی تھی، یہاں ہاتھ پہ ہاتھ باندھ کر بیٹھنا اسے مشکل لگتا تھا۔وہ بڑی چستی سے سارے کام نپٹاتی۔امی کو آرام کا موقع ملنے لگا تھا۔بے شک دونوں بھائیوں کو اور خاص طور پر نورالحسن کو اپنے زیادہ تر کام خود کرنے کی عادت تھی مگر عورت کے کام کبھی ختم نہیں ہوتے۔ساری زندگی ان کو ارام کا موقع نہ ملا۔بابا کی اچانک وفات نے ان کے کندھوں پہ بڑی چھوٹی ہزاروں ذمے داریاں ڈال دی تھیں۔ولی تو ابھی دو سال کا تھا جب بابا کا انتقال ہوا۔نورالحسن فرسٹ ائیر میں تھا۔کالج اوقات کے بعد کوئی نوکری کر کے اس نے امی کا بوجھ کم کرنا چاہا تو امی سخت خفا ہو گئیں۔

''آگے ساری عمر کمانا ہی تو ہے نورالحسن، پیٹ اور خواہشیں فارغ نہیں بیٹھنے دیتیں ۔یہ تمہارے بے فکری کے دن ہیں، انہیں میں چھین نہیں سکتی۔''

''میری عمر کے اور بھی بہت سے لڑکے کام کرتے ہیں امی۔''وہ کام کر کے اپنی ماں کا ہاتھ بٹانا چاہتا تھا۔

''کرتے ہیں... مگر میں نے دیکھا ہے پھر وہ ساری عمر کام ہی کرتے ہیں۔ بچپن کا، جوانی کا حسین دور محنت مشقت میں گزار کر وہ مشین سے بن جاتے ہیں۔ان کی زندگیاں جذبات سے عاری ہو جاتی ہیں۔میں نے تو ایسا ہی دیکھا ہے۔میں نہیں چاہتی کہ کم عمری میں میرا بیٹا مشین بن جائے۔میں تمہیں بے فکری کی زندگی گزارتے دیکھنا چاہتی ہوں جو اس عمر کا تقاضا ہے۔''امی کی آنکھوں میں اب ننھے ننھے موتی چمک رہے تھے۔

''مگر امی! اس طرح آپ پر بوجھ بڑھ جائے گا۔''

''اولاد بوجھ نہیں ہوتی میری جان۔''انہوں نے اس کا ماتھا چوم کر کہا تھا۔

''مگر امی! آپ اب آرام اور بے فکری کی دن گزاریں یہ آپ کی عمر کا تقاضا ہے۔''

نورالحسن اپنی ماں سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔وہ انہیں دن رات محنت کرتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

''کیوں؟میں کوئی بوڑھی نظر آتی ہوں کیا تمہیں۔''امی نے گھور کر اسے دیکھا تھا

۔

''ابھی صحت اور نظر سلامت ہے میری۔تم بے فکر ہو کر پڑھو۔اس کے بعد آرام کروانا تم مجھے۔''

www.novelsclubb.com

اس نے تابعداری سے سر جھکا لیا مگر بے فکر نہ ہوا تھا۔امی جس طرح گزارہ کرتی اور گھر چلاتی تھیں،وہ نورالحسن خوب جانتا تھا۔وہ بہت سگھڑ خاتون تھیں۔کبھی اچانک کوئی اضافی خرچ سر پر آپڑتا تو جانے کیسے کیسے بچت کی ہوئی ان کی رقم کام آجاتی۔امی

کو اگر کبھی پریشان کرتی تھیں تو ولی کی خواہشیں۔ وہ بچہ تھا، نورالحسن کی طرح عقل سمجھ نہ رکھتا تھا کہ محلے کے بچے کے پاس نئی سائیکل دیکھ لینے سے اپنے آپ نئی سائیکل نہیں آجاتی بلکہ اس کے لیے ماں کو رات رات بھر سوئی دھاگا پکڑنا پڑتا ہے ۔دوست کے پاس پلے اسٹیشن ہو تو صرف فرمائش کرنے سے پلے اسٹیشن نہیں آجاتا بلکہ اس کے لیے کئی وقت چٹنی سے روٹی کھانی پڑتی ہے۔

جب کبھی امی ولی کی کوئی خواہش پوری نہ کر پاتیں اور ضد کرتا وہ روتے روتے سو جاتا تو امی چپکے سے دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کر تیں۔ اس وقت نورا لحسن کا دل چاہتا کہ اس کی تعلیم برسوں کے بجائے دنوں میں بلکہ گھنٹوں میں پوری ہو جائے۔ وہ اپنے پائوں پر کھڑا ہو جائے۔ پھر امی کی آنکھ میں بے بسی کا پانی نہ آنے دے، ولی کی ہر خواہش ہر ضد پوری کر دے۔

اس نے بہت محنت کی تھی، بہت زیادہ محنت۔ اور آج وہ اس مقام پر تھا جہاں امی کی معاشی فکریں دور ہو گئی تھیں اور ولی کی خواہشیں بھی کسی حد تک پوری ہونے لگی

تھیں۔ مگر اس کا خواب ابھی پورا نہ ہوا تھا۔ اسے ابھی کامیابی کی مزید کئی سیڑھیاں چڑھنی تھیں۔ اپنی فیلڈ میں اپنا نام، اپنا مقام بنانا تھا۔ ماں اور بھائی کے لیے دنیا کی ہر نعمت کا ڈھیر لگانا تھا۔ یہ جنون اسے بہت مصروف کرتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

سیل کے دن تھے۔ ان دنوں ہجوم کا یہ عالم ہوتا کہ جیسے سب کچھ مفت مل رہا ہو۔ قدم رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ پورے اسٹاف کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔ ایسے میں اگر عروہ ابو بکر ہزار ہا تاکید کے بعد بھی لنچ ٹائم پر ڈیوٹی پہ حاضر ہو تو منیجر کا غصہ جائز لگتا ہے۔ منیجر کیا، اب تو روحی، شمسہ اور سرفراز بھی اعتراض کرنے لگے تھے۔ وقت پر ڈیوٹی پر پہنچنا صرف ان کا فرض تھا کیا؟

وہ بڑبڑانے لگے تھے، پھر آہستہ آہستہ صدائے احتجاج بھی بلند کرنے لگے تھے ۔صرف ایک ولید تھا جو کچھ نہیں بولتا تھا۔وہ کسی معاملے میں بھی کچھ نہیں بولتا تھا ۔خاموشی کے ساتھ آتا جاتا، خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی پوری کرتا اور بس۔ منیجر کو اس سے کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی تھی۔

دردسر بننے کے لیے عروہ ابو بکر ہی کافی تھی۔وہ بہت چھٹیاں کرتی تھی اور لیٹ آنا تو اس کا معمول تھا۔آئے دن اس کی منیجر کے سامنے پیشی ہوتی۔اس کو وارننگ دی جاتی۔وہ سنتی رہتی تھی، جواب نہیں دیتی تھی مگر دیر سے آنا چھوڑتی نہ تھی۔ پچھلے مہینے تو دو سے زائد جو چھٹیاں اس نے کی تھیں، اس کی تنخواہ بھی اسی کے حساب سے کاٹ لی تھی۔اس ماہ اس نے چھٹیوں میں کمی کر دی مگر دیر سے آنا نہیں چھوڑا تھا۔ منیجر اب اس سلسلے میں بھی کوئی لائحہ عمل تیار کرنے کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے لگا تھا۔اس کی دیکھا دیکھی اب شمسہ بھی کبھی کبھار لیٹ آنے لگی تھی۔مزید ڈھیل دی گئی تو سارا عملہ بگڑ جائے گا۔

رات گیارہ بجے جب کوئی کسٹمر موجود نہیں تھا تو عملے نے کچھ سکون کا سانس لیا تھا۔اتنے میں منیجر نے اسے طلب کیا۔

وہ جانتی تھی کہ ایسا کچھ ہونے والا ہے۔کوڈ SK11-B کے ہر سائز کو الگ الگ سیٹ کرتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس خارج کی اور کائونٹر پر چلی آئی۔

''مجھے صرف یہ بتادیں کہ آپ نے نوکری کرنی ہے یا نہیں؟'' یہ لڑکی بہت بڑا مسئلہ تھی۔

وہ خاموش کھڑی رہی۔بھلا اس سوال کا وہ کیا جواب دیتی۔نوکری کرنی تھی،اسی لیے تو رات کے گیارہ بجے اس کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑی تھی۔

''میں نے کل وارن کر دیا تھا ناں کہ سیل کے دن میں کوئی چھٹی نہیں،کوئی دیر نہیں۔'' منیجر کی آواز اب تھوڑی بلند تھی۔

''سر! مجھے ابو کو لے کر اسپتال...''

''مس ابو بکر...ہر گھر میں مسئلے ہوتے ہیں،سب کے ساتھ پرابلمز جڑی ہوئی ہیں۔ میرا بچہ تین دن سے بیمار ہے۔کیا میں بھی اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ جائوں اور نوکری کو مذاق سمجھ لوں۔''منیجر اس کے روز روز کے بہانوں سے تنگ آگیا تھا۔

''اب اس کی طبیعت کیسی ہے سر؟''اس نے جس فکر مندی کے ساتھ پوچھا،ایک لمحے کے لیے تو منیجر گنگ ہوا۔روحی منہ دوسری طرف کر کے مسکرانے لگی۔

''آپ کو اسے خود ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا چاہیے تھا سر۔''

''اور یہاں...یہاں کیا فرشتے میرا کام سنبھالتے؟''منیجر اس بات پر تپ گیا تھا۔

''فرشتے کی ڈیوٹیز کچھ اور ہیں سر۔ہم ہیں ناں سر۔ہم دیکھ لیں گے۔آپ اپنے بیٹے کو وقت دیں۔''عروہ منیجر کو ایسے تسلی دے رہی تھی جیسے وہ باس ہو اور منیجر اس کا ماتحت۔

"جی...آپ ہیں ناں...آپ کے حوالے کر دیتا ہوں سب کچھ، پھر یہ بتائیں کہ کل آئوٹ لیٹ بند رہے گی، یا لنچ کے بعد کھلے گی؟" منیجر طنزیہ لہجے میں بولا۔

شمسہ، سرفراز اور روحی ہنس دیے تھے۔ منیجر کو لگا کہ صورتِ حال غلط ہو رہی ہے۔ اس نے پھر لہجے کو بارعب بناتے ہوئے لیکچر دینا شروع کیا۔

"سوری سر، آئندہ لیٹ نہیں ہو گا۔" عروہ اب دوبارہ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"یہ تو آپ پچھلے سات مہینے سے کہہ رہی ہیں۔" منیجر کو اب اس کی معذرت پر بھی غصہ آتا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"یہ آپ کو لاسٹ وارننگ ہے، آئندہ بھی آپ کی یہی روٹین رہی تو گھنٹے کے حساب سے آپ کی تنخواہ کٹے گی۔ جائیں جا کر نیو اسٹاک کو سیٹ کریں۔" منیجر نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔" اس نے سر جھکا کر کہا اور اسٹور میں چلی گئی۔

باقی عملے کی طرح ولید کو بھی لگتا تھا کہ وہ ڈھیٹ ہے اور جانتا تھا کہ وہ آئندہ بھی پہلے جیسی روٹین پر ہی چلے گی۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

نورالحسن کو امی کی ایک عادت پسند نہ تھی۔

انہیں کسی اور کا کام پسند نہیں آتا تھا۔اس نے کئی بار مددگار کے طور پر کوئی عورت یا لڑکی رکھوا کر دی مگر امی کو کسی کے کپڑے دھونے کا طریقہ نہ بھاتا اور کسی کا کپڑے تار پر پھیلانے کا سلیقہ پسند نہ آتا۔ جھاڑو پونچھے سے تو وہ کسی سے مطمئن نہ ہوتیں۔ کسی کو جھاڑو لگانے کا سلیقہ نہ تھا تو کسی کو چیزوں پر پڑی گرد نظر نہ آتی تھی۔ان سب کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یا تو ملازمہ جواب دے جاتی یا امی جواب دے دیتیں۔

''اللہ ہاتھ پائوں سلامت رکھے، کسی کا محتاج نہ کرے۔ میں خود کرلوں گی سب۔''

اور ولی سر تھام کر رہ جاتا۔اب امی نے اسے ماسی بنا دینا تھا۔امی کھانا بناتیں تو کھانا لگانا

اور برتن دھونا اس کی ذمے داری تھی۔امی کپڑے دھوتیں تو کپڑوں کو تار پر پھیلانا اور اتارنا اس کا کام تھا۔امی جھاڑو لگاتیں تو پونچھا لگانا اس کے ذمہ تھا۔ مگر یہ سب ستم پہلے وقتوں کی کہانی ہوئے۔اب تو گُلانے آگئی تھی۔امی سے زیادہ اُسے آرام کا موقع ملا تھا۔اب وہ سارے کاموں سے بری الذمہ ہونے لگا تھا۔کچھ دن تو اس نے آنے والی کو مہمان سمجھ کر ''نہیں... نہیں، تم رہنے دو، میں کرلوں گا۔'' جیسے ڈائیلاگ بولے تھے مگر جب اندازہ ہوا کہ آنے والی چند دن کی مہمان نہیں بلکہ شاید مستقل مکین ہی ہے تو وہ کالر سیدھا کر کے، کندھے جھاڑ کر، گردن اکڑا کر مسند شاہی پر جا بیٹھا۔

''ولی! بھائی آیا ہے، پانی دو اُسے۔'' امی حکم دیتیں۔

''گُلانے... بھائی آئے ہیں، پانی دوا نہیں۔'' حکم آگے فارورڈ ہونے لگا۔

کچھ ہی دنوں میں اسے سمجھ آ گئی کہ لڑکی کام کی چیز ہے۔بہت اٹھالیا نقصان چھوٹے ہونے کا،اب اس گھر میں کوئی اس سے بھی چھوٹا تھا جس پر وہ رعب ڈال سکتا اور حکم چلا سکتا تھا،لیکن یہ شہنشاہت زیادہ دن نہ چلی تھی۔

لڑکی نے بہت جلدی ثابت کر دیا تھا کہ وہ منہ میں زبان رکھتی ہے۔امی اور بھائی کے سامنے معصوم سی بنی رہنے والی اسے جواب دینے لگی تھی۔پہلے تو کچھ دن وہ اس کے مذکر و مونث میں پھنسا رہا،پھر جیسے اس کے ہاتھ گُلانے کی بڑی کمزوری آ گئی۔تکلفات کا سلسلہ جلد ختم ہو گیا۔چند ہی دنوں بعد گھر میں کچھ اس طرح کا منظر تھا۔

"پو جی...تم ولی کو سمجھائو،ام کو تنگ کرتی اے۔"گُلانے کمرے میں داخل ہوئی۔

امی اور نورالحسن نے بات ادھوری چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

''اماں... تم گُلانے کو سمجھائو،ام کو تنگ کرتا اے۔''ولی بھی پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

''ولی...انسان کے بچے بنو۔''امی نے اسے گھورا۔

''کیا امی...پہلے گُلانے بی بی ہم کو لڑکی بنانے پہ تلی ہے اور اب آپ...آپ تو حد ہی کرتی ہیں امی۔لڑکی لڑکا چھوڑ،انسان ہی نہیں رہنے دیا۔''ولی سراپا احتجاج ہوا تو گُلانے ہنسنے لگی۔

نورالحسن نے دیکھا کہ کیمپ میں خاموش خاموش رہنے والی لڑکی یہاں آکر خوش رہنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

وہ جانتا تھا کہ کٹہرے میں کھڑا شخص بے گناہ ہے مگر ثبوتوں اور جھوٹے گواہوں کے جال میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ ہاتھ پائوں مار کر بھی نکل نہیں پا رہا تھا۔قتل

اپنے پیچھے سراغ ضرور چھوڑتا ہے۔اسی سراغ کو ڈھونڈ کر ایڈووکیٹ قرۃ العین غنی کو اپنے مؤکل کو بے گناہ ثابت کرنا تھا۔ مگر وہ تو کسی اور ہی کام میں لگی ہوئی تھی۔اس کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے۔

آج کی ساری بحث وکیل استغاثہ نے اپنے مؤکل کے حق میں کرلی تھی۔ کیس کی سماعت اگلے ہفتے تک ملتوی کرتے ہوئے وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور تیز قدموں کے ساتھ چلتا ہوا اپنے چیمبر میں آگیا۔

"مس غنی کو بلائو۔" کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے نائب قاصد کو حکم دیا۔اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر کوئی بھی اندازہ کر سکتا تھا کہ وہ اس وقت کس قدر غصے میں ہے۔

www.novelsclubb.com

"مس غنی! کسی کی زندگی آپ کے نزدیک کیا معنی رکھتی ہے؟" قرۃ العین ابھی آفس میں داخل ہو کر معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جب اس کی طرف سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ سوال آیا۔

"جی سر؟" وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"مذاق لگتی ہے کسی کی زندگی آپ کو؟" اس کا غصہ اس کے لہجے سے ظاہر تھا۔ قرۃ العین نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر سر مدر ئیس کا کیس آپ لڑ رہی ہیں یا اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہیں؟"

"سوری سر! میں سمجھی نہیں۔" قرۃ العین حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"جب آپ کا فوکس پراسیکیوٹر کے منہ سے نکلتے ہوئے لفظوں پر ہونا چاہیے تھا ۔جب آپ کا دھیان اپنے مؤکل کے دفاع پر ہونا چاہیے تھا۔آپ اپنے موبائل میں گم تھیں۔"

اس نے سر جھکا لیا، وہ جان گئی تھی کہ وہ شرط جیتنے کے چکر میں مجرم بن بیٹھی۔

"آپ کو گھر بیٹھ جانا چاہیے مس غنی۔" اس کا پارہ آسمان کو چھو رہا تھا۔

"سوری سر! منیب نے شرط لگائی..." اس کی آواز اس کا ساتھ دینا چھوڑ گئی تھی۔

"مس غنی! آپ اس وقت خاموش رہیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ کے فضول قسم کے ایکسکیوز زمجھے زیادہ مایوس کریں گے۔" وہ سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"آپ کوئی کالج گرل نہیں ہیں۔ اپنی عمر دیکھیں، اپنا مقام دیکھیں۔ کیا ایک وکیل کو زیب دیتا ہے کہ وہ ایسی حرکت کرے وہ بھی دورانِ سماعت؟ آپ جیسے لوگ ہر شعبے میں اس کا نام خراب کرنے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔" وہ سر جھکا کر سنتی رہی۔ غلطی اس کی تھی، اسے احساس تھا۔

www.novelsclubb.com

"سوری سر! آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" وہ خفت سے بولی۔

''ایڈووکیٹ منیب طاہر کی کمپنی میں رہیں گی تو آئندہ بھی حماقتیں کریں گی۔ایل یل بی،ایل ایل ایم کی ڈگری حاصل کر کے ہر کوئی وکیل نہیں بن سکتا۔یاد رکھیں۔

''اس کا غصہ کسی طور ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

''جی سر۔''اس نے پھر سر جھکا کر کہا تھا۔

سیلفی اسے خاصی مہنگی پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆وہ کیمپ والا نور الحسن بہت اچھا تھا۔جو اس سے باتیں کرتا تھا،اس کو وقت دیتا تھا۔یہاں لا کر تو جیسے اسے بھول ہی گیا تھا۔آتے جاتے حال چال پوچھ لیتا اور اپنی فائلوں میں گم ہو جاتا۔ایک تو گھر دیر سے آتا۔دوپہر اور رات کا کھانا اکثر اس کے بغیر ہی کھایا جاتا تھا۔گھر آتا تو بھی مصروف ہی دکھائی دیتا۔ہاں امی کے پاس بیٹھ کر ایک دو گھنٹے ضرور انہیں وقت دیتا تھا۔یہی وہ وقت تھا جب امی ولی کی شکایتیں بھی لگاتیں اور وہ بھائی کی شرارتوں سے بھی محظوظ ہوتا۔گُلانے نے

محسوس کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی سے بہت پیار کرتا ہے۔امی شکایتیں بھی لگاتیں تو وہ مسکرا کر سنتا رہتا۔

اس دن بھی وہ کافی دیر سے گھر آیا تھا۔

''چلیں آپ کی حاضری ہے قاضی نے عدالت لگائی ہے۔''ولی نے دروازہ کھولتے ہی مطلع کیا۔

''امی جاگ رہی ہیں؟''اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ولی سے پوچھا۔

''آپ کی صورت دیکھے بنا انہیں نیند کب آنی ہے۔''ولی نے مؤدب ہونے کی ناکام کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

وہ شرمندہ سا امی کے کمرے میں چلا آیا۔وہ نماز ادا کر رہی تھیں۔نورالحسن اُن کے پاس ہی نیچے بیٹھ گیا۔انہوں نے سلام پھیر کر اس کا چہرہ غور سے دیکھا۔

''تھک گئے ہو۔جائو جا کر سو جائو۔''وہ ماں تھی۔ڈانٹنا بھول گئی تھی۔

''ابھی کہاں امی...ابھی بہت کام ہے۔''وہ واقعی تھکا ہوا سا لگ رہا تھا۔

''بہت مصروف کر لیا ہے تم نے خود کو۔''وہ اسے پاس بٹھاتے ہوئے بڑے پیار سے بولیں۔

''نام بنانے کے لیے بہت محنت کرنی پڑتی ہے امی۔''اس کا جنون،اس کا ولولہ اس کے لہجے میں بول رہا تھا۔

''اللہ کامیاب کرے تمہیں بیٹا۔''وہ ماں جو تھوڑی دیر پہلے بناوٹی غصہ دکھانے والی تھی،بیٹے کے سامنے آتے ہی ممتا اس پر غالب آگئی۔

''ماں کی دعا جس کے ساتھ ہو،وہ کامیاب ہے امی۔''اس نے ماں کا ہاتھ چوم کر کہا۔

www.novelsclubb.com

امی نے نہال ہو کر اس کا ماتھا چوما اور نوافل ادا کرنے لگیں۔وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔گُلانے نے اس کا چہرہ دیکھا،وہ اسے بہت تھکا تھکا سا لگا۔وہ اس کے لیے

چائے بنانے کچن میں چلی آئی تھی۔آج اسے نورالحسن سے ضروری بات بھی کرنی تھی۔

''جزاک اللہ گُلانے۔''نورالحسن نے اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ دیکھ کر کہا۔ اس وقت اُسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

''یہ تو گُلانے کا پرض اے۔''اس نے سر جھکا کر کہا۔

''تم بہت کام کرنے لگی ہو۔پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟''اس نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''پڑنا تو ام کو بوت سارا اے۔بابا کیتی تھی کہ لڑکی کے لیے بھی پڑائی اتنا ضروری اے جتنا لڑکے کے لیے۔''گُلانے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

''ٹھیک کہتے تھے تمہارے بابا۔پشاور میں تمہارا جو اسکول تھا،اس کا نام بتائو، تمہارا سرٹیفکیٹ منگوانا ہے۔پھر تمہارا ایڈمشن کروادیں گے۔''

''سچ نورالحسن؟''اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔نورالحسن نے مسکرا کر سر ہلایا۔

''وہ تو ٹیک اے۔مگر تم ام کو ایک بات...''

''اپنے سے بڑے کو آپ کہتے ہیں گُلانے۔''نورالحسن نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

''ٹیک اے...آپ ام کو ایک بات بتائو کہ تم...''

''آپ...''نورالحسن نے اسے پھر ٹوکا۔

''ہاں...آپ...آپ۔''وہ رٹا لگانے والے انداز میں دہرانے لگی۔

''ہاں کے بجائے جی کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔''نورالحسن نے مسکراتے ہوئے اسے ایک اور بات سمجھائی۔

www.novelsclubb.com

''پیلے ام کو اک لپظ تو یاد کرنے دو۔''وہ جھنجلائی تو نورالحسن ہنس دیا۔

''ٹھیک ہے پہلے ''آپ'' یاد کرلو۔اور امی کو بھی آپ کہا کرو۔''اس نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

''ٹیک اے...سب کو آپ بولے گا مگر ولی کو نہیں۔''اس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''ولی بھی تم سے بڑا ہے۔''

''لگتی تو نئیں اے۔اس کی ہر کام بچوں والی اے۔''وہ ہاتھ چلا کر بولی تو نورالحسن ہنس دیا۔

''اچھا پوچھو کیا پوچھنا ہے؟''نورالحسن کو جیسے اچانک یاد آیا کہ گُلانے اس کے پاس کوئی بات کرنے آئی تھی۔

''تم...او آپ...آپ ام سے شادی کب کرے گی؟''

''شادی؟''اس سوال پر وہ ایک دم چونکا۔

www.novelsclubb.com

''آں...شادی۔تم نے ام کو کریدا،شادی کے لیے کریدا ناں؟''

''نہیں...میں نے تمہیں اس مقصد سے نہیں خریدا۔''وہ اب بھی حیران تھا۔

''پر(پھر)؟''اس نے سنجیدگی سے نورالحسن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گُلانے! میں تمہیں گل زمان سے بچانا چاہتا تھا جو امانت تمہارے بابا نے ڈاکٹر فضل الٰہی کو سونپنی تھی، وہ بحفاظت ان تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اور بس..." نورالحسن اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"ڈاکٹر پضل الٰہی تم کو... آپ کو کاں سے ملے گی؟" اس کے معصومیت سے کیے گئے سوال پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"میں انہیں ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔ ان شااللہ وہ مل جائیں گے۔"

"اچا۔ ڈاکٹر پضل الٰہی تم... آ... آپ کو نئیں ملا تو آپ ام سے پر شادی کرے گی؟" وہ ایک بار پھر سے شادی پر آ گئی تھی۔

"یہ شادی وادی کا خیال ذہن سے نکالو، مجھے امید ہے کہ وہ ضرور مل جائیں گے۔ میں نے کراچی میں رہنے والے اپنے تمام دوست احباب کو کہہ رکھا ہے کہ وہ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب تک کہ ہمیں اس

سلسلے میں کامیابی حاصل نہ ہو، تمہارا وقت ضائع نہیں ہونا چاہیے، تم ایڈمشن لے لو اسکول میں۔ پہلے ہی دو ڈھائی سال کا وقفہ آ گیا تمہاری پڑھائی میں۔" نورالحسن نے اسے مصنوعی ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

"آں، ام کو ڈاکٹر بننے کا بڑا شوق اے۔" تھی تو وہ بچی ہی، فوراً ہی موضوع بدل گئی۔

"چلو پھر اتنا اچھا پڑھو کہ تم ڈاکٹر بن جاؤ۔"

"جب ام ڈاکٹر بن جائے گا پر تم... آپ ام سے شادی کرے گا؟" ڈاکٹر سے بات اچانک پھر شادی پر آ گئی تھی۔

"شادی کا ذکر کہاں سے گُلانے؟" وہ جو بات بدل جانے پر پر سکون ہو گیا تھا، پھر چوکس ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم... آپ... آپ نے ام کو کریدا اس لیے؟ اچا سمجھ آ گیا... سمجھ آ گیا۔" اس نے یوں سر ہلایا جیسے خود گتھی سلجھالی ہو۔ نورالحسن ہنس دیا تھا۔

"شکر کرو... سمجھ آگئی ورنہ یہاں ولی ہوتا تو اس نے پٹھان کا کوئی لطیفہ سنا دینا تھا، پھر تمہیں غصہ آنا تھا۔" اس نے ہنستے ہنستے ہی کہا۔

"آں... وہ سمجھتی اے، پٹان پاگل اے۔ آپ کو تو ایسا نیئں لگتی ناں۔" وہ پھر سے ہاتھ چلا کر اسے بتانے لگی۔

"نہیں مجھے ایسا نہیں لگتا۔ دیکھو تم نے کتنی جلدی "آپ" کہنا سیکھ لیا۔" نورالحسن نے اسے سراہا۔

"آں... بابا بی کیتی تی، امارا گُلا نے بوت ذئین اے (بابا بھی کہتے تھے کہ ہماری گُلا نے بہت ذہین ہے)۔" وہ فخر کے ساتھ بتاتی ہوئی ٹرے اٹھا کر کمرے سے نکل گئی۔ نورالحسن نے اس کے جانے کے بعد چائے پیتے ہوئے ایک فائل کھول کر سامنے کی اور پڑھتے پڑھتے بے ساختہ مسکرا دیا تھا۔ اسے گُلا نے کی معصومیت بھری باتیں یاد آگئی تھی۔

☆...☆...☆

ولید کے پیپرز تھے، وہ ایک ہفتے کی چھٹی لینا چاہتا تھا مگر سنبل کمال کی نیو کلیکشن لانچ ہو رہی تھی۔ ان دنوں رش ایسا ہوتا کہ وہ پانچوں بھی کسٹمرز کو ڈیل کرنے کے لیے کم پڑ جاتے۔ منیجر نے اس سے کہا تھا کہ وہ چھٹی پر جانا چاہتا ہے تو کوئی نعم البدل دے۔ ظاہر ہے وہ ایسا کرنے سے قاصر تھا۔

کام میں مصروف وہ یہی سوچ رہا تھا کہ مسئلے کو حل کیسے کیا جائے۔ ظاہر ہے پیپرز تو دینے تھے۔ اس کی زندگی کا ایک مقصد تھا، اسے اپنے پیاروں کے خواب پورے کرنے تھے۔ اس مقصد سے وہ کسی قیمت پر پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ منیجر سے کہہ دے گا کہ اس کی تنخواہ کاٹ لی جائے، پھر بھی وہ نہیں مانا تو نوکری چھوڑ دے گا۔ آگے اللہ مالک ہے۔

"سنو۔" وہ ایک کسٹمر کو ڈیل کرنے کے بعد شوز کارنر کی طرف کھڑا تھا جب عروہ اس کے قریب آئی تھی۔

"تم بے فکر ہو کر اپنے پیپرز دو۔ میں کسی کا ارینج کر لوں گی۔"

"آپ... مگر کیسے؟" اس نے تجسس سے عروہ سے پوچھا۔

"ابھی نماز کے وقفے میں وضو کے لیے گئی تھی تو لائم لائٹ کی ایک سیلز گرل سے میری بات ہو گئی ہے۔ جتنے دن تمہارے پیپرز ہیں وہ اپنی بہن کو لے آئے گی۔ لڑکی ٹرینڈ ہے، یہیں کسی آوٹ لیٹ پر کام کرتی تھی۔ آج کل ان بن ہونے کی وجہ سے گھر بیٹھی ہے۔ وہ آجائے گی تمہاری جگہ۔ تم ریلکس ہو کر پیپر دو۔ اسے اتنے دن کا پے کر دینا۔"

www.novelsclubb.com

کچھ لڑکیاں آئوٹ لیٹ میں داخل ہوئیں تو وہ جلدی سے ان کی طرف بڑھی۔

"السلام وعلیکم۔" شائستگی کے ساتھ انہیں خوش آمدید کہہ کر وہ ان کے ساتھ ساتھ چلی۔

وہ ممنون سا ہو کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ یہ اس کی عروہ ابو بکر کے ساتھ براہ راست پہلی بات چیت تھی۔

☆☆☆☆☆

نورالحسن نے گُلانے کو ساتویں آٹھویں کی کتابیں لا کر دی تھیں تاکہ وہ ٹیسٹ کی تیاری کر سکے۔ اس نے شہر کے بہترین اسکول کے پرنسپل سے بات کر لی تھی۔ انہوں نے ساتویں اور آٹھویں کا سلیبس دے دیا تھا۔ اگر گُلانے اس نصاب میں سے تیاری کر کے ایک ٹیسٹ پاس کر لیتی تو اسے جماعت نہم میں داخلہ مل جاتا ۔اس طرح اس کی پڑھائی میں جو وقفہ آیا تھا، وہ اثر انداز نہ ہوتا۔ امی نے اس سے

ساری ذمے داریاں واپس لے کر ولی کے کندھوں پر ڈال دی تھیں۔وہ بلبلا کر رہ گیا۔

''اتنی بڑی ہو گئی ہو،ابھی سیونتھ میں۔''وہ ہنستا تھا۔

آج کل گُلانے کے پاس اس کی باتوں کو دل پر لینے کا وقت بھی نہ تھا۔وہ جی جان سے محنت کر رہی تھی۔ڈاکٹر بننے کا جو خواب اس نے کبھی دیکھا تھا،وہ پورا ہونے کی امید اسے نظر آنے لگی تھی۔

اس دن وہ انگریزی کی کتاب کھولے ہل ہل کر جانے کیا یاد کر رہی تھی جب ولی سر د باتا ہوا اپنے کمرے سے نکلا تھا۔

www.novelsclubb.com

''چائے بنا دو ایک کپ۔''

''ام پڑھتا اے۔''گُلانے نے وہیں سے ہاتھ ہلا کر انکار کیا۔

''تمہارا کون سا پی ایچ ڈی کا سیمینار ہے۔جو ایک کپ چائے کے لیے اٹھ نہیں سکتیں۔''ولی نے دانت بھینچ کر کہا۔

''نورالحسن بتاری تھی...امارا پانچویں کا سرٹیفکیٹ اور اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ بن گئی اے۔کل تک ٹی سی ایس آجائے گی۔ام کو ابی بوت کچھ یاد کرنا اے۔''وہ پھر ہل ہل کر جملہ یاد کرنے لگی تھی۔

''رٹا ہی مارنا ہے ناں،چائے بناتے ہوئے مار لو۔قائدا عظم ازدافائونڈر آف پاکستان ...قائدا عظم ازدافائونڈر آف پاکستان...قائدا عظم ازدافائونڈر آف پاکستان...پھر کہیں جا کر تمہارے بھیجے میں بیٹھنا ہے کہ قائدا عظم پاکستان کے بانی ہیں۔''وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

''ام رٹا نہیں مارتا۔ام کو کبر(خبر)اے۔''اس نے نیچے دیکھتے ہوئے بڑی بیپروائی سے اس کا جواب دیا۔

''کیا خبر ہے؟''وہ تجسس سے اسے دیکھنے لگا۔

''یہ کہ... قائدا عظم ازدا پائونڈر آپ پاکستان۔''اس نے سر اٹھا کر اترا کر پورا انگریزی جملہ سنایا۔ولی ہنسا اور پھر ہنستا چلا گیا۔گُلانے نے توجہ نہ دی۔نورالحسن کا یہ بھائی تھا ہی پاگل۔وہ سنجیدگی سے اُسی طرح ہل ہل کر ایک پیرا گراف یاد کرنے لگی۔

''اچھا گُلانے...بولو فائونٹین۔''

''پائونٹین۔''ولی پھر ہنسنے لگا۔اچھا بولو...فنگر۔''

''پنگر۔''ولی نے پشتو بولنے والوں کو''خ''کی جگہ''ک''اور''ہ''کی جگہ''ا''بولتے تو دیکھا تھا مگر اسے پتا نہیں تھا کہ پشتو میں''ف''حروف تہجی نہیں، جس کی وجہ سے اکثر''ف''کو''پ''بول جاتے ہیں۔گُلانے کی یہ کمزوری ولی کے ہاتھ آگئی تھی۔اسے گُلانے کو چڑانے کے مزید مواقع حاصل ہو گئے تھے۔اس نے شام

تک ''ف'' سے شروع ہونے والے لفظ اس کے منہ سے کہلوا کہلوا کر اس کے ناک میں دم کر دیا تھا۔ گُلانے کو جب سمجھ آیا تو منہ بناتی امی کے پاس چلی آئی تھی۔

''پو جی! ام کو آپ کا یہ بچہ پسند نئیں۔'' اس کے لیے ''آپ'' پکارنا اور خاص طور پر ولی کو ''آپ'' کہنا بڑا ہی مشکل کام تھا مگر نورالحسن کہے اور وہ نہ مانے، ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا۔ وہ اس کے لیے بڑا درجہ رکھتا تھا۔

امی نے پرات میں آٹا چھانتے ہوئے ولی کی طرف دیکھا۔

''ہیں... تمہیں نورالحسن پسند نہیں۔'' ولی نے پوری آنکھیں کھول کر اسے پھر چڑایا۔

''ام نورالحسن کا بات نئیں کرتا۔ آپ کی بات کرتا۔ نورالحسن تو امارا مالک اے۔ وہ تو ام کو بہت اچھا لگتی۔'' گُلانے نے اسے دوبہ دو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہیں...امی''ولی نے ماں کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا مگر ہ سادہ عورت سمجھ نہ پائی۔

''امی...ابھی بھی وقت ہے۔بچالیں اس پہاڑی لڑکی کے چنگل سے اپنے لاڈلے سپوت کو۔''اس نے ماں کے کان میں منہ ڈال کر خطرے کاالارم بجایا۔

''دفع ہو۔''امی نے آٹا گوندھتے ہوئے کہنی کے ساتھ اسے پرے کیا۔وہ گُلانے کو گھورتاہوا کچن سے نکل گیا جو اس تجسس میں تھی کہ اس فتنے باز نے پو.جی کے کان میں جانے کیا کہا ہے۔

☆☆☆☆☆

سارا اسٹاف گنگ تھا اور عروہ ابو بکر کی زبان چل رہی تھی۔منیجر کے ماتھے پر پسینا آ گیا۔سنبل کمال یا ثقلین کمال کی بات تو چلو الگ ہوتی ہے مگر اس سے نیچے کام کرنے والے عملے میں سے کسی کی آج تک ہمت نہ ہوئی تھی کہ اس کے سامنے

چوں چراں بھی کر جائے۔ یہ لڑکی... یہ لڑکی بھی آج تک تو سر جھکا کر اس کی سنتی آئی تھی۔ آج جو سنانے پر آئی تو بس اللہ پناہ۔

"بتادی میں نے آپ کو ساری بات... سمجھ نہیں آئی تو پھر سن لیں۔ میری بہن گھر سے بھاگ گئی، میرا بھائی سائبر کرائم کے جرم میں حوالات میں بیٹھا ہے۔ میرا باپ بدنامی اور غم سے بیمار پڑ گیا۔ اب مجھے اپنے ابو کو اسپتال لے کر جانا ہوتا ہے، مجھے اپنے بھائی کے کیس کے لیے کبھی وکیل کے پاس جانا پڑتا ہے، کبھی عدالت کے چکر لگانے پڑتے ہیں... چھٹی کرنا، دیر سویر ہونا میری مجبوری ہے، آپ نے رکھنا ہے تو رکھیں، نکالنا ہے تو نکال دیں۔" وہ بول رہی تھی اور بس بول رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو اور آواز سے لرزش واضح تھی لیکن وہ بلا تکان بول رہی تھی۔

نازک صورت حال پہ اس نے خود ہی آر یا پار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ثقلین کمال نے ایک نظر آئوٹ لیٹ کے پورے اسٹاف پر ڈالی پھر انہیں اپنی اپنی جگہ پر جانے کا کہا اور عروہ کو کسٹمرز کے لیے رکھے گئے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ سامنے بیٹھ کر اس سے کچھ بات چیت کرنے لگا تھا ۔منیجر اپنی جگہ بیٹھا پہلو پہ پہلو بدلتا رہا۔

"یہ لڑکی یقیناً اب میری شکایتیں کر رہی ہو گی۔اور ثقلین کمال کرے گا اس کی باتوں کا یقین۔آخر سامنے لڑکی جو بیٹھی ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے مائوس اِدھر اُدھر گھما رہا تھا۔

ثقلین کمال ڈیزائنر سنبل کمال کا بھائی تھا اور مینجمنٹ وہی دیکھتا تھا۔وہ دو تین ماہ بعد ہر آئوٹ لیٹ پر وزٹ کر کے وہاں کی کارکردگی چیک کرتا۔جس دن اس نے آنا ہوتا، سارے عملے کو مصیبت پڑی ہوتی تھی۔خاص طور پر منیجر کے منہ پر بارہ بج جاتے جب تک کہ وہ وزٹ کر کے ایک ایک تفصیل لے کر واپس نہ چلا جاتا۔ فرنیچر، اے سی، واٹر ڈسپنسر یہاں تک کہ لائٹس اور کراکری تک باریکی کے ساتھ

چیک کرتا۔ عملے کی کارکردگی کی رپورٹ بہت تفصیل سے لیتا۔ منیجر جو عملے کی چھوٹی موٹی آپس کی چپقلش، ان کی دیر سویر کو چھپا جاتا تھا، آج اس نے ضروری سمجھا کہ عروہ ابو بکر کی شکایت لگا ہی دی جائے کیوں کہ اب اس لڑکی پر اس کی ڈانٹ تو اثر نہیں کرتی تھی، ڈھیٹ بن کر سنتی رہتی۔ عزتِ نفس تو جیسے اس لڑکی کی تھی ہی نہیں۔ سب سنتی، منہ سے ''سوری، سوری'' کرتی، مگر اپنی روٹین نہ چھوڑتی تھی۔ دھمکا کر بھی دیکھ لیا، تنخواہ کاٹ کر بھی دیکھ لیا۔ اب اور کیا کرتا۔ شکایت اوپر ہی پہنچانی تھی ناں۔

مگر ایسا کیا تو بُرا ہی کیا۔ وہ نہ جانتا تھا کہ آج کے بعد یہ لڑکی اور شیر ہو جائے گی۔

ثقلین کمال آدھے گھنٹے بعد چلا گیا تھا۔ عروہ اسٹور میں چلی گئی تھی۔ ولید ایک کسٹمر کے کہنے پر مطلوبہ سائز کی شرٹ لینے اندر گیا تو اس نے دیکھا، عروہ ابو بکر رو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

ولی کو کھانا وقت پر ملے نہ ملے، کرکٹ وقت پر ضرور کھیلنی ہے۔پڑھنے کو وقت ملے نہ ملے، کرکٹ کے لیے وقت ضرور نکل آتا تھا۔امی کو بہت چڑ تھی اس کے اس عشق سے۔دھوپ اور گرمی میں کھیل کھیل کر رنگ کالا ہو گیا تھا مگر وہ کون سا لڑکی تھا جو پرواہ کرتا۔ان دنوں جو ضلع کی تمام تحصیلوں کے بیچ مقابلہ ہو رہا تھا تو وہ کرکٹ کے علاوہ باقی سب کچھ بھولا ہوا تھا۔

"کرکٹ تیری ماں نے امتحان نہیں دینے تیرے۔"امی کا بس نہ چلتا تھا اس کے میچوں کو آگ لگا دیں۔

"ماں تو میری آپ ہی ہیں یور میجسٹی۔"وہ جھک کر امی کے قدموں کو چھوتا۔

"کرکٹ تو میرا پیشن ہے پیشن۔"

''آنے دو نورالحسن کو...بتاتی ہوں صبح سے کتاب کھول کر نہیں دیکھا۔''امی نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

''مقدس چیزوں کو میں ہاتھ سے چھو کر ہی شکتی حاصل کر لیتا ہوں۔''اس نے ایک بار پھر بات مذاق میں اڑائی۔

وہ نورالحسن تھوڑی تھا جو سر جھکا کر ماں کی بات سنتا اور سر جھکا کر جواب دیتا۔امی سوچتی رہتیں کہ یہ نمونہ جانے کس پر چلا گیا ہے۔یہ تو ایک ماں کی سوچ تھی جو پل بھر میں بدل جاتی۔کچھ بھی تھا، بیٹیوں جیسا سکھ بھی اسی بیٹے نے دیا تھا۔کتنا خیال رکھتا تھا وہ ان کا۔گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتا، باہر کے سب کام نپٹاتا، رات ان کے پیر دبا کر سوتا۔

www.novelsclubb.com

''بس یہ کرکٹ میں وقت ضائع نہ کیا کرے۔''وہ نورالحسن سے شکایت لگاتیں اور وہ مسکراتا رہتا۔

وہ بھی چھٹی کا دن تھا۔پہلے تو دیر سے جاگا پھر ناشتا کیے بغیر ہی بیٹ ہاتھ میں لیے گھر سے نکل گیا۔شدت کی گرمی میں وہ کرکٹ کھیل کر جو واپس لوٹا تو افریقی مردانہ حسن کا شاہکار لگ رہا تھا۔امی نے اسے دیکھتے ہی حکم صادر کیا۔

''میرے پاس مت بیٹھنا۔پہلے نہا کر آئو۔''

''امی! ماں کو تو ہر روپ میں اپنا بچہ پیارا لگتا ہے۔''وہ فلسفیانہ انداز میں بولا۔

''لگتا ہو گا۔مگر میرے قریب نہا کر آنا۔''امی نے ہاتھ سے اسے پرے کیا۔

''امی...آپ منہ سے کہیں یا نہ کہیں،ہیں آپ میری سوتیلی ماں۔''گلو گیر انداز ڈائیلاگ ادا کر کے باہر نکلا۔اپنے کمرے میں جاتے ہوئے اس کو گُلانے آئرن اسٹینڈ کے سامنے کیا نظر آئی،اس نے موقع غنیمت جانا اور اپنی شرٹ اس کے سامنے لا پھینکی۔

''یہ بھی آئرن کر دو۔''

''ام آپ کو آپ کا نوکر نظر آتا؟''گُلانے نے اس کی شرٹ پاس پڑی کرسی پر پھینکی

۔

''گُلانے تم مجھے ''تم'' ہی کہہ لیا کرو۔یہ آپ کچھ مس فٹ ہی لگتا ہے تمہارے جملوں میں۔''وہ اس کا مذاق اڑانے کا کوئی موقع ضائع نہ کرتا تھا۔

''ام تو آپ کی عزت کرتا،اب آپ کو عزت راس نئیں...''جان بوجھ کر مسکراتے ہوئے اس نے جملہ ادھورا چھوڑا۔

''زیادہ باتیں نہ بنائو...یہ شرٹ استری کر کے دو۔''وہ یک دم سنجیدگی سے رعب جھاڑتے ہوئے بولا۔

''ام نے کوئی تمارا ٹیکہ توڑی اٹایا اے۔''اس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

''یہ بھی تو استری کر رہی ہوناں۔''ولی نے آئرن اسٹینڈ پر بچھے امی کے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ تو امارا پو جی کا سوٹ اے۔" گُلانے نے عقیدت سے دوپٹے کو دیکھا۔

ولی کو سخت مایوسی ہوئی۔ گھر میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس نے آج تک جو خدمات دی تھیں، وہ اسے گُلانے کی صورت وصول ہوتی نظر آئیں۔ وہ اس سے چھوٹی تھی۔ اب کوئی تو تھا جس پر وہ رعب ڈال سکتا تھا، کوئی تو تھا جس سے وہ کام کروا سکتا تھا مگر گُلانے نے اسے مایوس ہی کیا تھا۔ وہ اس کے رعب میں آتی تھی نہ ہی اس کا کوئی کام کرتی تھی۔ اس کو لگتا تھا کہ یہ سارا امی کا قصور ہے جنہوں نے پہلے دن اسے ماسی بنا کر اس لڑکی کے سامنے پیش کر دیا، اسی حساب سے اب وہ اسے اہمیت دیتی تھی۔

ایسا کیا کیا جائے جو یہ لڑکی اسے باس ماننے پر مجبور ہو جائے۔ ابھی وہ لائحہ عمل تیار کر ہی رہا تھا جب اس کی نظر آئرن اسٹینڈ پر پڑی۔

''یہ...یہ کیا...میری شرٹ تم سے استری ہوتی نہیں۔بھائی کا کلف لگا سوٹ استری ہو رہا ہے۔خوب...''اس نے طنزیہ انداز میں اسے کہا۔

''ہاں تو ان کے کپڑے میں استری نہیں کروں گی تو اور کون کرے گا۔''گُلانے نے نہایت سکون کے ساتھ جواب دیا۔

''کیوں...ان پر اتنی مہربانی کیوں؟''ولی نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

''پرسوں میں نے چائے بنانے کا کہا تو محترمہ کو پڑھائی یاد آگئی۔اور بھائی نے ابھی گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ چائے کا کپ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔کیا یہ کھلا تضاد نہیں۔''اس کے اندر سہیل وڑائچ نے انگڑائی لی۔

''نورالحسن تو امارا مالک اے۔اس کے سارے کام کرنا تو گُلانے کا پرض (فرض) اے۔''اس نے اسی اطمینان اور سکون سے کہا۔

''واہ جی... کیا بات ہے۔نورالحسن تو مالک ہے۔اور مالک کا بھائی؟''اس نے کمر پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا۔

''مالک کے بھائی نے امارا پیسہ توڑی دی۔''وہ حساب کتاب پکے رکھتی تھی۔

''پیسا؟''وہ حیران ہوا تھا۔

''ہاں...پوری تیس ہزار دی نورالحسن نے گل زمان کو۔''

وہ اب متجسس ہوا تھا۔بھائی نے کیا کہانی سنائی تھی اور اصل کہانی کیا تھی۔یہ تو وہ اب جان پایا تھا۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

www.novelsclubb.com

ہانیہ کی طبیعت رات سے کچھ بہتر نہ تھی جس کی وجہ سے آج وہ ڈیپارٹمنٹ نہیں آئی تھی۔اس کی غیر موجودگی میں نور کو احساس ہوتا تھا کہ وہ اس کے لیے اچھی دوست تو ہے ہی، بہترین باڈی گارڈ بھی ہے۔ابھی بھی اس کی کمی کو محسوس کرتے

ہوئے وہ کلاس اٹینڈ کر کے گرلز کامن روم کی طرف آ رہی تھی جب خزیمہ دائود اس کے سامنے آیا تھا۔

"ہائے نور!"

اس کی تیوری پر بل پڑے۔اس کے حجاب کی وجہ سے خزیمہ کو یہ بل نظر نہ آئے مگر آنکھوں میں یہ تحریر آج بھی نظر آئی تھی۔

"Prohibited"

اس کو ایک دفعہ پھر بچپن کے شوق چڑھے۔ جستجو اور تجسس کی تو جیسے اسے گرتی ملی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے یہ نوٹس آپ کے ساتھ شیئر کرنے تھے۔اس میں نیوٹن کی Philosophiae Naturalis Principia Mathematica. سے کچھ پوائنٹس لیے گئے ہیں۔آپ تو جانتی ہیں کہ اس

بک کی انگلش کاپی بھی ابھی تک دست یاب نہیں۔"اس نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق بات شروع کی۔

"آپ نے یہ نوٹس باقی کلاس کے ساتھ شیئر کیے ہیں؟"نور نے نوٹس تھامنے کے لیے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا۔

"نہیں۔"

"پھر مجھ سے بھی شیئر نہ کریں۔"اس نے گرلز کامن روم کی طرف قدم بڑھائے۔

"ایک منٹ نور۔"وہ اس کے ساتھ ساتھ چلا۔

www.novelsclubb.com

"جی کہیں۔"اسے رکنا پڑا تھا۔

"میرے بھائی کی شادی ہے۔آپ اور ہانیہ آئیں گی تو مجھے خوشی ہو گی۔میں آپ لوگوں کا کارڈ بھی لے کر آیا ہوں۔"

''آپ نے باقی کلاس کو انوائٹ کیا ہے؟''اس نے روایتی سرد مہری سے پوچھا۔

''صرف فرینڈز کو۔''اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

''سوری...آپ اپنا کارڈ ضائع مت کریں۔میں آپ کی فرینڈ نہیں ہوں۔''وہ یہ کہہ کر رکی نہیں تھی،کامن روم میں چلی گئی۔خزیمہ بھی ہمت ہارنے والوں میں سے نہ تھا۔اگلے دن ہانیہ ڈیپارٹمنٹ آئی تو اس نے کارڈ اسے تھما دیا۔

''کون کون سی ڈشز ہوں گی؟''ہانیہ نے شادی کا ذکر سنتے ہی پوچھا۔اس کی طرف سے ایسا سوال غیر متوقع نہیں تھا۔خزیمہ نے ان ڈشز کے نام بھی گنوا دیے جو مینیو میں نہیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

''اچھا لگتا تو نہیں ہے۔''وہ بھی کم استاد نہ تھی۔

''کیوں؟''

''تمہاری صحت دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ تمہارا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے ہے۔

"اور تمہاری صحت دیکھ کر..." باقی جملہ ادھورا چھوڑ دیا گیا۔اس وقت دشمنی مول نہیں لی جاسکتی تھی۔یہی تو وہ کریکٹر تھی جس کا رومانوی داستانوں میں بڑا رول ہوتا ہے۔ہیروئن کی سہیلی...

مانا کہ خزیمہ دائود کو لواسٹوریز پڑھنے اور دیکھنے کا کوئی شوق نہ تھا مگر یہ تو قصہ ماضی تھاناں۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

"بھائی مجھے تیس ہزار چاہئیں۔"

www.novelsclubb.com

نورالحسن نے کتاب سے نظر ہٹا کر انوکھے لاڈلے کی طرف دیکھا۔چھوٹی موٹی فرمائشیں تو اس کی چلتی رہتی تھیں مگر ایک ساتھ تیس ہزار۔

"کیوں بھئی...ایسی کیا ضرورت پڑ گئی۔"اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"میں نے اپنے لیے کنیز خریدنی ہے۔"

"کنیز۔" وہ حیران ہوا۔

"ہاں کنیز... جو میرے اشاروں پر چلے۔ میرے حکم پر پلک جھپکتے میں چائے بنا لائے، میرے کپڑے استری کر دے۔" وہ ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولا۔

"ایسے کام کنیز نہیں بیوی کرتی ہے۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"نہیں اب وہ دور نہیں رہا، اب تو ایسے کام بیوی کرواتی ہے۔" اس نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب کنیزوں اور باندیوں کو خریدنے کا دور بھی نہیں رہا۔" نورالحسن نے اس کی بات کو انجوائے کرتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"مگر آپ نے تو خریدی۔" وہ فوراً بولا تھا۔

"کیا مطلب؟" نورالحسن چونکا۔

''ہوں...تونکلاچھپارستم...تونکلاچھپارستم۔''ولی شرارت سے گنگنانے لگا تھا۔نورا لحسن اسے گھورنے لگا۔

''بھائی وہ میجر صاحب یاد ہیں جو کچھ عرصہ ہمارے پڑوس میں رہے تھے۔وہی... جن کی تین بیویوں سے اولاد نہیں تھی تو پھر وہ پشاور کی طرف کسی گائوں سے چوتھی بیوی خرید کر لائے تھے پچیس ہزار میں جس کے تین بیٹے ہوئے تھے۔''

''ہاں...یاد ہے۔''نورالحسن پلکیں جھپکے بغیر بولا۔

''اس وقت یہ میجر صاحب کا قصہ سن کر مجھے لگتا تھا کہ سیف الملوک والا قصہ سچا ہی ہے،سرحد میں واقعی پریاں رہتی ہیں جو پچیس ہزار میں مل جاتی ہیں۔اب پتا چلا کہ پریوں کے ہاں بھی مہنگائی کا دور ہے۔پری پچیس کے بجائے تیس ہزار کی ہو گئی ۔''وہ بنا رکے بولے جا رہا تھا۔

''کیا مطلب؟''نورالحسن اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''گُلانے۔''ولی انگلیوں کو نچاتے ہوئے مسکرایا۔

''میں بھی کہوں، کیوں بھاگ بھاگ آپ کی خدمتیں کرتی ہے وہ، کیوں اتنی عقیدت سے کہتی ہے''امارا مالک اے نورالحسن۔''یہاں تو آقا و کنیز کا قصہ ہے۔'' اس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

''ولی تم سے یہ سب کس نے کہا؟''نورالحسن نے سنجیدگی کے ساتھ دریافت کیا۔

''خود گُلانے نے۔''اس کی نظروں میں ابھی بھی شرارت تھی جس سے نورالحسن کو الجھن ہو رہی تھی۔

''بھائی! سچی بتائیں یہ پٹھان اپنی بیٹیاں بیچتے ہیں کیا؟''وہ یک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''میں اس بارے میں شیور نہیں ہوں۔افغانستان، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے کچھ قبائل میں''والوار''نامی ایک رسم ہے جس کا مطلب ہے''دلہن کی قیمت''، جس میں دلہا، دلہن کے ماں باپ کو شادی پر آنے والے اخراجات ادا کرتا ہے۔ایسا

عموماً غریب گھرانوں میں ہوتا ہے۔ایسی رسومات ملک کے دوسرے صوبوں میں بھی پریکٹس میں ہیں۔"نورالحسن اسے بتانے لگا۔

"پھر میجر صاحب کی چوتھی بیوی؟"ولی یک دم بولا۔

"کچھ ایسے کیسز سامنے آئے ہیں جس میں بیٹیوں کو حقیقتاً بیچا گیا، مگر اس عمل کو صرف پٹھانوں کے ساتھ یا تمام پٹھانوں سے منسوب کرنا ٹھیک نہیں۔بلوچستان میں تو یہاں تک سنا کہ کچھ قبائل میں بیٹی کو تول کر اس کا مول لگایا جاتا ہے۔ہے تو افسوس ناک امر مگر حقیقت ہے کہ پورے ملک میں ہی کئی لالچی یا غربت کا شکار مجبور ماں باپ بیٹیوں کا سودا کرتے ہیں۔"نورالحسن کا لہجہ افسردہ سا ہوا۔

"گُلانے کو لالچ میں بیچا گیا یا مجبوری میں؟"نورالحسن نے اسے حقیقت بتادی۔

''گُلانے کو اس کے بابا نے نہیں بیچا بلکہ گل زمان نے اس کا سودا کیا جو کہ اس کی پھوپھو کا شوہر اور گُلانے کا نگران تھا۔اور اس نے لالچ میں اسے بیچا۔''نورالحسن نے اسے حقیقت بتادی۔

''اچھا۔مگر آپ نے کیوں خریدا؟''اس کا تجسس عروج پر تھا۔

نورالحسن نے تاسف سے سر ہلایا۔اسے آج گُلانے پر غصہ آرہا تھا۔ولی سارے جواب لے کر ہی ٹلا تھا۔

☆...☆...☆

ثقلین کمال نے عروہ کو کافی رعایت دے دی تھی۔لیٹ وہ پہلے بھی آتی تھی،اب بھی آتی تھی۔مگر اب منیجر کو تضحیک محسوس ہوتی تھی کیوں کہ اب وہ اس پر گرج برس نہیں سکتا تھا۔وہ اس سے خار کھانے لگا تھا تو وجہ سمجھ آتی تھی۔روحی کیوں اکھڑی اکھڑی سی رہنے لگی تھی،یہ عروہ کو سمجھ نہیں آتا تھا۔

اس دن ایک لڑکا ان کی آئوٹ لیٹ پر آیا جو کچھ لیڈیز شرٹس دیکھنا چاہ رہا تھا۔ایسی آئوٹ لیٹس پر کسٹمرز کی زیادہ تعداد صنف نازک پر مشتمل ہوتی ہے۔مرد آتے بھی ہیں تو فیملی کے ساتھ۔بیگمات کپڑے،بیگ،جیولری دیکھیں میں اور وہ بچے سنبھالتے ہیں یا بور ہو کر صوفے پر بیٹھ کر موبائل میں گم ہو جاتے ہیں۔ایسے جوڑے بھی چلے آتے ہیں جن کی ایک دوسرے پر اٹھتی نظروں ہی سے پتا چل جاتا ہے کہ گھر والی گھر بیٹھی ہے اور کمائی باہر والی پہ لٹائی جا رہی ہے۔کبھی کبھار منچلے بھی یار دوستوں کے ساتھ چلے آتے،انہیں خریدنا کچھ نہیں ہوتا،بس مسکرا مسکرا کر بات کرتی ہوئی سیلز گرلز کے ساتھ بات کرنے کا موقع مل جاتا جس سے ان کی صحت کو خوب افاقہ حاصل ہوتا۔

www.novelsclubb.com

وہ لڑکا کچھ لیڈیز شرٹس دیکھنا چاہتا تھا۔روحی نے اسے کئی شرٹس دکھائیں مگر اسے پسند نہ آئیں۔ایک دم اس نے عروہ کی طرف اشارہ کیا۔

"مجھے ایسی شرٹ دکھائیں لائٹ کلرز میں۔"

عروہ نے اس وقت سنبل کمال کی کلیکشن میں سے ہی ایک شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ سنبل کمال عید کے موقع پر پورے اسٹاف کو ایک ایک ڈریس گفٹ کرتی تھی۔ ورنہ عروہ، شمسہ، روحی جیسی سینکڑوں لڑکیاں صرف ان ڈریسز کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ سکتی تھیں، انہیں خرید نہیں سکتی تھیں۔ اگر خرید سکتیں تو یہاں ایک ایک آئٹم سیل کرنے کے لیے لوگوں کے آگے پیچھے مسکرا مسکرا کر کیوں پھرنا پڑتا؟

''سوری، یہ شرٹ تو عید کلیکشن میں سے تھی۔ اب یہ اسٹاک ختم ہو گیا۔'' روحی نے عروہ کی شرٹ پر ایک نظر ڈال کر معذرت کی۔

''ایکسکیوزمی میم... کیا آپ مجھے تھوڑا گائیڈ کر سکتی ہیں۔ دراصل آپ کی چوائس اچھی ہے ناں۔'' وہ لڑکا عروہ کی طرف آ گیا تھا۔

''شیور۔'' عروہ اس کے ساتھ ایک ریک کی طرف بڑھ گئی۔

لڑکے نے اس کے مشورے پر ایک شرٹ لے لی تھی اور اب دوسری کے لیے رائے مانگ رہا تھا۔ سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جب عروہ کی آواز آئوٹ لیٹ میں گونجی تھی۔ سب کی طرح ولید نے بھی مڑ کر اس طرف دیکھا جہاں وہ ہاتھ کے اشارے سے اس لڑکے کو باہر دفع ہونے کو کہہ رہی تھی۔

''دس از انسلٹنگ۔'' لڑکا بھڑک اٹھا تھا۔

''جو کچھ آپ نے کہا، وہ زیادہ انسلٹنگ تھا۔'' عروہ کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

''میں نے ایسا کیا کہہ دیا؟'' وہ لڑکا دونوں ہاتھ اٹھائے حیرت سے بولا۔

''گیٹ لاسٹ۔'' سب کو لگا کہ عروہ اس لڑکے کو تھپڑ مار دے گی۔

''تم جانتی ہو، کسے یہ الفاظ کہہ رہی ہو؟'' لڑکے کا چہرہ لال ہوا تھا اور عروہ کا اس سے زیادہ لال۔

"سر... سر پلیز۔" منیجر گڑ بڑا کر بھاگا چلا آیا تھا اور لڑکے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اتنی عزت پیاری ہے تو گھر کیوں نہیں شرافت سے بیٹھتی ہو؟ لڑکیوں کو اپائنٹ کیوں کیا جاتا ہے؟ اسی لیے نہ کہ کسٹمرز اٹریکٹ ہوں۔"

"تم حد سے بڑھ رہے ہو۔" ولید کو برا لگا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بولا تھا۔

"مجھے نام بتائیں اس پاک باز لڑکی کا اور اس ہیرو لڑکے کا، میں کمپلینٹ کروں گا ان کی۔" وہ ولید کو گھورتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"سر پلیز۔" منیجر گڑگڑانے پر آ گیا تھا۔

"پہلے ہی من مانیاں کرتی تھی، اب تو اندر باہر حواری پیدا کر لیے۔" شمسہ روحی کے کان کے پاس بڑبڑائی۔

''ایسی ہی لڑکیاں ہوتی ہیں جو ڈرامے کر کر کے نوکری کرنے والی سب لڑکیوں کا نام خراب کرتی ہیں۔''روحی نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

روحی کچھ عرصہ پہلے تک تو عروہ کی دوست ہوا کرتی تھی مگر جب سے ثقلین کمال نے اسے خصوصی رعایت دی تھی،تب سے وہ اس سے چڑنے لگی تھی۔

لڑکا دھمکیاں دیتا چلا گیا اور منیجر سر تھامے بیٹھا تھا۔پہلے تو یہ لڑکی دردسر تھی آج اس اچھے خاصے سلجھے ہوئے لڑکے کو بھی جانے کیوں ہیرو بننے کا شوق چڑھ گیا تھا۔ اس نے ولید کو بلا کر کسٹمر اور عروہ کے بیچ کے جھگڑے میں کود پڑنے پر ڈانٹا تھا۔

''کوئی عورت کو بے عزت کرے، مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔''ولید اب بھی جذباتی ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''نوکری میں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔''منیجر نے اسے سمجھانا چاہا۔

''جی بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے مگر ذلت نہیں۔''

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ذلت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے... تمہیں کیا لگتا ہے مس ابو بکر منہ چھپا کر گھر بیٹھ جائیں گی؟ نہیں...وہ یہ ذلت سہ کر پھر نوکری پر آئے گی۔ دیکھ لینا تم۔"

منیجر اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

ایسا ہی ہوا تھا۔ عروہ ابو بکر نوکری پر آ رہی تھی۔

ذلت سے بھی کمینی شے تھی غربت۔

☆☆☆

#ناول_گلانے

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_3

نورالحسن نے گُلانے کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ ویسے تو وہ اس کمرے میں دن میں کئی چکر لگا لیتی تھی مگر زیادہ تر اس کی غیر موجودگی میں۔ آج اسے نورالحسن نے خود بلایا تھا، اس لیے وہ الجھی ہوئی سی کمرے میں داخل ہوئی۔

"بیٹھو گُلانے۔" نورالحسن نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنے سامنے رکھی کتاب بند کر دی۔

"میں نے تم سے ضروری بات کرنے کے لیے تمہیں بلایا ہے۔ میری بات غور سے سنو گُلانے۔" وہ سنجیدگی کے ساتھ اس سے مخاطب ہوا۔ گُلانے نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"تم اس گھر میں ایک باندی نہیں ہو، کوئی کام والی نہیں ہو۔ تم اس گھر کی ایک فرد ہو۔ اور میں... میں بس نورالحسن ہوں۔ تمہارا مالک نہیں ہوں۔" وہ سیدھا اصل بات پر آیا تھا۔

''مالک تو آپ اوناں۔ آپ نے ام کو کریدا۔'' یہ بات اس کے لاشعور میں بیٹھ گئی تھی کہ نورالحسن اس کا مالک ہے۔

''میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بھول جاؤ اس بات کو۔'' اسے گُلانے کی نادانی پر غصہ آرہا تھا۔

''آں...ام کو یاد اے آپ کو ام سے شادی نئیں کرنا۔ آپ نے ام کو کریدا کہ ام آپ کی اور آپ کے گروالوں کی کدمت کر سکے۔'' گُلانے نے خود سے سمجھتے ہوئے کہا۔

''او گُلانے۔'' نورالحسن نے ماتھا پکڑا۔

''کیا کبھی میں نے تم سے ایسا کہا؟'' گُلانے نے نفی میں سر ہلایا۔

''پھر؟'' اس نے نیلی آنکھوں میں جھانکا جو پہلی بار نورالحسن کو اس موڈ میں دیکھ کر خائف ہو رہی تھیں۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ میری نیت صرف یہ تھی کہ گل زمان جیسے لالچی بندے سے تمہیں بچا سکوں۔ جانے وہ پیسے کی لالچ میں تمہیں کہاں، کس کے ہاتھ بیچ دیتا۔ میری نیت یہ بھی تھی کہ تمہیں ڈاکٹر فضل الٰہی تک پہنچا سکوں۔"

"مگر ڈاکٹر پضل الٰہی تو ملی نئیں ناں۔" گُلانے نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"مل جائیں گے گُلانے۔ مایوس کیوں ہوتی ہو۔" نورالحسن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ مل گئی اور اس نے آپ کا تیس ہزار واپس نئیں کی تو؟ پر تو آپ ای امارا مالک رے گی ناں۔"

www.novelsclubb.com

"او میرے اللہ۔" نورالحسن نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔

"سر میں درد اے۔ ام چائے بناتا آپ کے لیے۔" وہ فوراً اُٹھنے لگی تو نورالحسن نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ وہ بیٹھ گئی تھی۔

''گُلانے!''نورالحسن نے اب نرمی سے اسے پکارا۔

''بھول جائو تیس ہزار کو، بھول جائو یہ بات کہ میں نے تمہیں خریدا۔ بھول جائو کہ یہاں کوئی آقا اور باندی والا معاملہ ہے۔''گُلانے حیرت سے اسے دیکھتی گئی۔

''تم اس گھر میں ایسے ہی رہو، جیسے میں رہتا ہوں جیسے ولی رہتا ہے۔ کیا امی ایک ماں کی طرح تمہارا خیال نہیں رکھتیں؟''اس نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

''ٹھیک ہے پھر آئندہ تمہارے منہ سے میں کوئی فضول بات نہ سنوں۔ جب تک اس گھر میں ہو، اس گھر کی بیٹی بن کر رہو۔''وہ ابھی تک حیرت میں تھی۔ پو جی کی لڑکی شندانہ کو بھی دوسرے وطن سے آیا کوئی مرد خرید کر لے گیا تھا۔ پانچ سال بعد ملنے آئی تو چار بچوں کی ماں تھی۔ اس کے مالک نے اس کے ساتھ شادی بھی کیا اور اس کو زر خرید باندی بھی بنا کر رکھا۔ یہ نورالحسن عجیب تھا۔

اس نے اس کے ساتھ شادی کی نا ہی نوکرانی بنایا۔اس نے اسے اس گھر کی بیٹی بنا دیا تھا۔

اپنی قسمت پہ رشک کرتے ہوئے اس نے سوچا تھا۔

"اچا اے ڈاکٹر پضل الٰہی نہیں مل رئی (اچھا ہے کہ ڈاکٹر فضل الٰہی نہیں مل رہے)۔"

☆...☆..."نور چل ناں یار، ہاسٹل کا بے مزہ کھانا کھا کھا کر دل تنگ پڑ گیا ہے۔ مزے کا کھانا کھا کر آئیں۔" ہانیہ نے بھنڈی کی شکل دیکھتے ہی ایک بار پھر نور کی منت کی۔

"ہانیہ! میں تمہیں کل ہی منع کر چکی ہوں۔" نور ایک بار جو فیصلہ کر لیتی تھی اسے بدلتی نہیں تھی، ہانیہ یہ اچھی طرح سے جانتی تھی مگر اس کے اندر اعتماد بھی اس کے

وزن کے لحاظ سے ہی بھرا ہوا تھا۔اسے ہمیشہ خوش فہمی رہتی تھی کہ وہ نور کو منا لے گی۔

"کل رات منع کیا تھا ناں تو کیا ہوا، بارہ گھنٹے میں تو دن رات میں بدل جاتا ہے اور رات دن میں، تیرا ارادہ بدل نہیں سکتا کیا؟"

"نہیں، میرا ارادہ نہیں بدلے گا۔"نور کا لہجہ اب بھی اٹل تھا۔

"ظالم، مجھے بھنڈی کھلا کھلا کر بھنڈی بنا دینا۔"ہانیہ نے ایک بار پھر پلیٹ کی طرف دیکھا۔

"بھنڈی تو تمہیں پسند ہے ناں۔"نور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"پسند تھی، ہاسٹل کے میس میں سبزیوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے ناں، اس کے بعد بھنڈی تو کیا کسی اور سبزی کو منہ لگانے کو دل نہیں چاہتا۔"ہانیہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو دو روٹیاں کھا چکی ہو۔" وہ نوالہ توڑتے ہوئے مسکرائی۔

"اب بندہ پیٹ بھی نہ بھرے کیا؟"

"ہاں تو پیٹ ہی بھرنا ہے ناں، تو میس کے کھانے سے بھرو، زیادہ لالچ نہ دکھائو ۔" اب نور اسے سمجھا رہی تھی، بلکہ خود بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ایمان سے، سوڈھیٹ مرے ہوں گے جب تو پیدا ہوئی ہو گی۔" ہانیہ نے تاسف سے کہا تو نور ہنس دی۔

"دیکھ میرا ہاضمہ خراب ہو گیا ہے میس کے کھانے کھا کھا کے۔" اسے نیا حربہ سوجھا تھا نور کو منانے کا۔

www.novelsclubb.com

"کھچڑی بنا دوں؟" نور صرف پڑھائی کے معاملے میں جینئس نہ تھی بلکہ اس کے حیلے بہانے، حربے اور طریقے سب سمجھنے میں بھی خوب ذہین تھی۔

''تیری رحم دلی پہ صدقے جائوں۔''ہانیہ گلاس اٹھا کر اسے دے ہی مارتی جو اس میں لسی نہ ہوتی۔

''چلو ہم ویک اینڈ پر کسی ریسٹورنٹ چلتے ہیں۔''نور کو رحم آ ہی گیا۔

''ویک اینڈ پر میں نے گھر جانا ہے،اب تیرا تو گھر...''ہانیہ نے بولتے بولتے زبان دانتوں تلے دبائی جب کہ نور نے یوں ظاہر کیا جیسے کچھ

سنا ہی نہیں اور بھنڈی کے ساتھ رغبت سے اسے آج ہی روٹی کھانی ہے۔

''سوری!''ہانیہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''کس بات کے لیے۔''وہ کسی کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

''نور!تم میرے ساتھ چلو ناں ہمارے گھر۔قسم سے بہت مزہ آئے گا۔''اب ہانیہ کا منانے کا رخ تبدیل ہو گیا تھا۔

''پھر کبھی چلوں گی۔''نور نے اسی طرح پلیٹ پر نظریں جمائے کہا۔

''ویسے تمہارا یہ ''پھر کبھی ''میری حیاتی میں ہی آجائے گا ناں؟''نور نے کندھے اچکائے تو ہانیہ نے اس کی گردن پکڑنی چاہی مگر پھر ارادہ موقوف کر کے تیسری روٹی کھانے لگی۔

☆...☆...☆

چڑیوں کی آج دعوت تھی۔

آٹا ختم ہونے والا تھا،امی نے صبح سویرے ہی گندم دھو کر خشک ہونے کے لیے صحن میں پڑی چارپائی پر صاف کپڑا بچھا کر دانے اس پر بکھیر دیے تھے۔ان کا ارادہ تھا کہ دانے کل تک بالکل خشک ہو جائیں گے تو چکی سے پسوالیں گی۔چڑیاں آتیں اور چونچ میں ایک ایک دانہ لے کر اڑ جاتیں۔وہ چڑیوں کو اڑاتی نہ تھیں۔انہیں لگتا تھا کہ جو دانہ وہ اپنی چونچ میں بھر کر لے جاتی ہیں،وہ ان کے حصے کا رزق ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

موسم ایک دم تبدیل ہوا تھا۔ بارش کا تو پتا نہیں برسنے کا ارادہ تھا یا نہیں لیکن گہرے سرمئی بادل دیکھتے ہی امی کو فکر ہو گئی۔ آج ہی کپڑے دھوئے تھے اور آج ہی گھنٹا بھر لگا کر گندم بھی دھوئی تھی۔ اب کالی گھٹا دیکھ کر انہوں نے ولی کی خوب ایکسر سائز کروا ڈالی تھی۔

"چھت سے کپڑے اتار لائو۔"

"موٹر پر ٹب الٹا کر کے رکھ دو۔"

"گندم والی چارپائی گھسیٹ کر صحن میں کر دو۔"

پہلے وہ یہ سب کام بڑی شرافت کے ساتھ کر دیا کرتا تھا مگر اب اسے لگتا تھا کہ ساری ذمے داریاں بھلا اس کے مضبوط کاندھوں پر ہی کیوں؟

www.novelsclubb.com

"ایک بات بتائیں امی آپ، مجھے تیس ہزار میں خریدا ہے کیا آپ نے؟ زر خرید غلام ہوں کیا آپ کا؟ گُلانے سے کروایا کریں سارے کام۔" ولی سارے کام کرنے کے بعد امی کے پاس آ بیٹھا تھا۔

"کیوں گُلانے زر خرید ہے کیا؟" امی نے عینک کے پیچھے سے اسے گھورا۔

"تو اور کیا... تیس ہزار، پورے تیس ہزار میں خریدا ہے بھائی نے اسے، خوب دبا کر کام لیں آپ اس سے۔" ولی جو کہ منہ پھٹ ہی ثابت ہوا تھا، روانی سے اماں کو بتا رہا تھا۔

"تیس ہزار۔" امی کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی امی! ۱ آپ کا یہ جو شرافت کا پیکر بڑا بیٹا ہے ناں، اس نے باندی خریدی ہے۔" ولی نے کان کے پاس آ کر امی کو معلومات دیں۔

"دفع ہو۔" امی نے حسبِ عادت اسے ہاتھ سے پرے کیا۔

"مانیں نہ مانیں، ولی نیوز چینل آج ایک بار پھر بازی لے گیا۔ سب سے پہلے اہم خبر بریک کرنے والا یہی چینل ہے۔ ناظرین! ولی نیوز چینل، سب سے پہلے آپ تک ۔"ولی نیوز کاسٹر کی طرح اپنی بات نشر کرنے لگا۔

امی حیرت سے اس کا منہ تکتی رہیں وہ کسی سوچ میں تھیں اور چہرے پر تفکر تھا۔

نورالحسن نے کبھی ان کے ساتھ جھوٹ نہ بولا تھا۔

تو کیا اب بولا تھا؟

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"مجھے یہ شرٹ چینج کرنی ہے۔ گھر جا کر ٹرائے کی تو مجھے کچھ مزہ نہیں کیا۔" خاتون نے شاپنگ بیگ کائونٹر پر رکھا۔

''ان وائس ہے آپ کے پاس۔''ولید نے پوچھا۔آج کل منیجر چھٹی پر تھااور وہ ہی اس کی ڈیوٹیز سنبھال رہا تھا۔

''یس!''خاتون نے والٹ سے رسید نکال کر سامنے کی۔

''ٹھیک ہے...آپ کچھ اور دیکھ لیں۔''ولید نے ان وائس دیکھنے کے بعد کہااور خود کمپیوٹر اسکرین پر دیکھنے لگا۔

''مجھے کچھ بھی پسند نہیں آرہا۔آپ کی نیو کلیکشن فضول ہے۔''تھوڑی دیر بعد خاتون منہ بناتے ہوئے واپس آئی۔

''معافی چاہتاہوں میم...آپ جیولری دیکھ لیں۔آئی ہوپ آپ کو بہت پسند آئے گی۔''

www.novelsclubb.com

''نہیں مجھے جیولری ابھی نہیں لینی۔''خاتون نے اپنے کٹے ہوئے بالوں کو سنوارتے ہوئے اس کا مشورہ رد کیا۔

ولید کی ہر طرح کے لوگوں کو ڈیل کرنے کی عادت تھی،اس لیے پیشہ ورانہ مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے اسے بیگز اور شوز دیکھنے کا مشورہ دیا۔

"اوکے۔" وہ کندھے اچکاتی اس کارنر کی طرف چلی گئی جہاں بیگز کا ڈسپلے تھا ۔سب بیگز کو الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد اس نے ایک بیگ پسند کر لیا تھا۔

"اس کا فریش نکال دیں۔" خاتون نے عروہ کو کہا اور خود کائونٹر کی طرف آ گئی۔اس کی نگاہیں ولید پر جمی ہوئی تھیں جو ایک شرٹ کے ٹیگ پر بار کوڈ ریڈر پھیر رہا تھا۔

"کچھ لوگ کچھ جگہوں پر کتنے مس فٹ ہوتے ہیں۔" خاتون نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس لڑکے کو دیکھا جس کی عمر کچھ زیادہ نہیں تھی مگر خوب صورت نقوش، گندمی رنگت،اچھے قد کاٹھ والا یہ لڑکا اپنی عمر کے دوسرے لڑکوں کے برعکس سنجیدہ لگ رہا تھا۔پتا نہیں، نیا آیا تھا یا اس نے ہی آج غور کیا تھا۔

''میم آپ کے ایٹ ہنڈرڈ ابھی باقی ہیں، آپ کچھ اور دیکھ سکتی ہیں۔''ولید نے بیگ کی قیمت دیکھ کر بتایا۔

''اس وقت تو میں آپ کو دیکھ رہی ہوں۔''خاتون تھوڑا سا اس کی طرف جھک کر سرگوشی کے سے انداز میں بولی۔ولید ششدر رہ گیا۔

''آپ مجھے بیلنس کارڈ بنا دیں۔ابھی مجھے کچھ پسند نہیں آرہا۔میں پھر آجائوں گی۔''اس کا لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔ولید دراز میں سے ایک کارڈ نکال کر فل کرنے لگا

۔

''نام؟''اس نے نظریں نیچے کیے ہی پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''ثریا مقصود۔''

''کانٹیکٹ نمبر بھی نوٹ کر لیں۔''وہ اپنا موبائل نمبر بتانے لگی۔

''اس کی ضرورت نہیں۔''ولید فوراً بولا۔

''ضرورت پڑ سکتی ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے پھر سرگوشی کے انداز میں بولی اور شاپنگ بیگ اٹھا کر آئوٹ لیٹ سے باہر نکل گئی۔ ولید کے ماتھے پہ پسینا چمکنے لگا تھا۔

☆...☆...☆

نورالحسن اس وقت امی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر فکر مند ہوا۔ عموماً جب وہ گھر آ جاتا اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کیا کرتا تھا۔ بعد میں وہ مطمئن ہو کر سو جاتی تھیں۔ وہ انہیں دیکھ کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ امی پلنگ پر جا کر بیٹھیں تو وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''نورالحسن! تم میرے وہ بیٹے ہو جس نے ہمیشہ ماں کا سر اونچا کیا ہے۔ تمہیں دیکھ دیکھ کر میں نے خود کو ہمیشہ جوان اور توانا محسوس کیا۔ مگر آج میں خود کو بوڑھا محسوس کرنے لگی ہوں۔'' آج وہ وقت پر گھر آیا تھا اور اس نے رات کا کھانا سب

کے ساتھ کھایا تھا۔ کھانے کے دوران بھی اسے محسوس ہوا کہ امی کچھ چپ چپ سی ہیں۔ مگر ابھی بات کرتے ہوئے تو اسے ان کی خفگی باقاعدہ محسوس ہوئی۔

''امی! ایسی کیا خطا ہو گئی مجھ سے؟''نورالحسن حیرانی سے بولا۔

''گُلانے کیسے اور کہاں سے تمہارے پاس آئی؟''وہ فوراً مدعا پر آئیں۔ نورالحسن نے گہرا سانس خارج کیا اور امی کو دیکھا، وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھیں۔

''امی! بتایا تھا ناں کہ کیمپ میں وہ اکیلی...''

''نورالحسن! مجھ سے سچ بولو۔''امی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''امی! سچ ہی ہے۔ گُلانے کیمپ میں ملی تھی مجھے۔''نورالحسن کا لہجہ دھیما اور آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔

''ملی تھی یا خریدا تھا؟''امی نے ولی کی دی گئی معلومات اس تک باہم پہنچائیں۔

''خریدنا پڑا تھا امی۔''نورالحسن سپاٹ لہجے میں بولا۔

امی صدمے سے کافی دیر کچھ بول نہ پائیں۔انہیں ابھی تک لگ رہا تھا کہ ولی نے مذاق میں ایسا کہا تھا۔انہیں پوری امید تھی کہ نورالحسن ان کی بات کو جھٹلادے گا۔ مگر اس نے تو گویا اقرار کر لیا تھا کہ اتنے دن ماں کو بے وقوف بناتا رہا۔

''نورالحسن! تم... تم ایسے انسانیت سوز کام کب سے کرنے لگے؟''وہ پھٹی آنکھوں کے ساتھ بولیں۔

''اور پھر اس لڑکی کے لیے تم نے اپنی ماں سے جھوٹ بولا۔''

''نن... نہیں امی۔''نورالحسن نفی میں سر ہلانے لگا۔وہ اٹھ کر ان کے پاس چلا آیا۔ اسے احساس تھا کہ ان کی خفگی برحق تھی۔

''امی... میں نے جھوٹ نہیں بولا، صرف پردہ رکھا تھا۔امی آپ جانتی ہیں کہ ایک خریدی ہوئی لڑکی کی لوگوں کی نظر میں کیا عزت ہو سکتی ہے۔جس لڑکی کا مول

لگ جائے پھر وہ بے مول ہو جاتی ہے۔لوگ اسے بھی چیز ہی سمجھنے لگتے ہیں۔وہ چیز نہیں ہے امی! انسان ہے۔مجھے یہ بتاتے یا کہتے ہوئے ہی شرم آتی ہے کہ میں نے ایک انسان کو پیسا دے کر خریدا۔"نورالحسن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"ایسی بھی کیا نوبت آ گئی تھی کہ تمہیں اسے خریدنا پڑا۔مجھ سے سچ بولنا نورالحسن ۔"امی اس وقت اس کی باتوں پر یقین کرنے سے قاصر تھیں۔

"امی! میں نے پہلے بھی اس کے بارے میں سچ ہی بولا ہے۔بس آدھا سچ مصلحت کے تحت چھپا گیا۔اس کا پھوپھا اس کا سودا کرنا چاہتا تھا۔حقیقت معلوم ہونے کے بعد میں خود غرض نہ بن سکا۔اس لیے اسے بچانے کے لیے میں نے اس کی لگائی گئی قیمت ادا کی، ورنہ جانے اس کا پھوپھا کیسے شخص کے حوالے کر دیتا اسے۔اس نے اپنی بیٹی کا سودا کرتے ہوئے نہیں سوچا تو بیوی کی بھتیجی کے لیے بھلا کیا سوچتا؟ میں اسے وہاں سے بچا کر ڈاکٹر فضل الٰہی کے حوالے کرنا چاہتا تھا اور بس...اس کے علاوہ

میری اور کوئی نیت نہیں تھی امی۔ بے فکر رہیں، آپ کا بیٹا عیاش نہیں ہے۔ ''نور الحسن کی آواز آخری جملہ ادا کرتے ہوئے با قاعدہ کانپ رہی تھی۔

''مجھے اپنی تربیت پر بھروسا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ میرے بیٹے عیاش نہیں ہیں۔ مجھے دکھ اس بات کا تھا کہ میرے بیٹے نے پہلی بار مجھ سے جھوٹ بولا۔ ''امی نے آخری جملے پر محسوس کرتے ہوئے اب کی بار نرمی سے کہا تھا۔

''وہ انسان ہے امی، میں اسے ہر ایک کی نگاہ میں معتبر دیکھنا چاہتا تھا۔ آپ کی اور ولی کی نگاہ میں بھی۔ اس لیے کچھ سچ چھپا گیا۔ ''نور الحسن اب بھی رو رہا تھا۔

''لیکن کب تک چھپا رہے گا؟ خاندان میں پتا چلا تو کیسی کیسی باتیں ہوں گی؟ پہلے ہی سب کئی سوال کرتے ہیں گُلانے کے بارے میں۔ اور جب یہ بات ان تک پہنچی تو کوئی رشتہ نہیں دے گا تمہیں۔ ان کی نظر میں تمہارا کردار ہی مشکوک ٹھہرے گا۔ ''انہیں دوسری فکریں بھی ساتھ ہی ستانے لگی تھیں۔

"امی! آپ گُلانے کے بارے میں وہی بتائیں، جو ابھی تک بتا رہی ہیں۔ ولی کو بھی منع کریں کہ وہ اس طرح سے اعلان نہ کرتا پھرے۔ آپ کون سا جھوٹ بول رہی ہیں امی۔ بس آدھا سچ چھپا رہی ہیں، چھپاتی رہیے۔ اس میں کسی کا نقصان نہیں۔ اور جہاں تک بات ہے رشتے کی، یہ فکر چھوڑیں ابھی۔"

"کیسے چھوڑ دوں، عمر دیکھی ہے اپنی، فرقان تم سے دو مہینے چھوٹا ہے اور تین بچوں کا باپ بن گیا ہے۔" امی، اچانک روایتی ماں بن گئی تھیں۔

"امی! علی بھائی مجھ سے تین سال بڑے ہیں، اور ایک بھی بچے کے باپ نہیں۔

"نورالحسن نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

"وہ تو اللہ نے اسے اولاد نہیں دی، اللہ کی مرضی۔ شادی تو دس سال پہلے ہو گئی تھی۔" امی خفگی بھول کر ان باتوں کی طرف آ گئیں جو ان کے ہفتہ وار معمولات میں شامل تھیں۔ نورالحسن نے پر سکون ہو کر گہرا سانس خارج کیا۔

☆...☆...☆

اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے ایک اچٹتی سی نگاہ سامنے ڈالی تو ان دونوں کو ایک ہی بنچ پر بیٹھے دیکھا۔ایسا منظر آج کل اور بھی کئی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔

ایڈووکیٹ قرۃالعین غنی اور ایڈووکیٹ منیب طاہر ساتھ ساتھ نظر آنے لگے تھے۔

وہ انہیں نظرانداز کرتا آگے بڑھ گیا تھا۔قرۃالعین کی نظریں اس کے پیچھے پیچھے گئیں۔اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے تھے۔

جو وہ کر رہی تھی، ٹھیک تھا یا غلط؟ وہ ایک بار پھر سوچ میں پڑ گئی تھی۔

''بڑا گھمنڈی ہے یہ بندہ، تمہیں کیا لگتا ہے؟'' منیب نے تبصرہ کرتے کرتے اس سے سوال کر ڈالا۔وہ چپ ہو گئی تھی۔اس شخص کے بارے میں بات کرتے ہوئے وہ ڈرتی تھی کہ کہیں اس کا چہرہ اس کے جذبات کی عکاسی کر کے رسوا نہ کر دے۔

''مانا کہ جج بن گیا ہے مگر ایسا بھی کیا غرور کہ سینئر وکلا کو بے عزت کر کے رکھ دے ۔''منیب طاہر نے کچھ یاد آنے پر کہا تھا۔

''پراسیکیوٹر گوہر نبیل نے بات ہی ایسی کی تھی۔انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کسی کو ماں بہن کی گالی دینے کا وہ بھی کیس کی سماعت کے دوران۔''قرۃ العین نے سچائی سامنے رکھنے سے زیادہ اس کے دفاع میں یہ بات کی تھی۔

وہ خود کو اس شخص کی حمایت کرنے سے روک نہیں پائی تھی جس کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کس کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے، کس کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔اس کو جانے کیوں اس دن یہ خوش فہمی سی ہو گئی تھی کہ وہ ایڈووکیٹ منیب طاہر سے جلتا ہے۔دماغ پر ابھی وکالت نے اتنا اثر نہیں چھوڑا تھا،دل ابھی تھوڑا افسانوی سا تھا۔ اسے لگا کہ کسی اور پر توجہ دے کر اس بے درد کو اپنی جانب مائل کیا جا سکتا ہے۔وہ اسے اور جلانے لگی تھی۔اس پر اثر ہوا یا نہیں،اس بارے میں تو وہ وثوق کے ساتھ کچھ نہ کہہ سکتی تھی مگر منیب پر خاصا اثر ہو چکا تھا۔

اس کا ہیئر اسٹائل بدل گیا تھا، پرفیوم مہنگا ہو گیا تھا۔ کوٹ اور جوتے برانڈڈ ہو گئے تھے۔ جملوں میں انگریزی جملوں کا تڑکہ تو پہلے بھی لگتا تھا، اب ایکسنٹ بھی گوروں جیسا بنانے کی پریکٹس کی جا رہی تھی۔ ایک پڑھی لکھی لڑکی جو ایک وکیل بھی تھی، اس کی رفاقت خاندان، برادری اور حلقہ احباب میں سر اونچا کرنے کے لیے کافی تھی۔

وہ سنجیدہ ہونے لگا تھا۔ سنجیدہ تو قرۃ العین بھی تھی مگر اس کے معاملے میں ہر گز نہیں۔

"کچھ بھی کہو... مجھے یہ بندہ پسند نہیں۔" منیب نے اس کی طرف داری پر منہ بنا کر کہا۔ اس ناپسندیدگی کی وجہ وہ خود بھی آج تک جان نہ پایا تھا۔

شاید اس کی مقناطیسی شخصیت، شاید اس کا غرور یا شاید قرۃ العین کا اس کی طرف جھکاؤ۔

☆...☆...☆

☆...☆...☆

گُلانے اور ولی کے بیچ جنگ عظیم چھڑی ہوئی تھی۔امی پڑوس میں ثانیہ بھابی کی طرف گئی ہوئی تھیں۔نورالحسن ہی کو ان کے بیچ ثالث کا کردار ادا کرنا پڑا۔

''بھائی! یہ مجھے پشتو میں پتا نہیں کیا کیا کہتی ہے؟''ولی نے منہ بناتے ہوئے بھائی سے شکایت کی۔

''کیا کہتی ہے؟''نورالحسن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تو آپ اس سے پوچھیں ناں۔''نورالحسن نے گُلانے کی طرف دیکھا تو اس نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

''اس کی معصوم شکل پر مت جائیں بھائی۔یہ مجھے کہتی رہتی ہے''وئی سادہ گلا''۔ پہلے تو میں سمجھتا رہا کہ میری سادگی کی تعریف کرتی ہے،وہ تو آج میرے پٹھان

دوست نے بتایا کہ اس کا مطلب ''بیوقوف اور احمق'' ہے۔نورالحسن نے پھر گُلانے کی طرف دیکھا تو وہ نظریں جھکا گئی۔البتہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مسکراہٹ چھپانے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔

''یہ مجھے اور پتا نہیں کیا کیا پشتو میں کہتی رہتی ہے۔''ولی نے اگلی شکایت سامنے رکھی۔

''گُلانے!''نورالحسن نے تنبیہی انداز میں اسے پکارا۔

''یہ بی تو امارا مذاق اڑاتی۔''گلانے نے بھی شکایتی انداز میں اسے کہا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔قبل اس کے دونوں کے بیچ جھڑپ پھر شروع ہوتی،نورالحسن نے مسئلے کا حل یہ نکالا کہ ولی گُلانے کو پڑھائی میں مدد دیا کرے گا اور ساتھ ہی اس کی اردو بہتر کرے گا۔گُلانے ولی کو پشتو سکھائے گی تاکہ ولی کو لاعلمی میں پھر کوئی خطاب نہ مل جائے۔

"جی! ٹیک اے۔" نورالحسن جو بھی کہے، وہ آج بھی اس کے لیے مالک ہی تھا۔ اس کا نمک کھا رہی تھی وہ۔ اس کی بات ماننا اپنا فرض سمجھتی تھی وہ۔ جو کچھ اس نے کہا وہ سر جھکا کر "جی... جی" کرتی رہی۔

"پر (پھر) ام بھی اس سے چھوٹا اے، اس کو بولو... اس کو بولیں ام کو تنگ نہ کیا کرے۔" گُلانے نے نہایت معصومیت سے کہا۔

"ولی کرو وعدہ۔" نورالحسن نے ولی کو پکارتے ہوئے کہا۔

اس نے بھی فوراً "جی" کہا۔ نورالحسن اس کا بھائی تھا۔ وہ اپنے بھائی کا فرماں بردار زیادہ تھا۔

اور اس دن گُلانے اور ولی کے بیچ شاگرد اور استاد کا جو رشتہ قائم کیا گیا، اس نے خاصا بہتر نتیجہ نکلا۔ ان کی آپس کی تکرار میں کافی حد تک کمی آئی۔ ولی اس کو پڑھاتے ہوئے خود کو معتبر اور بڑا سمجھنے لگا، وہ اسی میں بڑا خوش تھا جبکہ گُلانے اس کو پشتو

سکھاتے ہوئے بڑا فخر اور جوش محسوس کرتی۔ دونوں کو ایک دوسرے کی خوبیوں کا اندازہ ہوا۔ گُلانے کو پتا چلا کہ ولی اتنا برا بھی نہیں ہے جتنا اس نے سمجھ رکھا تھا اور ولی کو اندازہ ہوا کہ گُلانے اتنی کند ذہن بھی نہیں ہے جتنی اس نے سمجھ رکھی تھی۔

وہ گُلانے کے نویں جماعت کے سالانہ امتحانات کے دن تھے، ولی اپنی دیگر مصروفیات ترک کر کے اسے بہت وقت دے رہا تھا۔ وہ اسے اگلے دن ہونے والے پیپر کا ٹیسٹ بنا کر دیتا، اس کی غلطیاں اسے سمجھاتا، اسے بتاتا کہ کون سا ٹاپک زیادہ اہم ہے اور اگلے دن گُلانے حیران رہ جاتی جب پیپر میں زیادہ تر وہی سوالات آتے جو ولی اسے بتاتا تھا۔ وہ ان دنوں ولی کو ''ولی'' ہی ماننے لگی تھی۔ امتحانی مرکز میں بھی وہی اسے چھوڑنے اور لینے جاتا۔

www.novelsclubb.com

جس دن گُلانے کے پیپرز ختم ہوئے تھے، اس دن شام میں ولی کو پرانی محبوبہ یعنی کہ کرکٹ یاد آئی تھی۔ جب وہ کھیل کر واپس لوٹا تو اس کا چہرہ سرخ تھا اور آنکھوں میں غصہ بھرا ہوا تھا۔ امی اور اس نے بہت پوچھا مگر ولی نے اپنے غصے کی وجہ نہیں

بتائی۔بس اس نے گُلانے سے یہ کہا تھا کہ آئندہ وہ نقاب کر کے گھر سے باہر نکلا کرے۔

گُلانے ابھی استادِ محترم کی مرید ہوئی تھی مگر اتنی نہیں کہ من و عن اس کی باتیں مانتی۔

جس دن اس کا نتیجہ آیا، گُلانے سارے گھر میں چہکتی پھر رہی تھی۔اس نے بیاسی فیصد نمبر حاصل کیے تھے۔ولی نے کالر کھڑے کر کے اسے اپنی محنت قرار دیا اور اس میں کچھ غلط بھی نہ تھا۔اس نے گُلانے کے ساتھ بہت محنت کی تھی اور یہ بھی درست تھا کہ گُلانے نے خود بھی جی جان سے محنت کی تھی۔

وہ دونوں بہت خوش تھے،امی اور نورالحسن بھی بہت خوش تھے۔خوش نہیں تھے تو خاندان والے نہیں تھے۔ایک غیر لڑکی کو گھر رکھنے پر کوئی اعتراض کرتا تھا اور کوئی

سمجھاتا تھا کہ جس گھر میں دو جوان لڑکے ہوں، وہاں ایک نامحرم کم عمر لڑکی کا رہنا درست نہیں۔

امی کو اپنی اولاد پر، اپنی تربیت اور اپنے گھر کے ماحول پر بھروسا تھا۔ انہوں نے لوگوں کی باتوں کو سنجیدہ نہیں لیا تھا۔

"چچا تایا کی اولادیں بھی تو اکثر ایک ہی گھر میں اکٹھے رہ کر پروان چڑھتی ہیں۔ پھر اللہ کے فضل سے میرے بیٹے بدنیت نہیں ہیں۔" امی کسی کے استفسار پر فخر سے کہتیں۔

انہوں نے یہ سوچ کر دل کو بہلا لیا اور لوگوں کی باتوں کی طرف اتنی توجہ نہ دی۔

ڈاکٹر فضل الٰہی کا ذکر اب کم کم ہوتا تھا۔ نورالحسن نے ان کی تلاش چھوڑی تو نہ تھی مگر دیگر مصروفیات میں تگ و دو کم کر دی تھی۔ امی کو جس دن سے پتا چلا تھا کہ نور الحسن نے گل زمان سے گُلانے کو حاصل کرنے کے لیے رقم ادا کی تھی۔ اس دن

سے انہیں گُلانے پر اپنا حق لگنے لگا تھا۔ وہ جو گُلانے کو امانت سمجھ کر ہر نماز میں اور اٹھتے بیٹھتے دعا دیا کرتی تھیں کہ گُلانے عزت اور حفاظت کے ساتھ ڈاکٹر فضل الٰہی تک پہنچ جائے، اب یہ دعا مانگتی تھیں کہ بچی عزت اور سلامتی کے ساتھ ان کے گھر ہی رہے۔ انہیں وہ بیٹی جیسی عزیز ہونے لگی تھی۔ اور گُلانے... گُلانے تو ڈاکٹر فضل الٰہی کے بارے میں اس وقت سوچتی تھی جب وہ گل زمان کی قید میں تھی۔ نورا لحسن کے ساتھ آنے کے بعد وہ پھر ڈاکٹر فضل الٰہی نام کے کسی بھی بندے کو بھول چکی تھی۔ کبھی نورالحسن ذکر بھی کرتا تو اسے کوفت محسوس ہوتی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

"شادی لڈو موتی چور کے، جو کھائے پچھتائے، جو نہ کھائے پچھتائے۔" کیک کے ڈبے میں لڈو کہیں نہیں تھا مگر اعظم نے پورا گانا گنگنا ڈالا تھا۔

''تمہاری منگنی ہو گئی ہے کیا؟''سونیا نے پوچھا تو خزیمہ نے مسکراتے ہوئے نور کو دیکھا جو کتاب کھولے بیٹھی تھی۔

''نہیں...آگ کا ایک دریا ہے جو ابھی پار کرنا ہے۔یہ تو میرے بھائی کی شادی کی خوشی میں کھلایا ہے۔''خزیمہ نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

''ہمیں کیوں نہیں بلایا؟''کئی سمت سے نعرہ اعتراض بلند ہوا۔

''جن کو بلایا تھا،وہ کون سا آ گئے۔''نور کے سامنے ڈبا کرتے ہوئے اس نے آہستہ سے گلہ کیا۔نور نے کیک کا ٹکڑا اُٹھایا نہیں تھا۔

''لے لیں...یقین کریں باقی ساری کلاس کو بھی کھلایا ہے۔''خزیمہ نے اس کے پچھلے اعتراضات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا کہ مبادا وہ انکار نہ کر دے۔اسی لیے تو وہ سب سے آخر میں اس کی طرف آیا تھا۔

نور نے ایک ٹکڑا اٹھالیا اور اسے ٹشو پیپر میں لپیٹ کر بیگ میں رکھنے لگی۔ وہ نقاب کر تی تھی، اس لیے ہاسٹل سے باہر بہت کم کھاتی پیتی تھی۔

''نور! یہ بھی رکھ لو، میں نے صبح ناشتے میں سویاں کھائی ہیں، ابھی میٹھالوں گی تو موٹی ہو جائوں گی۔'' ہانیہ نے ترستی نگاہوں سے کیک پیس کو دیکھتے ہوئے صبر کیا اور اسے نور کی طرف بڑھایا۔

''یہ باقی تم گھر لے کر جائو گے کیا؟ یہ بھی ادھر دو۔'' اس نے خزیمہ کے ہاتھ سے ڈبا لینا چاہا۔

''دیکھ لو اور موٹی ہو جائو گی۔'' خزیمہ نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔

''میرے ڈائٹ پلان کی تم فکر مت کرو۔'' اس نے ڈبا خزیمہ کے ہاتھ سے جھپٹ کر نور کی طرف بڑھایا۔

نور کو اس کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی تھی۔اس نے کیک والا ڈبا نہیں تھاما۔ خزیمہ کی مسکراہٹ سنجیدگی میں بدلی۔

عجیب بے بسی کا مقام تھا۔قدم تھے کہ اس جانب اٹھتے جا رہے تھے جہاں منزل کا نشاں تک نہ ملتا تھا۔

☆...☆...☆

"کب تک بٹھا کر رکھنا ہے ایک غیر لڑکی کو اپنے گھر؟" امی نے بڑی بہن کے سوال کا جواب دینے کے لیے ہونٹ وا کیے مگر بڑی بہن جواب کے لیے سوال نہیں کرتی تھیں۔

"لوگ باتیں کرتے ہیں۔غضب خدا کا...گھر میں دو جوان لڑکے اور تمہیں احساس ہی نہیں کہ تم نے کیا چیز ان کے سامنے سجا رکھی ہے۔اب بھلا انسان خطا نہ کرے تو کیا کرے۔" آپا ساری جمع کی باتیں امی سے کر رہی تھیں۔

''آپا!اس کا چچا...''

''اس کا چچا کیا چاند پر چلا گیا جو ابھی تک مل نہیں رہا۔فرض کیا مل نہیں رہا تو کیا تمہاری ذمے داری ہے اس لڑکی کو پڑھانا، لکھانا، کھلانا پلانا۔''آپا تیز لہجے میں بولیں۔

''آپا!آپ تو جانتی ہیں مجھے بیٹی کا کتنا شوق...''امی روہانسی ہو کر بولیں۔

''بیٹی کو شوق ہے تو بہو لے آئو۔''آپا اپنے مقصد کی طرف آئیں۔مگر سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ گُلانے چائے اور دیگر لوازمات سے سجی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔آپا نے گھور کر دیکھا مگر پھر دیکھتی رہ گئیں۔

لڑکی بلا کی خوبصورت تھی، کم عمر تھی پھر ملازمائوں جیسی خصوصیات بھی رکھتی تھی۔اتنی بری تو نہ تھی۔بہو بنانے پر غور کیا جا سکتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''ایسا کرو لڑکی... شاہانہ اور بسمہ کی چائے وہیں لے جائو۔''بسمہ کو نورالحسن سے مشورہ کرنا تھا پڑھائی کے سلسلے میں کوئی۔''امی سر ہلا کر رہ گئیں۔گُلانے ہمیشہ امی کی اس بہن کی موجودگی میں خود کو مشکل میں پاتی تھی۔توہین آمیز طرز تخاطب، حقارت بھری نگاہیں محسوس کر کے وہ زیادہ تر ان سے چھپ چھپ کر ہی رہتی تھی

۔

''سنو لڑکی!''وہ دونوں کو چائے پیش کر کے ٹرے اٹھا کر کمرے سے نکلنے لگی تھی جب خالہ نے اسے پکارا۔

''دوپٹا تو ٹھیک سے لیا کرو۔ماں باپ نے تمیز نہیں سکھائی کیا؟''

ٹرے میز پر رکھ کر کندھوں پر پھیلے دوپٹے کو مزید پھیلاتے ہوئے اس کی آنکھوں کی سطح زیرِ آب آئی۔وہ اس کو بھلے ڈانٹ لیں، برا بھلا کہہ لیں، مگر اس کے ماں باپ کا ذکر وہ بھی ایسے الفاظ اور ایسے انداز میں اسے اور اداس کر گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم میتھ میٹکس یا فزکس میں ماسٹرز کرو اور لیکچرر شپ کی طرف آجاؤ۔" کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نورالحسن کی آواز اس کے کان میں پڑی۔

"زیادہ تر گرلز کالجز میں فزکس اور خاص طور پر میتھ میٹکس کی فیمیل لیکچررز نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں بچیاں مشکل کا سامنا کرتی ہیں، انہیں ٹیوشنز لینی پڑتی ہیں، اکیڈمیز جوائن کرنی پڑتیں ہیں یا پھر ان گرلز کالجز کو بوائز کالجز اور پرائیویٹ کالجز سے میل لیکچررز کو ہائر کرنا پڑتا ہے۔ اگر گرلز کالجز میں ان دو مضامین کے لیے لیکچررز ہیں بھی تو زیادہ میل ہیں۔ سندھ کے ایک گرلز کالج میں جو حادثہ ہوا، اس کے بعد سے میری خواہش ہے کہ اتنی بچیاں میتھ میٹکس اور فزکس کی طرف آئیں کہ فیمیل ٹیچرز کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔" گُلانے چائے پیش کرتے ہوئے نورالحسن کی بات غور سے سن رہی تھی۔

''مجھے ٹیچنگ بورنگ لگتی ہے۔''بسمہ نے ناک چڑھائی۔

''اپنی اپنی پسند کی بات ہے۔ویسے تو ہر شعبہ ہی قابلِ عزت ہے مگر جہاں تک بات ہے میری ذاتی پسند یا ناپسند کی تو میں عورت کے لیے درس وتدریس کا شعبہ سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔''نورالحسن اپنی رائے دینے کے بعد چائے پینے لگا۔

''آئو گُلانے! تم بھی ہمارے ساتھ چائے پیو۔''بسمہ نے اسے اٹھتے دیکھ کر روکا۔

''میں چائے نہیں پیتی۔''اس کی بھیگی آواز سن کر اور آنکھوں کی نم دار سطح دیکھ کر نورالحسن چونکا۔

''ہوں... تم تو قہوہ پیتی ہو گی۔اسی لیے اتنی اسمارٹ ہو۔''بسمہ نے اگلا جملہ جڑا۔

www.novelsclubb.com

شاہانہ نے پہلو بدلا۔بہن کے منہ سے اس لڑکی کی تعریفیں اسے کچھ پسند نہیں آرہی تھیں۔گُلانے خاموشی کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔

☆☆☆☆☆

عروہ ابو بکر نے غیر محسوس طریقے سے اپنی آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے اور پراٹھے کا لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالا۔ صبح سویرے بھائی کے کمرے سے آنے والی مٹھائی کی پلیٹ پھر نگاہ کے سامنے آئی تو لقمہ نگلنا دوبھر ہو گیا۔اس نے اخبار پہ پڑے پراٹھے کو لپیٹ دیا۔

زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی تھی۔اسریٰ اگر گھر سے بھاگ گئی تھی تو ٹھیک ہی کیا تھا۔اس گھر میں رہ کر تو وہ صرف شادی کے خواب دیکھتی جیسے وہ دیکھا کرتی تھی۔

زندگی اسپتال، کورٹ کچہری اور نوکری کے گرد چکر لگاتے بسر ہو رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ اکیلی کیا کیا کرے۔

بیمار باپ کو اسپتال لے جایا کرے، بھائی کی رہائی کے لیے وکیلوں کے ترلے منتیں کیا کرے یا پھر اس نوکری کو وقت دے؟ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا تھا کہ کوئی گاڑی

اسے روندتی ہوئی گزر جائے، یا ہر وقت جان کو آئی پرانی موٹر سے کرنٹ ہی لگ جائے۔ زندگی اور اس سے جڑے مسائل کا قصہ تو تمام ہو۔ لیکن باپ پر نظر پڑتے ہی اس خواہش پر توبہ کرا اٹھتی۔

زندگی نے اس شخص کا بڑا امتحان لیا تھا۔ کہنے کو ان کی چار اولادیں تھیں مگر انہوں نے سکھ کسی طرف سے نہ پایا تھا۔

بڑا بیٹا شادی کے بعد اپنی زندگی میں اتنا مصروف ہو گیا کہ باپ کے پاس چند گھڑی بیٹھنے کا وقت نہ تھا اس کے پاس۔ کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر بیٹھ بھی جایا کرے اگر باپ کو اس کی صورت دیکھتے ہی جوان بیٹی کی شادی، چھوٹے بیٹے کا مقدمہ اور اپنی دوائیں یاد نہ آجایا کریں۔ مہینے میں چند ہزار کمانے والے پر ایسے تذکرے بھی بڑا بوجھ ڈالتے ہیں۔

بڑی بیٹی اسریٰ نے گھر بیٹھ کر کئی سال تک رشتے کا انتظار کیا مگر جانے کیا ہوتا کہ رشتہ طے پاتے پاتے ختم ہو جاتا اور جب اسے سمجھ آنے لگی کہ اصل کھیل کون کھیل رہا ہے تو مزید وقت ضائع کرنے کے بجائے ایک دن یہ دہلیز پار کی اور پھر لوٹ کر نہ آئی۔

ابھی وہ یہ بدنامی سہنے کی کوشش کر رہے تھے کہ چھوٹے بیٹے عدیل کو ایک دن پولیس پکڑ کر لے گئی۔ پتا چلا کہ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے کوئی اکائونٹ ہیک کر کے بڑی رقم نکلوائی ہے۔ عدیل کے ساتھ اس کام میں دو اور لڑکے بھی شامل تھے ،ان کی ضمانت ہو گئی۔ عدیل ابھی تک حوالات میں تھا۔ وجہ ابو خود تھے۔

"عدیل اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کر کے باہر آئے یا اپنے حصے کی سزا بھگتے۔"

اب کورٹ کچہری کے چکر لگاتے ہوئے اسے احساس ہوتا تھا کہ اس جرم کی جتنی سزا بنتی تھی اس سے زیادہ عرصہ تو مقدمے کا فیصلہ ہونے میں لگ جانا تھا۔

یہ سب تو ایک عرصے سے چل رہا تھا، پھر آج کیوں اس کا دل اتنا بھرا ہوا تھا کہ اس کا رونے کو جی چاہ رہا تھا۔ کیا وہ پلیٹ جس میں پڑے چار رس گلے اس کا منہ چڑا رہے تھے؟

''میری خالہ کی منگنی ہو گئی ہے۔'' فاریہ نے پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بتایا تھا۔

''کہاں؟'' پلیٹ تھامتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اگر اسے پتا ہوتا کہ جواب کیا آنے والا ہے تو وہ کبھی یہ سوال نہ کرتی۔ وہ بہت دیر پلیٹ ہاتھ میں تھامے سکتے کی سی کیفیت میں کھڑی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اچھا کیا اسریٰ گھر سے بھاگ گئی۔ اسے بھی بھاگ جانا چاہیے تھا۔ اس گھر میں رہ کر بھلا ہو پاتی اس کی شادی؟

''ایس کے فائیو ٹو میڈیم میں نکال دیں پلیز۔'' ولید اسٹور میں داخل ہوا تو وہ جلدی سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی اٹھی اور مطلوبہ قمیص نکال کر اس کو دی۔ ولید نے آنسوئوں سے بھری اس کی آنکھیں دیکھیں اور شرٹ لے کر باہر نکلنے لگا۔

''سنو!'' عروہ نے جلدی جلدی آنکھیں صاف کر کے اسے پکارا۔ وہ رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اس دن میری فیور میں بولنے کا بہت شکریہ۔'' عروہ نے نم آنکھوں سے اسے کہا۔

''میں آپ کی نہیں عورت کی فیور میں بولا تھا۔ جو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہے، وہ قابلِ احترام ہے۔ اس کے لیے آپ کو تھینک فل ہونے کی ضرورت نہیں۔'' ولید نے اسی سنجیدہ لہجے سے کہا۔

"جب سب آپ کو ہی غلط سمجھ رہے ہوں، اس وقت میں حمایت میں بولا گیا ایک جملہ بھی بہت خاص لگتا ہے' بھلے وہ خاص آپ کے لیے نہ بولا گیا ہو۔" وہ پژمردہ سے انداز میں بولی۔

ولید کو سمجھ نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے، فقط یہ کہہ سکا۔

"رویا نہ کریں، رونے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔"

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ عام طور پر اس گھر کے مکین اس وقت تک سو جاتے تھے سوائے نورالحسن کے۔ مگر آج تو گُلانے بھی جاگ رہی تھی۔ نورالحسن پانی پینے کچن کی طرف آیا تو اسے باغیچے کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھا پایا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ کتاب کھولے بیٹھی تھی مگر پڑھ ہرگز نہیں رہی تھی۔ جانے اس کا دھیان کہاں تھا۔

گُلانے پر سوں سے کچھ اداس سی لگ رہی تھی۔ مصروفیات کے سبب وہ وجہ نہیں پوچھ پایا تھا۔ ابھی یوں اسے کھوئی کھوئی سی بیٹھے دیکھا تو پانی کا گلاس ہاتھ میں لیے باغیچے کی طرف ہی چلا آیا۔ گُلانے کی نظر اس پر پڑی تو وہ اسے دیکھتی چلی گئی۔ وہ ہلکا سا کھنکارا تو گُلانے چونکی۔

"کس سوچ میں ہو؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا، اس نے نفی میں سر ہلا کر کتاب کے الفاظ پڑھنے کی کوشش کی۔

"گُلانے۔" وہ دوسری کرسی پر بیٹھ چکا تھا جس کا مطلب تھا کہ اب جواب لے کر ہی جائے گا۔

"ڈاکٹر فضل الٰہی کا کچھ پتا چلا؟" نورالحسن حیران ہوا، اسے اچانک ان کی یاد کیسے آگئی تھی۔

"نہیں! دراصل آج کل میں بھی اپنی مصروفیات میں ایک طرح سے بھول ہی چکا ہوں۔ مجھے لگا تم یہاں ٹھیک ہو، تمہارا دل بھی لگ گیا ہے تو فکر بھی چھوڑ دی۔" وہ اپنے ہاتھوں کی لکیریں دیکھتی رہی۔ نورالحسن کو یقین ہوا کہ کوئی بڑی بات ضرور ہے۔ ورنہ وہ چپ کم ہی رہتی تھی۔ اور جو دل میں ہو وہ بیان کرنے میں تامل بھی نہیں کرتی۔

"اچھا بتائو... اداس کیوں ہو؟" وہ پھر نفی میں سر ہلانے لگی تھی مگر اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوئوں نے نورالحسن کے گمان کو یقین میں بدلا۔

"گُلانے!" نورالحسن نے اسے روتا دیکھا تو بڑے پیار سے اسے مخاطب کیا۔

"آپ میرے مالک ہیں، میرے بارے..."

"یہ پھر تمہیں فضول قسم کی بات کہاں سے یاد آگئی؟" وہ تھوڑا چڑ کر بولا۔

"مجھے فدا سے شادی نہیں کرنی۔" اس نے بنا تمہید باندھے اپنی بات سامنے رکھی۔

پرسوں بڑی خالہ نے گھر جاتے ہی بیٹے کا عندیہ پا کر فون کر ڈالا تھا۔ پو جی نے اسے بتایا تھا کہ انہوں نے فدا کے لیے اس کا رشتہ مانگا تھا، اسے اپنے پیروں تلے سے زمین نکلی نکلی سی محسوس ہو رہی تھی۔

''اوہ! تو یہ مسئلہ ہے۔ گُلانے فدا اچھا لڑکا ہے۔'' نورالحسن نے گہرا سانس خارج کرتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

''اچھے تو آپ بھی ہیں۔'' نورالحسن سیدھا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ آج بھی ویسی ہی تھی، زیادہ دیر زبان کو سنبھال نہیں سکتی تھی۔ ابھی بھی بے اختیار جو منہ سے پھسلا تو زبان دانت تلے دبا گئی۔

www.novelsclubb.com

''مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔'' اسے بات بنانی بہت مشکل ہوئی۔

"ٹھیک ہے کوئی تمہیں ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"اس نے پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی تھی۔

گُلانے نے ممنون ہو کر اس کی طرف دیکھا اور پھر پلکیں جھپکا نہ پائی۔

پورے چاند کی رات،رات کا یہ پہر اور سامنے بیٹھا شخص...ماحول پہ فسوں طاری ہونے لگا،ساری پژمردگی جاتی رہی۔وہ عجیب سحر میں مبتلا ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

ثریا مقصود تیسرے دن پھر آئوٹ لیٹ پر موجود تھی۔

"چلو ولید...ہماری ایک کسٹمر پکی ہوئی۔ویسے جس سیلز گرل یا سیلز بوائے کی وجہ سے کسٹمر بنے،اسے بونس ملنا چاہیے۔"سرفراز مسکرایا تھا۔ولید نے اس کی بات کو پسند نہیں کیا تھا۔وہ اسی سنجیدگی کے ساتھ اپنے کام میں لگا رہا۔

www.novelsclubb.com

عملہ جانتا تھا کہ وہ صرف اس وقت مسکراتا ہے جب کسی کسٹمر کو ویلکم کر رہا ہو یا اللہ حافظ کہہ رہا ہو۔اس کے علاوہ نہ وہ مسکراتا تھا نہ ہی بات کرتا تھا۔

''ابے یار! یہ اسکول نہیں ہے۔یہاں باتیں کرنے پر سزا نہیں ملتی۔''سرفراز نے شرارت سے کہا تھا۔

''ویسے تم پیدائشی ایسے ہو یا بعد میں یہ نہ بولنے والی،چپ چاپ رہنے والی بیماری لاحق ہوئی؟''سرفراز کے کہنے پہ ولید کو بہت کچھ یاد آنے لگا تھا۔

''کان ہی کھا جاتے ہو تم تو۔کبھی تو چپ کر کے بیٹھ جایا کرو۔''اس کی ماں کہا کرتی تھی اور وہ بغیر فل اسٹاپ،بغیر کومہ کے بولے چلا جاتا تھا۔

یادوں نے اس کا دامن گھیر لیا۔قریب تھا کہ وہ ماضی میں مکمل طور پر کھو جاتا' سرفراز کی آواز اور روحی کی ہنسی نے اسے چونکا دیا۔وہ شاید ثریا مقصود کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے۔

"سینیٹر مقصود نثار کی بیوی ہے۔وہی مقصود نثار جس کا ماڈل جھرنا کے ساتھ بڑا اسکینڈل بنا تھا۔"

سرفراز اور روحی اسے بتا رہا تھا۔روحی بڑی دل چسپی کے ساتھ سن رہی تھی جب کہ اس طرح کی معلومات میں اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

یہاں ہر عمر کی لڑکی اور عورت آتی تھی۔اور کئی بار کم عمر لڑکیاں اس کے سامنے کچھ ادائیں بھی دکھاتی تھیں۔اس کو دیکھ کر ایک دوسرے سے کچھ کہتی ہوئی یا اشارے کرتی بھی نظر آتی تھیں۔وہ دیکھ بھی لیتا تو نظر انداز کر دیتا۔اس عمر میں اکثر لڑکے لڑکیاں اس طرح کی حرکتیں کر جاتے ہیں۔مگر یہ تو ایک پینتالیس چھیالیس سالہ شادی شدہ خاتون تھی جو چہرے مہرے سے خاصی سلجھی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔یہ آخر کیا چاہتی تھی۔

وہ بغیر کسی پرواہ کے اسے دیکھتی تھی اور آج تو اس نے عجیب حرکت کی تھی۔ وہ ایک طرف کھڑا تھا، ثریا مقصود جیولری دیکھنے کے بہانے اس طرف آئی اور جاتے جاتے اس کا ہاتھ ہلکا سا دبا گئی تھی۔

ولید ششدر رہ گیا تھا۔

☆...☆...☆

اور جب سب ایک طرح سے ڈاکٹر فضل الٰہی نام کے کسی بندے کو بھول ہی چکے تھے تو ایک دن اچانک وہ خود ان تک آن پہنچے۔

وہ کیمسٹری کی کتاب کھولے ''آئسوٹوپس'' سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب نورالحسن نے اسے آواز دی۔ اس کے چہرے پہ دباد باسا جوش تھا۔ جیسے وہ اسے کچھ بہت خاص بتانا یاد کھانا چاہتا ہو۔ وہ اسے لیے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا۔ متجسس گُلانے نے جیسے ہی اندر قدم رکھا تو وہیں تھم سی گئی۔

اس کے سامنے وہ شخص کھڑا تھا جس پر اس کے بابا کو بہت اعتماد تھا۔جو دوست سے کیا وعدہ نبھانے آیا تو اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور پھر دو سال بہت پچھتائی ۔مگر اب تو زندگی نے ایسا موڑ لیا تھا کہ وہ پچھتانا بھول گئی تھی۔پھر یہ شخص کہاں سے آگیا؟

ڈاکٹر فضل الٰہی نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ان کی آنکھوں میں نمی تھی۔

"گُلانے! جانا شمال میں تھا تم نے جنوب کا پتا دیا۔میں پورے کراچی میں ڈاکٹر فضل الٰہی کے بارے میں معلوم کرواتا رہا جو فزیشن ہیں۔جب کہ یہ انگلش کے پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی ہیں۔"نورالحسن ہنستے ہوئے اُنہیں تفصیل بتا رہا تھا۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی ہنستے رہے۔

"میں ملک سے باہر تھا۔ مہینا پہلے پاکستان آیا تو تم سے ملنے کے پی کے گیا تھا۔ گل زمان نے بتایا کہ تمہاری شادی کر دی ہے۔ جس شخص نے ہمیشہ تمہارے باپ کو تکلیف دی، بیوی کو آنسو دیے، بیٹی کا سودا کیا، اس سے مجھے بھلائی کی امید نہ تھی۔ میں ایک بار تم سے مل کر اطمینان کرنا چاہتا تھا مگر گل زمان تمہارا پتا دینے کو تیار نہ تھا۔ بڑے حربے استعمال کر کے اس کا منہ کھلوایا۔" ڈاکٹر فضل الٰہی بڑے پیار سے اسے تفصیل بتا رہے تھے۔

"چلو اچھا ہے! ہمیں اب ہمارا پیسا سود سمیت واپس ملے گا۔ تو پروفیسر صاحب! تیس ہزار میں ہم نے اسے خریدا، تین سال کا کھانا پینا، کپڑا، رہائش مل ملا کر ایک لاکھ ستر ہزار بنتے ہیں۔ اب آپ سے حساب کتاب کیا، ایک پچاس ہی دے دیجیے۔" امی اور نورالحسن کی گھوریوں کے باوجود ولی نے اپنا جملہ پورا کر کے ہی دم لیا۔ جب کہ ڈاکٹر فضل الٰہی ہنس دیے تھے۔

''پھر گُلانے بیٹی تیار ہے میرے ساتھ جانے کو۔''انہوں نے گُلانے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔آج سے چھے سال پہلے وہ ان کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی۔ آج بھی اس کے چہرے پر کچھ ایسی ہی تحریر ثبت ہے۔

''اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بچی کو یہاں سے بہتر ماحول دے سکتے ہیں تو آپ اسے لے جا سکتے ہیں۔''جواب امی نے دیا تھا۔گُلانے نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

''ماحول کا تو پتا نہیں مگر ایسی ماں نہیں دے سکتا۔''ڈاکٹر فضل الٰہی نے اس شفیق عورت کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا جس کے چہرے سے مامتا جھلکتی تھی۔

''میرا خیال ہے کہ یہ فیصلہ گُلانے پر چھوڑتے ہیں۔''ڈاکٹر فضل الٰہی کے کہنے پر گُلانے نے خود کو مشکل میں پایا مگر جب نظر گھر کے مکینوں پر پڑی،اس گھر کے در و دیوار پہ پڑی تو فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔پانچ سال پہلے وہ اس کے فیصلے پہ پریشان

ہوئے تھے۔ لیکن آج مسکرا رہے تھے۔ وہ نورالحسن اور اس کی امی سے مل کر بہت مطمئن تھے۔

"گل زمان نے خود کو بچانے کے لیے مجھے نہیں بتایا کہ اس نے گُلانے کا سودا کیا ہے بلکہ کہا تھا کہ اس نے نورالحسن سے اس کی شادی کی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ ایسا ہی ہوتا تو خوب ہوتا۔" جاتے جاتے وہ امی کو ایک نئی سوچ دے گئے۔

☆...☆...☆

نورالحسن کے پنج سالہ منصوبے میں شادی کا کوئی ذکر نہیں تھا۔

وہ کمیشن پاس کرلے، اپنا کیریئر بنالے، ولی پڑھائی مکمل کرلے۔ پھر اچھا سا گھر، اچھی سی گاڑی...

www.novelsclubb.com

ابھی تو اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ تھا مگر امی یہ کیا بات کر رہی تھیں۔ اس کی شادی کی خواہش مند تو وہ تب سے تھیں جس دن اس کا ایم اے کا رزلٹ آیا

تھا۔پہلے توانہوں نے اپنی بھانجی، بھتیجی کا نام لیا۔نورالحسن مانا نہیں توانہوں نے دو اور لڑکیوں کی تصاویر اسے دکھائیں، کئی کے بارے میں تفصیل سے بتایا' مگر اس کا ایک ہی جواب تھا۔

''ابھی مجھے شادی نہیں کرنی۔''

امی کا بھی ایک ہی سوال ہوتا تھا۔

''کیوں؟''

کئی دفعہ وہ اپنے فیوچر پلان امی کے ساتھ ڈسکس کرتا، کئی دفعہ یوں ہی ٹال دیتا۔لیکن امی پر زیادہ اثر نہیں ہوتا تھا، وہ پھر ہفتے دو ہفتے بعد یہ شادی کا ذکر لے بیٹھتیں ۔بقول ولی کے ''امی کا فیورٹ ٹاپک'' یہی تھا۔آج بھی جب وہ اس کے کمرے میں پلنگ پر آکر بیٹھیں تو نورالحسن سمجھ گیا کہ امی کون سی ضروری بات ڈسکس کرنے والی ہیں۔مگر امی نے جو بات کردی وہ تو اس کے گمان میں بھی نہ تھی۔''امی!

گُلانے مجھ سے بہت چھوٹی ہے۔"نورالحسن بے یقینی کی کیفیت میں امی کو دیکھنے لگا۔

"پھر کیا ہوا۔میں بھی تمہارے ابو سے بہت چھوٹی تھی۔"امی کو اس کے اعتراض پر اعتراض ہوا۔

"امی...وہ اور دور تھا۔"پر امی کی سادگی تھی یا خواہش،وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"کیوں اس دور کے لوگ پاگل تھے، عقل اور سمجھ سے عاری تھے؟"امی نے اس کی کلاس ہی لے ڈالی۔

"امی...میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں۔"نورالحسن نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"مگر مجھے تو تمہارے کہنے کا یہی مطلب سمجھ آتا ہے۔ ہم ہی بے وقوف تھے جو ماں باپ کے فرمان پر سر جھکا دیتے تھے۔" امی نے اب اس پر جذباتی وار کرنا شروع کر دیے تھے۔

"امی..." وہ زچ ہو کر بولا۔

"دیکھو نورالحسن! بہت کر لیں تم نے اپنی من مانیاں۔ میں بھی ماں ہوں تمہاری۔ میرا بھی کچھ حق ہے۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر واضح کیا کہ اب "نہیں" کی گنجائش نہیں۔

"امی آپ کا ہی ہر حق ہے۔" اس نے امی کے قریب بیٹھ کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

www.novelsclubb.com

"بس تو پھر میری بات مانو۔" امی نے اٹل لہجے میں حکم صادر کیا۔

"امی... بس دو سال اور۔" اس کا لہجہ بالکل معصوم بچوں والا تھا۔

''نہیں...لوگ باتیں کرتے ہیں،جوان لڑکی کو بنا کسی رشتے کے گھر بٹھار کھا ہے۔''

''امی آپ لوگوں کی پرواہ نہ کریں۔''

''جب تک انسان سانس لیتا ہے،اسے لوگوں کی پرواہ کرنی پڑتی ہے۔گُلانے کے حوالے سے کسی کی پرواہ تو وہ کم ہی کرتی تھیں مگر اسے راضی کرنے کے لیے ایسے ڈائیلاگ ضروری تھے۔

''مجھے آپ کا فار مولا سمجھ نہیں آتا پھر بھی اگر آپ کو لوگوں کی زیادہ پرواہ ہے تو امی آپ فدا کے لیے ہی سوچ لیں،میں گُلانے کو سمجھالوں گا۔اور خالہ کی ناراضی بھی ختم ہو جائے گی۔''نورالحسن نے آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''میں تو نہیں ہاں کروں گی فدا کے لیے۔''امی آج اسے راضی کرنے کے موڈ میں ہی آئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا لڑکا ہے امی، بس تعلیم کی طرف دھیان نہیں دے پایا، قصور خالہ اور خالو کا ہے جو اس کے ذہن میں بٹھا دیا کہ کپڑے کے دکان اسی نے سنبھالنی ہے۔"

"ہے اچھا! مگر میرا دل چاہتا ہے کہ گُلانے میرے پاس رہے، اسی گھر میں۔" ڈاکٹر فضل الٰہی کا اشارہ ان کے دل میں سما گیا تھا۔ اب وہ کچھ اور سوچنے کو تیار نہ تھیں۔

"تو پھر ولی سے کر دیں بات پکی اس کی۔" نورالحسن کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے ولی کا نام تجویز کر دیا۔

"ہیں... تمہارا دماغ درست ہے؟ ولی کا کوئی کام ایسا ہے جسے دیکھ کر میں سوچوں کہ اب یہ شادی بیاہ کے قابل ہو گیا ہے۔ ثانیہ کے تین سال کے بچے کی طرح ناچتا رہتا ہے۔ پہلے تمہاری شادی کروں گی پھر وقت آنے پر اس کا سوچوں گی۔"

''امی! جس سے آپ کہیں گی میں شادی کرلوں گا مگر گُلانے سے نہیں۔وہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے امی۔''نورالحسن کے نگاہ میں ابھی تک وہ اجتماعی قبر کے سرہانے بیٹھی روتی ہوئی اپنی پوجی سے باتیں کرتی ہوئی بچی تھی۔

''پھر وہی راگ... چھوٹی ہے، چھوٹی ہے۔دیکھنا پانچ سال بعد وہ تمہارے برابر کی لگنے لگے گی۔مرد پر بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔اس لیے بیوی کو عمر میں دس بارہ سال کم ہی ہونا چاہیے۔''امی رشتہ آنٹی والیوں کی طرح اسے قائل کرنے کی پوری پوری کوشش کررہی تھیں۔

''وہ مجھ سے سولہ سترہ سال چھوٹی ہے امی۔''نورالحسن کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔

''ہاں تو پھر کیا ہوا؟تاریخ میں تم کوئی پہلے تو نہیں ہوگے جو خود سے اتنی چھوٹی لڑکی کے ساتھ شادی کرے گا۔''

"امی! یہ اس کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ آپ جلد بازی میں مجھے غلط فیصلہ کرنے پر مجبور نہ کریں۔"

امی نے مجبور بالکل نہیں کیا، بس ناراض ہو کر اٹھ گئیں تھیں۔

☆☆☆☆☆

کٹہرے میں کھڑی یہ عورت اسے بہت بری لگ رہی تھی۔ وہ اسے سزائے موت سنانا چاہتا تھا۔

ہاں سزائے موت! ایک بے وفا عورت کے لیے اس سے کم سزا ہو ہی نہیں سکتی۔

عورت شادی شدہ تھی، دو بچوں کی ماں تھی۔ سال پہلے کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور آٹھ ماہ قبل پہلا شوہر مردہ حالت میں اپنے گھر پایا گیا تھا۔ مقدمہ اس کے پہلے شوہر کے بھائی کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ جس کا یہ کہنا تھا کہ اس عورت نے اس کے بھائی کو قتل کیا اور اس سے پہلے ہی نکاح پر نکاح کر کے اس

نے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔جب کہ عورت کا کہنا تھا کہ اس کا پہلا شوہر اسے طلاق دے چکا تھا مگر اس کے پاس تحریری ثبوت نہیں ہے۔کیوں کہ طلاق زبانی ہوئی تھی۔

حقیقت جو کچھ بھی تھی،اس عورت پہ دفعہ تین سو دو ہی لگتی تھی۔

بے وفا عورت قاتل ہی تو ہوتی ہے۔

وکیل صفائی اور وکیل استغاثہ دونوں جرح کر چکے تھے۔اب نگاہیں جج کی طرف تھیں اور جج تھا کہ اپنی ہی کوئی عدالت لگائے بیٹھا تھا۔

قرۃ العین پہلو پر پہلو بدل رہی تھی۔جب تک اسے ہوش آیا کسی کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ ابھری تو کوئی پریشان ہوا۔ریڈر اور اسٹینو ہونق بنے اسے دیکھ رہے تھے۔اس نے فیصلہ اگلی پیشی تک ملتوی کر دیا اور چیمبر سے باہر آ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آدھے گھنٹے بعد اعتبار احمد اس کے چیمبر آئے تھے۔انہیں دورانِ سماعت اس کی ذہنی غیر حاضری کی خبر مل چکی تھی۔

''مجھے لگتا ہے تمہیں کچھ دن آرام کی ضرورت ہے۔''انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

''ہوں...مجھے بھی یہی لگتا ہے۔''اس نے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر تھکے تھکے انداز میں کہا۔

''مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔''انہوں نے ایک اور مشورہ دے ڈالا۔

www.novelsclubb.com

''نہیں...مجھے ایسا نہیں لگتا۔''وہ ایک دم سیدھا ہوا۔

''ہم سفر کی ضرورت کسے نہیں ہوتی۔اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اسے اچھے جیون ساتھی کی ضرورت نہیں تو وہ جھوٹ بولتا ہے،دوسروں کے ساتھ بھی اور اپنے

آپ کے ساتھ بھی۔"اعتبار احمد کے ساتھ اس کے ایسے مراسم تھے کہ وہ انہیں یہ بات کر سکتے۔

"اچھا جیون ساتھی...ہوں۔"اس نے طنزیہ انداز میں ہنکارا بھرا۔

"دنیا میں ایک ہی عورت نہیں تھی وہ،اور بھی ہیں۔جو اچھی بھی ہیں،وفادار بھی ہیں۔"اعتبار احمد نے اسے سمجھانے کی کوشش میں بارڈر لائن عبور کر لی تھی۔اس موضوع پر وہ کبھی کسی سے بات نہ کرتا تھا،وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ صحیح کہتے ہیں۔مجھے کچھ دن آرام کی ضرورت ہے۔"کوٹ پہن کر وہ چیمبر سے باہر نکل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ امی نے پورا ایک دن اور دس گھنٹے اس کے ساتھ کلام نہیں کیا تھا۔پہلے تو وہ امی کی معصومیت بھری خفگی پر مسکراتا رہا مگر جب پورا

ایک دن گزر گیا تو احساس ہوا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے۔ وہ امی کے لیے پھول اور سوٹ لے کر آیا تھا اور اب یہ گفٹ چپکے سے ان کے کمرے میں رکھ کر انہیں حیران کر دینے اور پھر مسکرانے پر مجبور کرنے والا تھا۔ اسے لگا کہ امی کچن میں ہیں۔ وہ دبے قدموں امی کے کمرے کی طرف آیا اور پھر وہیں رک گیا۔ اسے گُلانے کی آواز سنائی دی تھی۔

"پو جی! صبح نورالحسن نے آپ سے سبزی کا پوچھا، آپ نے جواب کیوں نہیں دیا؟" وہ مسکراتا ہوا امی کا جواب سننے کے لیے رک گیا۔

"میں نے اب اس سے بات نہیں کرنی۔ زیادہ بڑا ہو گیا ہے۔ ماں کے فیصلے غلط لگنے لگے ہیں اسے۔" امی جو گُلانے کے سر میں تیل لگا رہی تھیں، ان کے ہاتھ بھی خفگی کے اظہار کے طور پر تیز چلنے لگے۔

"مگر نورالحسن تو بہت اچھا ہے۔" نورالحسن کی طرف داری اس پر لازم تھی۔

''خاک اچھا ہے...انکار کر دیا شادی سے ''امی تیزی سے بولیں۔

''کیوں؟''بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''وہ کہتا ہے کہ تم اس سے بہت چھوٹی ہو۔''امی اسے نورالحسن سے ہونے والی بات بتا رہی تھی۔

''تو کیا ہوا، وہاں ہمارے وطن میں تو مجھ سے بھی چھوٹی لڑکی کی شادی پچاس ساٹھ سال کے مرد سے ہو جاتی ہے۔''وہ اطمینان سے کہہ رہی تھی۔امی نے آگے سے کچھ نہیں کہا تھا۔

''پو جی! نورالحسن کی عمر بھلا کیا ہو گی؟''اس نے سر گھما کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''چھتیس سال۔''

''لو تو یہ کون سی زیادہ عمر ہے۔پو جی! آپ کے بیٹے کو ویسے ہی مجھ سے شادی نہیں کرنا،اس لیے وہ بہانہ بنا رہے ہیں۔''اس کی بات پر نورالحسن بے ساختہ مسکرا دیا۔

وہ معصوم تھی، بہت معصوم۔اس کا دل کثافتوں سے پاک تھا۔اس کے دل میں جو ہوتا تھا، وہی زبان پر۔جو بات آج تک شاہانہ اس کی امی تو کیا شاید اپنی امی سے بھی کہہ نہ پائی تھی، وہ باتیں گُلانے نے معصومیت میں بڑے آرام سے کہہ ڈالی تھیں۔

مرد کو عورت میں معصومیت پسند ہے۔نورالحسن نے بھی رات امی کے کمرے میں جا کر انہیں گلدستہ اور سوٹ پیش کرتے ہوئے وہ جملہ ادا کیا تھا، جس کے بارے میں آج شام سے پہلے تک اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ یہ الفاظ کبھی اس کے منہ سے نکلیں گے۔

امی پہلے تو مارے حیرت کے اسے دیکھتی رہیں، پھر اس کا ماتھا چوم لیا۔

www.novelsclubb.com

...☆...☆

#ناول_گلانے

#قسط_نمبر_4

اسے کبھی کبھی لگتا تھا کہ وہ دوست دشمن میں تمیز کھونے لگا ہے۔ خلوص کے ساتھ دیے گئے مشورے بھی اسے تازیانہ بن کر لگتے۔ وہ اپنے مخلص احباب کے ساتھ بھی تلخ ہونے لگا تھا اور ایسا صرف ان کی وجہ سے جنہوں نے پیار سے گلے لگا کر ان کی پیٹھ پر وار کیا تھا۔

گھر آ کر اس نے ملازم کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھاما، جوتے اتارے، نہ ہی کپڑے تبدیل کیے اور سیدھا الماری کی طرف چلا آیا اور آہستہ سے اسے کھولا۔

www.novelsclubb.com

اوپر والے خانے میں سامنے ہی وہ رکھا تھا۔

"شوکت علی... شوکت علی۔" وہ الماری کے دونوں پٹ تھامے چلایا۔ شوکت علی بھاگتا چلا آیا۔

''ماچس لے کر آئو۔''شوکت علی حکم کی تعمیل میں واپس بھاگا۔

''میں آج اسے جلاڈالوں گا۔یہ قصہ تمام ہی کر ڈالوں گا۔''اس نے گہرے سانس لیتے ہوئے تہیہ کیا۔جب کبھی اسے لگتا تھا کہ اس نے ماضی سے پیچھا چھڑا لیا،تو الماری میں سب سے اوپر والے خانے میں رکھا یہ تحفہ جتاتا تھا کہ ایسا بھلا کب ممکن ہے۔وہ کبھی اسے نہیں بھول سکتا تھا چاہے وہ بے وفا ہی تھی،دھوکا باز ہی تھی۔

وہ اس تحفے کو آگ لگادے گا۔وہ ان کی ہر یاد کو جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔اور نئی زندگی کا آغاز کرے گا،وہ زندگی جس میں ماضی کا کوئی ذکر نہ چلے گا،گزرے کل کی کوئی بات نہ ہو گی۔اس نے ایک بار پھر مصمم ارادہ کیا جب کہ باورچی خانے میں ماچس کی تلاش میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارتا شوکت علی سوچ رہا تھا کہ سگریٹ تو جج صاحب پیتے نہیں،پھر یہ ماچس کیوں منگوا رہے ہیں؟؟؟

☆...☆...☆

ڈول وسُرنا راغلہ

داپے غلواُرا راغلہ

ولی پختون رقص کرتے ہوئے گُلانے کے گرد اسٹیپس لے رہا تھا اور وہ شرماتے ہوئے پلکیں جھکائے کھڑی تھی۔اس کے چہرے پر رنگوں کی بہار تھی۔آج کل ولی کا کام یہی تھا۔وہ چھپتی پھرتی اور ولی اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تنگ کرتا۔

"مجھے تو پہلے دن ہی سے شک تھا۔امی کو وارن بھی کیا تھا میں نے۔مگر وہ تو "دفع ہو "کہہ کر مجھے پرے کر دیتی تھیں۔دیکھا...دیکھا "گُلانے کے چہرے پر رنگ بکھر بکھر جاتے۔

www.novelsclubb.com

نورالحسن شادی کے لیے راضی ہو گیا تھا مگر شرط یہ رکھی تھی کہ اس کا کمیشن کلیئر اور گُلانے کا ایف ایس سی ہو جائے۔امی کے لیے یہ ہی کافی تھا کہ وہ مان گیا۔اور گُلانے کے لیے یہ بہت کافی تھا کہ وہ مان گیا۔

"نورالحسن کی اور لڑکی کی عمروں میں خاصا فرق ہے۔میرے فدا کے ساتھ پھر بھی بچ جاتی یا ولی کے ساتھ کر دیتے رشتہ،گھر ہی رکھنی تھی لڑکی تو۔"خالہ کو لڑکی سے پہلے ہی خطرے کی بُو آتی تھی۔قیامت جیسا سراپا لیے پھرتی تھی۔بڑے سے بڑے مومن کا دل بے ایمان ہو جاتا۔اب گیا نورالحسن ہاتھ سے۔پھر بھی آخری کوشش کرنے میں کیا حرج تھا۔

"ولی کے لیے تو میں نے سوچا نہیں۔ابھی پڑھ رہا ہے،تعلیم مکمل کر کے اپنے پائوں پر کھڑا ہونے میں اسے کافی عرصہ لگے گا۔فدا کے لیے پوچھا تھا میں نے۔اس کا دل راضی نہ تھا۔"امی اپنی بہن کا موڈ بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھیں جو مسکراتی بھی شاید اتوار کے اتوار تھیں۔

''ہاں بھئی ! سامنے اتنا کماتا کھاتا لڑکا تھا تو دل کیوں راضی ہوتا ایک دکان والے پر ۔اور ولی کے لیے بھی اچھی بات کہی تم نے۔ لڑکی سے تو بڑا ہی ہے۔ ہو جاتا چند سالوں میں اپنے پیروں پر کھڑا۔ لڑکی کون سی دوڑی جا رہی تھی۔'' یہ وہی بہن تھیں جنہیں ایک غیر لڑکی گھر پر رکھنے پہ سب سے زیادہ اعتراض تھا۔امی مسکرا کر خاموش ہو رہیں۔

''لڑکی تیرے چچا کے گھر میں تیرے لیے دو وقت کی روٹی نہیں تھی کیا، جو آیا اور پیار دے کر چلا گیا۔'' خالہ کی گُلانے پر نظر پڑی تو دل کی بھڑاس نکالے بغیر نہ رہ سکیں۔

''وہ تو ساتھ چلنے کو کہہ رہے تھے مگر میں ہی نہیں گئی۔'' اس نے دھیمی سی آواز میں جواب دیا۔

''ہاں...بی بی تم کیوں جائو گی؟چاچااوراس کے لڑکے اتنے بے وقوف تھوڑی ہوں گے جتنی بے وقوف میری بہن اوراس کے لڑکے ہیں۔''خالہ زہر خند لہجے میں بولیں۔''جی!''اسے خالہ کی بات کی گہرائی سمجھ نہ آئی تھی۔

''ترور خبرے پہ زڑہ مہ اخلا،اغوئی دے منہ وادہ کڑے دے نو پامازغے یے اثر شُوے دے،دے منہ وادہ نقصانات(خالہ کی باتیں دل پر نہ لو،ان کی لو میرج ہوئی ہے ناں تو دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔پیار کی شادی کے مضر اثرات)۔''ولی نے جلدی سے کہاتو وہ ہنس دی تھی۔

جب سے ولی کو پشتو بولنا آگئی تھی،وہ اور گُلانے رازداری والی باتیں پشتو میں کرتے تھے جو کسی کے پلے نہ پڑتیں۔خالہ نے گھور کر دونوں کو دیکھا پھر توجہ دروازے سے داخل ہوتے نورالحسن پہ مبذول کرلی۔

''شاہانہ کی تنخواہ چالیس ہزار ہو گئی ہے ماشاءاللہ۔'' وہ خالہ کا حال چال پوچھنے بیٹھا تو انہوں نے گھما کر جال پھینکا کہ شاید بات بن جائے۔

''ماشاءاللہ''! امی نے سادگی سے سر ہلایا۔

''خالہ! یہ نوکری مناسب نہیں ہے ایک لڑکی کے لیے۔ روز روز فیلڈ وزٹس۔ پھر روٹین ایسی کہ پرسنل لائف ڈسٹرب ہو جاتی ہے۔'' نورالحسن کے جواب نے خالہ کو جلا کر رکھ دیا۔

بڑی افسردہ سی ہو کر وہ اس کوچے سے نکلی تھیں۔ جاتے جاتے کہہ گئیں کہ بات طے ہو جانے کے بعد لڑکا اور لڑکی کا ایک ہی گھر میں رہنا مناسب نہیں۔ جوان خون ہے کب بہک جائے، کچھ پتا چلتا ہے؟ چاہے تو لڑکی کو ان کے ساتھ بھیج دیں۔ ان کے لیے وہ شاہانہ اور بسمہ جیسی ہی ہے۔

امی کو آپا کی بات مناسب لگی تھی۔انہوں نے نورالحسن کے سامنے ان کی یہ پیش کش رکھی۔

"کمال ہے امی...آپ بھی خالہ کی باتوں میں آگئیں۔جب میرے اور گُلانے کے بیچ کوئی رشتہ نہیں تھا تب تو آپ کو یہ فکر جچتی تھی۔اب تو ہمارے بیچ ایک رشتہ ہے پھر آپ پریشان کیوں ہیں۔"

امی بیٹے سے کھل کر آپا والی باتیں ڈسکس نہیں کر سکتی تھیں۔اس لیے چپ ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

دوپہر کا وقت تھا اور شدید گرمی کے دن۔اس لیے کسٹمر زنہ ہونے کے برابر تھے ۔منیجر آج کل فارغ وقت میں آئوٹ لیٹ پر نہ پایا جاتا تھا۔سب فارغ بیٹھے خوش گپیوں میں لگے ہوئے تھے۔لڑکیوں کا "بھابی نامہ" جاری تھا۔

روحی کو تو خیر ابھی بھابی کا خاص تجربہ حاصل نہ ہوا تھا مگر بھائی نے جو لڑکی پسند کر لی تھی، اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ خوب ہی تجربہ حاصل ہونے والا ہے۔ ہونے والی بھابی کی فرمائشیں ختم ہی نہ ہوتی تھیں۔ شمسہ کی بھابی ہر ہفتے روٹھ کر میکے چلی جاتی تھی۔

"خوش قسمت ہو تم، میری بھابی تو میکے بھی نہیں جاتی۔ چند دن تو سکون حاصل ہو ۔" عروہ نے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے ہوئے شمسہ پر رشک کیا۔

"ویسے میں نے تو سوچ لیا ہے۔ میں بہت اچھی بھابی بنوں گی۔" شمسہ نے دل و جان سے مثالی بھابی بننے کا عہد کیا تو پانی پیتے پیتے عروہ کو اچھو لگا۔ وہ کھانس بھی رہی تھی اور ہنس بھی رہی تھی۔ اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھیں۔ ولید نے دیکھا۔ ہنستے ہوئے اس کی آنکھیں پانی سے جو بھرتی تھیں تو وہ بہت دلکش لگنے لگتی تھی۔

اس کا مزاج بھی عجیب تھا۔ کبھی چڑچڑے مزاج کی لگتی، کبھی بے نیاز سی بنی رہتی اور کبھی بہت پرواہ کرنے والی لگتی۔ کبھی بہت سنجیدہ لگتی، کبھی ہنس مکھ۔

"اگر مجھے تمہارے الفاظ پر یقین ہوتا تو اپنی بھابی بنا لیتی تمہیں۔" وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے شمسہ سے کہہ رہی تھی۔

"کس بھائی کے لیے... وہ جو جیل بیٹھا ہے۔" روحی نے طنز کیا۔

"جیل بیٹھا ہے تو کیا ہوا، باہر بھی تو آئے گا۔ لوٹا ہوا پیسا بڑا ہے اس کے پاس۔ منہ نہیں کھولتا۔" عروہ اس بات پر دب جانے کے بجائے کھلکھلا کر بولی۔

"ہاں... خود باہر آ کر عیش کرے گا اور تمہیں کورٹ کے چکر لگوا لگوا کر خوار کر رہا ہے۔" اس بات پر عروہ کے چہرے کا رنگ بدلا۔ بھلے روحی طنز کر رہی تھی مگر تھا تو سچ ہی ناں۔

"کیا کریں... بھائی نام ہی خود غرضی کا ہے۔" اچھے خاصے موڈ کو تلخی کا تڑکا لگا۔

"نہیں... بھائی خود غرض نہیں ہوتے... میرا بھائی..." ولید کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر ایک دم ہی چپ ہو گیا۔ سب نے حیرت کے ساتھ اسے دیکھا۔ شاید یہ

پہلی بار ہی تھا جب اس بندے نے خود سے گفت گو میں حصہ لیا تھا۔اور اسے جانے کیا کیا یاد آنے لگا تھا کہ اس کے بعد جو چپ لگی تو پھر نہ ٹوٹی۔

☆☆☆☆☆

نورالحسن نے شاید پہلی بار گُلانے کو غور سے دیکھا تھا۔

وہ بچی اب بڑی ہو گئی تھی جو خالی نظروں اور سپاٹ چہرے کے ساتھ کیمپ میں موجود ہر بندے کو دیکھا کرتی اور اجتماعی قبر کے پاس بیٹھ کر باتیں کیا کرتی تھی۔ آنسو وہ وہاں ابدی نیند سوئی پوجی کے لیے بہایا کرتی تھی۔

وہ بچی اب بڑی ہو گئی تھی۔اس پر شباب جو آیا تھا تو نگاہ ٹھہرتی نہ تھی۔وہ بہت خوب صورت تھی۔نورالحسن کو اب پتا چلا تھا کہ شاعر محبوبہ کی تعریف میں غزلیں یونہی نہیں کہہ ڈالتے۔یہ محض ان کے تخیل کا کمال نہیں ہوتا۔یہ حسن و دل کشی واقعی پائی جاتی تھی۔اسے گُلانے کو دیکھ کر یقین آتا تھا۔اس کی نیلی آنکھیں گہری جھیلیں

تھیں۔اس کے ہونٹ پنکھڑی گلاب کی تھے،اس کے عارض گلاب تھے۔اس کے بال سنہری دھوپ تھے۔اس کی چال قیامت تھی،اس کا سراپا غضب تھا۔

وہ تین سال سے اس کے گھر میں تھی،اس کی نگاہ میں تھی مگر یوں اپنی اپنی سی دل کے قریب قریب سی اب لگنے لگی تھی اور لوگ جانے کیا سمجھتے تھے۔

''مجھے پہلے ہی پتا تھا،وہ تمہیں اپنی خوب صورتی سے اپنی طرف مائل کر لے گی۔'' شاہانہ نے کہا۔

''حسن پر حُسن کا جادو چل گیا۔''امی اسے چھیڑ رہی تھیں۔

''مجھے تو پہلے ہی پتا تھا،جو لڑکی کی کہانی ہمیں سنائی جا رہی ہے،اس سے زیادہ یہ دل کا معاملہ ہے۔لڑکی کم عمر ہو اور حسین ہو تو کون مرد نہیں بہکتا۔''خالہ کی طنز بھری باتیں سن کر بھی وہ مسکراتا رہا تھا۔

وہ انہیں یہ نہیں سمجھا پایا تھا کہ گُلانے اتنی خوب صورت نہ بھی ہوتی تب بھی دل کا رشتہ جڑ جانے کے بعد نورالحسن کو وہ اپنی اپنی سی لگتی کیوں کہ وہ صورت سے زیادہ سیرت کا دل دادہ تھا۔ وہ حُسن کو پتا نہیں کس نمبر پر رکھتا تھا، پہلے نمبر پر تو کم سے کم نہیں۔ پہلے درجوں پہ کردار، وفا، اور سچائی جیسے اوصاف تھے۔ اور اسے یقین تھا کہ گُلانے کی مٹی میں یہ سب صفات گوندھی ہوئی ہیں۔ حُسن تو ظاہری سی شے تھا، سب اس کے دل دادہ تھے، وہ بھی حسن کو سراہتا تھا مگر اس کے لیے قیمتی گُلانے کی باطنی و مخفی خوبیاں تھیں۔

☆...☆...☆

''سر! کیا آپ حبہ نظیر کا کیس چیمبر میں ہی چلا سکتے ہیں؟ وہ ایک حساس لڑکی ہے، ہو سکتا ہے کورٹ روم میں گھبرا جائے یا بول نہ پائے؟'' قرۃ العین حبہ نظیر کے کیس کے حوالے سے اس سے درخواست کی تو اس نے اجازت دے دی۔

سماعت اس کے چیمبر میں ہی چلی تھی۔حبہ نظیر بہت خوف زدہ تھی۔ صحیح طور پر اپنے بچاؤ کے لیے کچھ بول بھی نہ پا رہی تھی مگر قرۃ العین نے بہت اچھے انداز میں اپنی مؤکل کا دفاع کیا۔وہ متاثر ہوا تھا۔سماعت کے بعد اس نے قرۃ العین کی تعریف بھی کی جس سے اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

''اپنے پروفیشن کے ساتھ مخلص ہونا بہت ضروری ہے۔تب ہی انسان کامیابی پاتا ہے اور عزت بھی۔''اس نے مس غنی کی تعریف بھی ان الفاظ میں کی تھی۔

''میں مانتی ہوں کہ پروفیشن کے ساتھ مخلص ہونا ضروری ہے مگر مخلص دوستوں کے ساتھ پروفیشنل ہونا بھی ضروری ہے کیا؟''اس نے حبہ نظیر کیس کی فائل سے سر اٹھا کر سوال کیا جسے وہ سمجھ تو گیا مگر جواب دینا ضروری نہ جانا۔قرۃ العین غنی کی آنکھوں کے سامنے پھر بہت سے سوالیہ نشان ناچنے لگے تھے۔

"کیا اس بے درد کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کسی کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے، کس کے ساتھ گھومتی ہے۔ کیا واقعی اس کی ذات، اس کے جذبات، اس کا وجود اس شخص کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیا واقعی وہ یک طرفہ جذبے کے سہارے آگے بڑھ رہی تھی؟

"منیب نے مجھے پرپوز کیا ہے؟" اس نے تو اپنی طرف سے دھماکا کرنے کی کوشش کی تھی مگر دوسری طرف چہرہ ویسا ہی سپاٹ تھا جیسا اس خبر کے دیے جانے سے پہلے تھا۔

"آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟" اس کی خاموشی پر قرۃ العین نے خود ہی پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"ہوں... اچھا لڑکا ہے۔" وہ ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے نیچے پڑی فائل سے زیادہ اہم اس کے لیے اس وقت دنیا کی کوئی چیز نہیں۔

"کیا؟""اس دن...اس دن تو آپ کہہ رہے تھے کہ اس سے دور رہا کرو، وہ میرا بھی فیوچر خراب کرے گا۔"اسے جھٹکا لگا۔

"میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اچھا نہیں ہے، میں نے کہا تھا کہ وہ ایک غیر سنجیدہ وکیل ہے۔اور پروفیشنل لائف میں غیر سنجیدگی میں پسند نہیں کرتا۔غیر سنجیدہ وکیل اچھا پارٹنر ثابت نہ ہو، ایسا تو کہیں بھی نہیں لکھا۔بلکہ لڑکیاں تو پسند ہی ایسے لڑکوں کو کرتی ہیں۔"وہ تقریری انداز میں اپنی بات کر رہا تھا۔

"لڑکیاں تو سنجیدہ لوگوں کو بھی پسند کرتی ہیں۔"اس کا لہجہ ذو معنی تھا۔

"اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو بعد میں پچھتاتی ہیں۔"

"واقعی! پچھتاتو میں بھی رہی ہوں۔کس سنگ دل سے دل لگا بیٹھی ہوں۔"قرۃ العین نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔

☆...☆...☆سردیوں کی آمد آمد تھی۔دن معتدل اور راتیں خنک ہونے لگی تھیں۔وہ ثانیہ بھابی کے ساتھ بازار سے سفید اور سرخ رنگ کی اون خرید لائی تھی۔

"تمہیں نٹنگ آتی ہے؟"ثانیہ بھابی نے حیران ہو کر پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

جس علاقے میں وہ پلی بڑھی تھی وہاں سردی کی شدت یہاں کی نسبت بہت زیادہ ہوتی تھی اور ریڈی میڈ کپڑوں کا رواج بابا کے ہاں تو تھا مگر پو جی کے گھر نہیں۔ ماں کی صورت تو اس لیے یاد تھی کہ تصویر دیکھ رکھی تھی۔کئی شوق پورے کیے بغیر چلی گئی تھیں وہ۔وہاں کون چائو سے اس کے لیے فراکیں بناتا اور سوئیٹر بُنتا۔بابا سب کچھ ریڈی میڈ لے کر آتے مگر بابا کے جاتے ہی گل زمان کی طرف سے ہر فضول خرچی پر پابندی لگ گئی تھی۔چاہے اس کو نظر آنے والی فضول خرچی گُلانے اور پو جی کی اشد ضرورت ہی کیوں نہ ہوتی۔پو جی اپنے لیے اور اس کے لیے خود ہی

کپڑوں پر کڑھائی کرتیں، خود ہی سلائی کرتیں۔ سوئیٹر بھی اپنے ہاتھ سے بُنتیں کبھی سلائیوں کے ساتھ تو کبھی کروشیہ کے ساتھ۔ انہوں نے اون سے اس کے لیے فراکیں، دستانے اور جرابیں تک بنائیں تھیں۔ اس نے انہی سے سیکھا تھا سارا ہنر۔

اون اور سلائیاں لانے کے بعد وہ بہت مصروف نظر آنے لگی تھی، امی کے پاس بیٹھی پتا نہیں کیا کیا مشورے لیتی رہتی۔ نورالحسن نے ایک دن دیکھا تو ڈانٹ دیا۔

"یہ کن کاموں میں پڑ گئی ہو تم گُلانے؟ سوئیٹر تو ریڈی میڈ بھی مل جائیں گے۔ تم اپنی اسٹڈیز پر دھیان دو۔ یہ سلائیاں پکڑ کر تم اچھا گریڈ نہیں لا سکتیں۔ اس کے لیے پڑھنا پڑتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

پڑھتی تو وہ دل جمعی کے ساتھ تھی مگر سوئیٹر بنانا نہیں چھوڑا تھا، بس اتنا ہوا تھا کہ نورالحسن کی آواز سنتے ہی تیزی کے ساتھ سلائیاں چھپا دیتی۔ ولی کو تو بس کوئی کمزوری ہاتھ آنی چاہیے تھی اس کی۔ سو آج کل وہ بڑے کام یہ کہہ کر نکلوا لیتا۔

"بھائی کو بتادوں گا کہ تم پڑھنے کے بجائے اون اور سلائیوں کے ساتھ کھیلتی رہتی ہو۔"

"بلیک میلر! مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ تم کس پر چلے گئے ہو۔" وہ چڑ کر کہتی۔ وہ بڑبڑاتی، اسے کئی باتیں سناتی مگر اس کا کام کرنے پر مجبور ہو جاتی۔ اور ولی آج کل یہ لائحہ عمل تیار کر رہا تھا کہ یہ سوئیٹر مکمل ہونے کے بعد گلانے کا کون سا ایسا عمل ہو گا جس پر دھمکا کر وہ اپنے کام نکلوا سکے۔ نورالحسن کی دیوانی کی کوئی نہ کوئی کمزوری اس کے ہاتھ میں رہنی چاہیے تھی۔

☆...☆...☆

وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی اور اس کے لبوں پر بہت پیاری سی مسکراہٹ تھی۔ وہ جب بھی آئینے میں دیکھتی تھی، اپنا عکس نہیں دیکھتی۔ اس کی نظریں اس چین کو تکتیں، اس کے ہاتھ اس موتی کو چھوتے۔ اور جانے کیوں اس کے چہرے پر رنگ بکھر بکھر جاتے۔ قیمت میں یہ چین معمولی تھی مگر اب کوئی اس کی قیمت لگاتا تو نور کی جان سے کم قیمت نہ لگتی۔

ہانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسے آپ ہی آپ مسکراتے دیکھا۔ یہ کوئی آج کی بات نہ تھی، اس نے اکثر اسے اس کیفیت میں پایا تھا۔ کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ یہ لڑکی پاگل ہے جو خود ہی باتیں کرتی ہے، خود ہی مسکراتی ہے۔ اور کبھی کبھی وہ اس کی حسین مسکراہٹ میں کھو جاتی تھی۔ کبھی کبھی وہ اسے ایک معما لگتی، اسرار لگتی۔ جانے کیوں وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں لگتی تھی۔ کچھ تھا بہت خاص اس میں۔ ایسے ہی تو خزیمہ دائود بنا دیکھے دل ہار نہیں بیٹھا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے جا پہنچی۔آئینے میں اس کا عکس دیکھ کر نور چونکی۔

''میں جب اس آئینے میں دیکھتی ہوں تو مجھے اپنا ہی عکس دکھائی دیتا ہے۔''وہ غور سے نور کو دیکھتے ہوئے تنگ کرنے لگی۔

''ظاہر ہے۔''وہ نظریں چراتے ہوئے الماری کی طرف بڑھی۔

''کیا ظاہر ہے؟''اس نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

''اپنا ہی عکس دکھائی دے گا۔''نور بدستور نظریں چراتے ہوئے بولی۔

''مگر مجھے کیوں لگتا ہے کہ تمہیں کوئی اور دکھائی دیتا ہے۔''الماری کا پٹ کھولتے کھولتے وہ وہیں ساکت ہوئی اور پھر مسکرائی۔

''مجھے بھی اپنا آپ ہی دکھائی دیتا ہے۔''

www.novelsclubb.com

"اچھا!""پہلے مجھے گمان تھا کہ یہ کوئی طلسمی آئینہ ہے جس میں ایک شہزادی کو اپنا شہزادہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر قسم لے لو میں جب بھی دیکھتی ہوں اپنا ہی تلوں سے بھرا منہ دکھائی دیتا ہے۔ تمہارے پاس کوئی منتر ہے کیا نور؟" وہ پھر اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

"کیا بچوں والی باتیں کر رہی ہو۔" وہ الماری میں جانے کیا ڈھونڈنے لگی تھی۔

"کیا کروں دل تو بچہ ہے جی۔ ابھی بھی فیری ٹیلز مسمرائز کرتی ہیں۔ پھر بتاؤ طلسمی آئینے اور اس طلسمی چین کا کیا کنیکشن ہے۔" وہ آج ٹلنے والی نہیں تھی۔

"سو جاؤ ہانیہ۔" نور نے بات بدلنے کی کوشش کی۔

"یار یہ تو زیادتی ہے، کہتی مجھے دوست ہو اور دوست ہی سے پرسنلز شیئر نہیں کرتی۔ میرے بارے میں دیکھو، تمہیں اے ٹو زی سب پتا ہو گا۔ میں نے کبھی تم

سے کچھ سیکرٹ رکھا۔"ہانیہ نے اسے "ایموشنل بلیک میل "کرنے کی کوشش کی۔

"میرے پاس بتانے کو کچھ نہیں ہانیہ۔"وہ افسردگی سے بولی۔وہ اپنی اس پیاری سی مخلص دوست کو خفا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر جن زخموں کے منہ بڑی مشکل سے سی دیے تھے،اب وہ ٹانکے اُدھیڑ کر کیا ملتا۔

"بس یہ بتادو۔"ہانیہ نے اس کی چین میں انگلی ڈال کر کھینچی۔اس کے چہرے پر پھر اتنے دلکش رنگ بکھرے تھے کہ ہانیہ نظر نہ ہٹا پائی۔

"نور! تمہیں کسی سے محبت ہے؟"رنگوں کی برسات پھر ہوئی۔ہانیہ نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ اگر وہ شخص اس وقت اسے دیکھ لے جس کے لیے یہ رنگ و مسکان ہے تو شاید چار گنا زیادہ اس کی محبت میں مبتلا ہو جائے۔

"کون ہے وہ؟"ہانیہ نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

''ہے ایک شخص۔''اس نے اختصار سے کام لیا۔

''خزیمہ دائود؟''اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا،نور کے چہرے کے تاثرات پل بھر میں تبدیل ہوئے۔

''ہانیہ! کتنی بار کہا ہے کہ اس کا نام مت لیا کرو۔''

''وہ کلاس کا سی آر ہے،نام تو لینا پڑتا ہے۔''اس نے ہاتھ اٹھا کر معصومیت سے اپنا بچائو کیا۔

''لو بھلے،مگر مجھے اس نام سے زچ مت کیا کرو۔مجھے پسند نہیں کہ میرے نام کے ساتھ کسی اور کا نام جڑے۔چاہے مذاق میں ہی سہی۔''نور نے قدرے غصے سے کہا۔

www.novelsclubb.com

''ٹھیک ہے پھر اس بندے کا نام بتاد و جس کی محبت میں مادام مبتلا ہیں تو میں خزیمہ کا نام نہیں لیا کروں گی۔''

نور نے ایک لمحہ کے لیے اسے دیکھا اور پھر نام بتا دیا۔

☆...☆...☆ آخر ایک ماہ کی محنت کے بعد گُلانے کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچا۔ وہ بہت خوش تھی۔ نورالحسن کی سالگرہ کے دن وہ اسے اچھا تحفہ دے سکتی تھی۔ نور الحسن کون سا سالگرہ مناتا تھا۔ جو بھی اسے وش کرتا، وہ شکریہ ادا کر کے یہ دن بھول جاتا۔ دراصل ان کے گھرانے میں سالگرہ منانے کا رواج ہی نہ تھا۔ اب چند سال سے ولی کیک لے آتا اور بارہ بجتے ہی ان کے کمرے میں پہنچ جاتا۔ اس دن امی بھی جاگتی رہتیں، وہ تو شرما ہی جاتا، اب اس عمر میں سالگرہ کیا منانا۔ کیک بھی ولی کاٹتا، امی اور اسے کھلاتا بھی وہی۔ ولی امی کی سالگرہ کا دن بھی یاد رکھتا اور خاص طور پر ان کے لیے پاکٹ منی سے تحفہ لے کر آتا۔ نورالحسن کو لگتا تھا کہ ولی امی کا خیال رکھنے میں اس سے سبقت لے جاتا ہے۔ اس کی ولی سے محبت اور بڑھنے لگتی۔

اس سال جو نورالحسن کی سالگرہ کا دن آیا تو گُلانے اس کے لیے تحفہ لے کر آئی تھی۔ وہ صبح آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا جب وہ شرماتی جھجکتی ہاتھ میں ایک

چاندی کے ورق میں لپٹا ہوا ڈبا لیے کمرے میں داخل ہوئی۔اسے دیکھ کر نورالحسن کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

اب اسے دیکھنا اور بار بار دیکھنا اسے اچھا لگتا تھا۔

"یہ آپ کے لیے۔"نورالحسن سے بے جھجک ہر بات کہہ دینے والی اب شرمانے لگی تھی۔

نورالحسن نے ڈبا تھام لیا۔اسے یاد آیا کہ رات جب بارہ بجے کے بعد ولی،امی اور وہ کیک لیے اسے وش کرنے آئے تھے تب بھی ولی کسی تحفے کا ذکر کر رہا تھا۔

"لوگوں نے آپ کے لیے بڑے دل سے تحفہ بنایا تھا مگر دیا نہیں...شاید ہم سے چھپ کر دینے کا ارادہ ہے۔"وہ شرماتی اور ولی کو گھورتی رہی تھی۔

رات والا منظر یاد کر کے نورالحسن مسکراتے ہوئے پیکنگ کھولنے لگا۔

"تو یہ ہے وہ تحفہ جس کا ذکر ہو رہا تھا رات۔"گُلانے نے مسکرا کر سر ہلایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نورالحسن ڈبا کھول چکا تھا۔اس میں ایک سفید سوئیٹر تھا۔اسے گُلانے کے ہاتھ میں اون سلائیاں یاد آئیں۔تو اس کے لیے کر رہی تھی وہ اتنی محنت۔اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی اور اس نے سوئیٹر کھول کر اپنے سامنے کیا۔

''یہ کیا؟''اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

سفید سوئیٹر پر سرخ رنگ کا دل۔

''اچھا نہیں لگا آپ کو؟''اسے چپ سا دیکھ کر گُلانے نے پوچھا۔

''نن نہیں...اچھا ہے...شکریہ۔''اس نے سوئیٹر کو تہ لگاتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا۔گُلانے کو محسوس ہوا کہ وہ اس کا دل رکھ رہا ہے لیکن وہم جان کر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

دونوں چھوٹے بھائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔امی کچن ہی سے ڈانٹ رہی تھیں۔ نئی نویلی بھابی چائے کے کپ ٹرے میں سجاتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔اس سارے منظر سے بے نیاز خزیمہ دائود وہاں بیٹھ کر بھی کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔وہ اس دور سے گزر رہا تھا جہاں ہر سوچ ہر خیال ایک بندے پر آکر ٹھہر جاتا۔

نور نے اسے اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا جہاں سے قدم واپس پلٹتے تھے نہ ہی آگے کی راہ ملتی تھی۔اس نے جو کھیل چیلنج سمجھ کر شروع کیا تھا،وہ اسے روگی کر دینے والا تھا،یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایک لڑکی کا خیال اس کے حواسوں پر اتنا طاری ہو گا کہ اس کے علاوہ کچھ اور سوچنا اچھا ہی نہیں لگے گا۔اور وہ لڑکی تھی کہ اسے گھاس نہیں ڈالتی تھی۔اس کے لیے خزیمہ کی حیثیت وہی تھی جو کلاس کے باقی لڑکوں کی تھی۔پھر وہ ہی کیوں اس کے لیے پاگل ہوا جا رہا ہے؟ کبھی کبھی جھنجھلا جاتا مگر خود کو پابندِ سلاسل پاتا تھا۔

"چائے۔" شرماتی ہوئی بھابی نے اس کے سامنے ٹرے کی تو وہ چونکا۔اور شکریہ کہہ کر مگ تھام لیا۔ چھوٹے بھائی بھی بھابی کے سامنے شرافت کا پیکر بن کر بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ پکوڑا بھی ایک ایک ہی اٹھایا۔

"اب خزیمہ کے لیے اچھی سی لڑکی تم نے ڈھونڈنی ہے۔" امی نے بڑی بہو پر ذمے داری ڈالی تو حنظلہ رہ نہ سکا۔

"ہمارے لیے بھی۔" شرما کر نظریں جھکا کر جو اٹھائیں تو بس اٹھی رہ گئیں۔ سامنے ابو کھڑے تھے۔

"خزیمہ کے لیے لڑکی میں ڈھونڈ چکا ہوں۔" وہ اطمینان سے اعلان کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھے جب کہ خزیمہ کا سارا اطمینان غارت ہو گیا۔

ایک اور جنگ کا سامنا۔

پہلے ہی جس محاذ پر لڑ رہا تھا وہ کم اعصاب شکن تو نہ تھا۔ نور تو اسے اپنی سرحد کی طرف بڑھنے نہیں دیتی تھی۔ ہانیہ بھی تو آج کل لفٹ نہیں کروا رہی تھی۔ پہلے جب ڈھکے چھپے لفظوں میں اس نے نور کے لیے اپنے جذبات کا اظہار اس کے سامنے کیا تھا، وہ مسکرا دی تھی اور آج کل وہ اس کے سامنے نور کا ذکر بھی کرتا تو وہ یوں ظاہر کرتی جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں، اگر سنی ہے تو سمجھی نہیں۔

اب اسے لگتا تھا کہ کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا پڑے گا اور وہ بھی نور کے سامنے۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اسے ممنوعہ علاقے کی جانب قدم بڑھانے تھے، چاہے پھر سزاوار ہی ٹھہرتا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

سردی آئی، پھر شدید سردی۔ نورالحسن نے کوٹ پہنا، جیکٹ پہنی اور اپنا بونیز اکا سوئیٹر بھی۔ مگر وہ سفید سوئیٹر ابھی تک نہ پہنا تھا جس کا ایک ایک خانہ گُلانے نے دل کے ساتھ اٹھایا، جس کی ایک ایک سلائی میں اپنے جذبات پروئے۔

سردیاں یہاں ویسے بھی پردیس میں رہنے والے ماہی کی طرح آتی تھیں۔ چند دن منہ دکھایا پھر سال بھر کے لیے غائب۔ گُلانے منتظر ہی رہی کہ اس کے ہاتھ سے بنا سوئیٹر پہن کر باہر نکلے مگر وہ دن آ ہی نہیں رہا تھا۔ اس دن نورالحسن کے کسی دوست کا ولیمہ تھا۔ گُلانے نے الماری سے خود ہی وہ سوئیٹر نکال کر اسے پیش کیا۔

"آپ یہ پہن کر جائیں۔"

"اس ڈریس کے ساتھ یہ سوٹ نہیں کرتا گُلانے۔" اس نے سوئیٹر پر نظر ڈال کر نرمی سے کہا۔

"پہن لیں ناں۔ وائٹ اور بلیک تو سب کے ساتھ چل جاتا ہے۔" وہ بضد تھی۔

''یہ تو پرس اور جوتی کے معاملے میں عورتوں کی کفایت شعاری ہے۔''اس نے ہنس کر جواب دیا۔

اس نے ہمیشہ دیکھا تھا کہ امی جوتا اور پرس بلیک، برائون یا وائٹ لیتیں تھیں کہ یہ کلرز ہر رنگ کے جوڑے کے ساتھ چل جاتے ہیں۔ میچنگ کی عیاشی پہلے وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھیں اور اب عادت نہیں رہی تھی۔

''آپ پہن کر تو دیکھیں، اچھا لگے گا۔''اس نے کمزور سا اصرار کیا۔

''گُلانے! یہ میں پھر کسی دن پہن لوں گا۔''اس نے ٹالنا چاہا۔

''نہیں آج پہنیں۔''اس نے ایک بار پھر ضد کی۔

www.novelsclubb.com

''کیا بچوں والی باتیں کرتی ہو گُلانے۔ یہ سوئیٹر جس پر سرخ رنگ کا دل بنا رکھا ہے تم نے، یہ میں پہنوں گا؟ اپنا مذاق بنوانا ہے میں نے؟ حلقۂ احباب ہیں سب کا ماننا ہے

کہ نورالحسن جیسا ویل ڈریسڈ کوئی نہیں۔اور تم چاہتی ہو کہ یہ... یہ پہنوں میں۔"

اس نے سوئیٹر گُلانے کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"اتنی چیپ اور چھچھوری ڈریسنگ تو میں نے کبھی ٹین ایج میں نہیں کی، آج اس عمر میں اس مقام پر کروں گا۔"

اس کا لہجہ اونچا نہیں تھا مگر الفاظ بھاری تھے۔خاص کر گُلانے کے نازک دل کے لیے بہت بھاری تھے۔اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے۔وہ تیزی کے ساتھ کمرے سے نکل آئی۔حالانکہ کمرے میں آکر بہت روئی پھر بھی آنسو تھے کہ دن بھر بار بار امڈتے رہے۔اسی شام نورالحسن نے معذرت بھی کی تھی کہ وہ اسے ہرٹ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اس کے اصرار پر اس کے منہ سے ایسے کلمات نکل گئے۔اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اس کے جذبات کی قدر کرتا ہے۔

وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔اسے نورالحسن کی مار بھی قبول تھی یہ تو پھر چند جملے ہی تھے۔

اس دن اس نے محسوس کیا تھا کہ اندر سے وہ ابھی تک دیہاتیہے۔ماں نے تو اپنے چاہ بیٹی پر پورے بھی نہ کیے تھے کہ قبر میں جاسوئی۔ باپ پڑھا لکھا مگر سادہ سا بندہ، اپنی جیب کے مطابق بیٹی کو اچھا پہنانے کی کوشش کرتا مگر فیشن کے مطابق چلنے کا اسے بھی ڈھنگ نہ تھا۔ پھر پو جی کے ساتھ رہ کر اور گائوں رہ کر تو اسے بھول ہی گیا کہ پسند، انتخاب اور معیار کیا ہے۔ جو گل زمان سال میں دو سوٹ لا دیتا، پو جی اس پر کڑھائیاں کر کے، دیہاتی انداز میں سی کر اسے پہنا دیتیں۔ یہاں آئی تو امی بھی سادہ خاتون تھیں۔ پہلے تو سلائی کرتی تھیں پھر بھی فیشن کا کچھ پتا چلتا تھا۔اب وہ بھی نور الحسن نے سختی سے منع کر دیا۔ گُلانے کو کبھی بھی ایسا ماحول ملا ہی نہیں جہاں وہ بھی فیشن، ٹرینڈ، ان آئوٹ جیسی باتیں کر سکے۔ نور الحسن اور ولی کے پہناوے اسے بھاتے تھے مگر کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ اسے بھی اپنی پسند ناپسند، اپنی چوائس میں بہتری لانی چاہیے۔اس نے تو بہت محبت کے ساتھ سفید سوئیٹر بنا کر اس کے بائیں کندھے سے نیچے دل کے مقام پر سرخ رنگ کا دل کاڑھا تھا۔ وہاں پو جی کے گائوں

www.novelsclubb.com

میں اس نے گل خانم کو دیکھ تھا جس نے اپنے منگیتر کے لیے رومال پر دل کاڑھا تھا۔ اس کا منگیتر بہت خوش ہوا تھا اور ہر وقت وہ رومال اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اسے لگا تھا کہ نورالحسن بھی بہت خوش ہو گا مگر...

اس کا دل بہت دکھا تھا مگر ساتھ ساتھ یہ احساس بھی ہو گیا تھا کہ نورالحسن جیسے پڑھے لکھے، کامیاب مرد کے ساتھ چلنے کے لیے اسے اپنے آپ کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ اپنے آپ کو نورالحسن کے معیار تک لانا ہو گا۔ ایک ایسی گُلانے بننا ہو گا جسے نورالحسن اپنے ساتھ لے کر چلے تو جوڑی خراب نہ لگے۔ اس نے نورالحسن سے محبت کی ہے تو اس کے رنگ میں تو رنگنا ہو گا۔

نورالحسن نے اپنا شلوار قمیص نکالنے کے لیے الماری کھولی تو سامنے پڑے تہ شدہ سفید سوئیٹر پہ نظر پڑی۔ اس نے آہستہ سے اس پر ہاتھ پھیرا۔ اسے گُلانے کا روتا ہوا چہرہ یاد آیا تو اپنے کل کے رویے پر پشیمان ہوا۔

اس نے سوئیٹر کھول کر اپنی نگاہوں کے سامنے کیا۔

سفید سوئیٹر کے بائیں کندھے پہ سرخ رنگ کا دل... کتنے دل سے بنایا ہو گا اس نے ۔لیکن جب کل اس نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو بنا کچھ کہے کمرے سے چلی گئی۔اور پھر جانے کتنے آنسو بہائے ہوں گے کہ جب وہ گھر آیا تو اس کی روتی ہوئی سی صورت پر نظر پڑی۔وہ نادم ہوا تھا۔شادی میں بھی اس کا دھیان اس کی طرف ہی رہا تھا۔اس نے پہلی بار گُلانے کے ساتھ اس لہجے میں بات کی تھی۔شام میں جب اس کی سوجی ہوئی آنکھیں دیکھیں تو پشیمان ہوتا ہوا اس کے پاس چلا آیا۔اور اس سے معذرت کی۔وہ اس کی معذرت پر شرمندہ سی ہو گئی۔

''میں خفا نہیں ہوں۔''اس نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

''تو پھر رو کیوں رہی ہو؟''نور الحسن خود اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔

''نہیں... رو تو نہیں رہی۔''اس کے صاف مکرنے پہ وہ مسکرا دیا۔

''میں نے تمہیں اتنا کچھ کہا، تمہیں برا نہیں لگا۔''اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''میں آپ سے خفا ہو ہی نہیں سکتی۔''اس کے لہجے میں بیک وقت محبت، خلوص اور تعظیم چھلک رہی تھی۔

''کیوں؟''اس کے چہرے کی سرخی میں اضافہ ہوا۔اور وہ نظریں جھکائے کھڑی رہی۔

''کیوں؟''نورالحسن نے ذرا سا جھک کر دھیرے سے پھر پوچھا۔

''کیوں کہ...''جملہ ادھورا چھوڑ کر وہ اپنے دوپٹے کے پلو سے کھیلنے لگی تھی۔

''اب یہ مت کہنا... کیوں کہ آپ میرے مالک ہیں۔''اس نے سیدھا ہوتے ہوئے انگلی اٹھا کر وارننگ دی۔وہ ہنس دی تھی۔ بھیگی آنکھوں کے ساتھ ہنستا ہوا چہرہ۔نور الحسن بے خود سا ہو کر اسے دیکھتا چلا گیا۔گُلانے نے اس کا مبہوت ہونا محسوس کیا تو شرما کر وہاں سے جانے لگی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے بتایا نہیں کہ تم مجھ سے خفا کیوں نہیں ہو سکتیں؟" اس نے اسے گزرنے کا رستہ نہ دیا اور سوال دہرایا۔

"کیوں کہ... کیوں کہ آپ مجھے۔۔۔اچھے لگتے ہیں۔" نظریں جھکا کر ہچکچاتے ہوئے روح افزا اقرار کیا گیا تھا۔

سفید سوئیٹر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نور الحسن مسکرا دیا۔

وہ لکھاری نہ تھا۔

لکھاری ہوتا تو گُلانے پہ لکھتا۔

گُلانے جو وفا تھی، حیا تھی، محبت تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆☆...☆...☆

صحن میں اِدھر سے اُدھر چکر لگاتے نورالحسن نے ایک بار پھر گھڑی دیکھی اور تشویش محسوس کی۔

ولی ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔اور یہ کوئی آج کی بات نہیں تھی۔رات دیر سے گھر آنا اس کا معمول بنتا جارہا تھا۔امی نے ایک دو دفعہ شکایت بھی کی تھی اور وہ ولی کو ہلکی سی سرزنش کر کے بھول گیا تھا مگر جب ایک کولیگ نے دبے دبے لفظوں میں ولی کی صحبت کا ذکر کیا تو وہ متفکر ہوا۔اور آج جلد گھر آگیا تھا۔

کرسی پر بیٹھی گُلانے اپنی توجہ کتاب کی طرف مبذول کرنے کی پوری کوشش کرتی مگر نگاہیں تھیں کہ بار بار نورالحسن کی طرف اٹھتیں۔

اس شخص کے ہوتے ہوئے بھلا توجہ کہیں اور مرکوز کرنا ممکن کب تھا۔

جب ولی گھر آیا تو دروازہ نورالحسن نے کھولا۔ولی اسے دیکھ کر کچھ چوکنا سا ہوا۔نظریں جھکا کر سلام کیا اور آگے بڑھنے لگا۔

"کہاں سے آرہے ہو؟" سلام کا جواب دیتے ہوئے نورالحسن نے استفسار کیا۔ ولی نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"مارا گیا! دوستوں کے ساتھ تھا بھائی۔" بڑبڑا کر وہ نورالحسن کی طرف مڑا۔

"کون سے دوست؟" نورالحسن سنجیدگی کے ساتھ سوال کر رہا تھا۔

"وہی جو میرے ساتھ ہوتے ہیں۔" اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔

"کون تمہارے ساتھ ہوتا ہے؟" یہ بھائی آج فوجداری پر کیوں اتر آئے؟ اس نے سوچا اور بھائی کو نام بتائے۔

"فیضان، دانش اور مغیث۔"

www.novelsclubb.com

"فیضان تو چلو تمہارا بچپن کا دوست ہے، مجھے پسند بھی ہے۔ مگر یہ دانش اور مغیث مجھے پسند نہیں ولی۔" نورالحسن نے برملا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

"بھائی... وہ میرے یونی فرینڈز ہیں۔"

''جانتاہوں، مگر میں ان کے ساتھ تمہارا اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔''

''بھائی دوست ہیں۔''اس نے احتجاج کیا۔

''انسان کی کمپنی بہت معنی رکھتی ہے ولی۔اسکول، کالج میں مجھے تمہاری طرف سے کبھی فکر ہوئی تھی نہ ہی کبھی شکایت ملی تھی کیوں کہ تمہارے ساتھ اچھے دوست تھے۔''

''اب شکایت ملی ہے کیا؟''وہ چونکا تھا۔

''مجھے تمہاری فکر ہے ولی۔''اس کے سوال کا جواب دیے بغیر نورالحسن نے فکر مند انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

''بھائی بھی ناں! ایک امی کم ہیں کیا فکر کرنے کے لیے۔''وہ سر ہلاتا ہوا اندر آیا۔ گُلانے کتاب کھولے کرسی پر بیٹھی تھی۔اس وقت امی کی نیند ڈسٹرب ہونے کے خیال سے وہ باہر ہی بیٹھ کر پڑھا کرتی تھی۔

''تم نے شکایت لگائی میری بھائی سے ؟''وہ اونچی آواز میں بولتے بولتے دھیما پڑا کیوں کہ نورالحسن بھی دروازہ بند کر کے پیچھے آرہا تھا۔وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تو اس نے پھر سوال دہرایا۔

''میں کیوں لگائوں گی تمہاری شکایت۔وہ تو بس تمہارے آنے جانے کی روٹین کچھ دنوں سے پوچھ رہے تھے،وہ بتادی میں نے۔''اس نے سادگی کے ساتھ جواب دیا ۔

''یہ ناں...بھائی کے سامنے اپنے نمبر بنانے کے لیے میری رپورٹیں ذرا کم دیا کرو۔ ''کرسی پر بیٹھ کر جوگرز کے تسمے کھولتے ہوئے اس نے گھور کر گُلانے سے کہا۔

''ان کے سامنے مجھے نمبر بنانے کی ضرورت کیا،وہ تو ویسے ہی میرے گرویدہ ہیں۔ ''وہ اسے چڑانے کے لیے مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہوں! گرویدہ ہیں۔ میں نے بتادیا ناں بھائی کو کہ دن بھر، رات بھر جو فون بجتا رہتا ہے، وہ کس کے لیے آتا ہے تو پھر دیکھنا۔"

گُلانے اپنی جگہ ساکت ہوگئی۔ ولی نے پہلی بار اس لہجے اس سے بات کی تھی۔ ایک دوسرے کو چڑانے کا کام دونوں طرف سے جاری رہتا تھا مگر آج اس وقت وہ چڑا نہیں رہا تھا بلکہ اسے لگا کہ دھمکا رہا ہے۔

☆...☆...☆

"یار لوگوں کے پاس کتنا پیسا ہے۔" روحی رشک سے ان لوگوں کو دیکھتی تھی جو پندرہ بیس ہزار کا سوٹ یوں خریدتے جیسے پیسے سچ مچ درختوں پر اُگتے ہوں۔ اتنے پیسوں میں اس کے گھر کا مہینے بھر کا راشن آتا، چھوٹی دونوں بہنوں کے اسکول اور ٹیوشن کی فیس ادا کی جاتی۔ اسے اس تقسیم پر اکثر اللہ سے گلہ ہوتا جس نے کسی کے ہاتھ نوٹوں کی مشین دے دی تھی اور کسی کو روپے روپے کے لیے ترسا دیا تھا۔

مہینا بھر بس دماغ میں گنتی ہی چلتی رہتی، اتنے خرچ ہو گئے، اتنے بچ گئے، اتنے دن گزر گئے، اتنے دن ابھی رہتے ہیں۔

"میرے پاس اتنا پیسا ہوتا تو کپڑوں پر ضائع نہیں کرتی بلکہ غریبوں میں بانٹتی۔" شمسہ کے جذبے عروہ کو متاثر کرنے کے بجائے ہنسنے پر مجبور کرتے تھے۔

"تمہارے پاس اتنا پیسا ہوتا تو یہ سوچ ہی ذہن میں نہ آتی۔ پیسا بڑا فتنہ ہے۔ انسان کے دل و دماغ کو کنٹرول کر کے اپنے انداز میں چلاتا ہے شمسہ ڈیئر... ہماری ڈیزائنر کو دیکھو، کتنا کما لیتی ہے۔ اور ہمیں کیا پے کرتی ہے؟ بانٹنا تو الگ بات محنت کا صلہ پورا نہیں دیتی۔" عروہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واقعی یار... ایک آئوٹ لیٹ سے دن میں لاکھوں کما لیتی ہے اور ہماری سیلری بڑھانے کا نام نہیں لیتی۔" شمسہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"پیسا بہت کم کسی کو غنی کرتا ہے۔ یہ ہوس کا بیج ہے، پھلتا پھولتا ہے اور انسان کے اندر تناور درخت بن جاتا ہے۔ پھر جب تک انسان سانس لیتا ہے، اسی درخت کی آبیاری کرتا رہتا ہے۔ سنبل کمال بھی ان میں سے ایک ہے۔ اسے اپنے ایمپلائز کی ضرورتوں سے کچھ لینا دینا نہیں، اس کا بینک بیلنس بڑھ رہا ہے، یہی کافی ہے۔" عروہ دل گرفتہ لہجے میں کہہ رہی تھی۔ پچھلے دنوں سرفراز نے اپنی ماں کے علاج کے لیے مدد کی درخواست دی تھی مگر سنبل کمال نے اسے ایک طرف رکھ دیا تھا۔

"ایک کی مدد کی تو پھر تو میرا بزنس چیریٹی بن کر رہ جائے گا۔ ہر کوئی آجائے گا منہ اٹھا کر اپنے پرابلمز لیے۔"

اس دن سرفراز رو پڑا تھا۔ سارا اسٹاف افسردہ تھا۔ ان کے دل تو تنگ نہ تھے مگر جیب اتنی تنگ تھی کہ وہ چاہ کر بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی حیثیت ہی کیا تھی بھلا؟ نچلا عملہ کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ان مالکوں کے سامنے۔ کئی سوالات اس دن سے ان کے دماغ میں کلبلا رہے تھے مگر جواب دینے

کے اونچے لوگ پابند نہ تھے۔ان کو کیا پرواہ ہے۔ایک چھوڑ کر جائے گا تو دس اور آجائیں گے۔

"میرا تو دل چاہتا ہے، کسی دن یہ پیسے چرالوں۔ سنبل کمال کو کیا فرق پڑے گا مگر میں تو کچھ دن عیش کرلوں گی ناں۔" آئوٹ لیٹ میں موجود باقی افراد کے کانوں میں بھی یہ باتیں پڑ رہی تھیں۔وہ روحی کی بات سن کر ہنس دیے تھے۔سب کے دل میں سنبل کمال کے لیے دبا دبا سا غصہ تو تھا مگر اس وقت انہیں ہر گز گمان نہ تھا کہ اگلے ہفتے واقعی چوری ہو جائے گی۔

☆...☆...☆

انہیں بڑے ماموں کے بیٹے کے ولیمے پر جانا تھا اور نورالحسن تھا کہ ابھی تک پہنچا نہیں تھا۔امی خفا ہو رہی تھیں۔ایسی بھی کیا مصروفیت کہ بندہ خاص خاص مواقع پر بھی شمولیت نہ کر سکے۔ترقی کی راہ پر بھاگتے لوگ اکثر بہت سے قیمتی لمحات گنوا

دیتے ہیں۔امی نہیں چاہتی تھیں کہ نورالحسن بھی اپنی زندگی کے حسین لمحات کو نظرانداز کر کے آگے بڑھتا چلا جائے اور کل جب وہ منزل پر پہنچے تو فتح کی خوشی کے ساتھ ساتھ کچھ کھو دینے کا احساس بھی دامن گیر ہو۔

گُلانے آج بہت دل کے ساتھ تیار ہوئی اور بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کی ایک نگاہِ ستائش ہی خوش ہونے کے لیے کافی تھی اور اس رات تو نورالحسن نے جو اسے دیکھا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔

شیفون کے سیاہ لباس میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔بلیک ٹرا ئوزر شرٹ اور ڈیپ ریڈ دوپٹے کے ساتھ سیاہ ہیل والی جوتی اور نازک سی جیولری پہنے وہ بہت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔حسن کی کمی اس میں ویسے بھی نہ تھی مگر آج چال ڈھال میں راج کماری سی آن بان تھی،اعتماد تھا، تمکنت تھی۔دیہاتی گُلانے کی جھلک تک نظر نہ آ رہی تھی اس میں۔

یہ وہ گُلانے تھی جسے نورالحسن بڑے اعتماد کے ساتھ اپنے شانہ بہ شانہ لے کر چل سکتا تھا۔

گُلانے اس تبدیلی کا کریڈٹ ثانیہ بھابی کی چھوٹی بہن کو دیتی تھی۔ جسے وقت اور فیشن کے حساب سے پہننے اوڑھنے کا خوب سلیقہ تھا۔ تقریب میں موجود ہر بندے کی نگاہ بار بار گُلانے پر جا ٹھہرتی۔

''ہمیں پتا ہوتا، صبر کا پھل اتنا میٹھا ہوتا ہے تو شادی کے لیے اتنے اتاولے نہ ہوتے ۔''نورالحسن کے ایک کزن نے گُلانے پر نظر ڈالتے ہوئے ایک آہ بھری اور پھر اپنی جسم میں پھیلی ہوئی بیوی کی طرف دیکھا جو سب سے چھوٹے بچے کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

نورالحسن کو اچھا نہیں لگا تھا۔

"ہمیں دیکھو اتنے خوار ہو کر بری، برات اور ولیمے پر اتنا خرچا کر کے ملا کیا... یہ پھولن دیوی۔ نورالحسن تم قسمت والے ہو۔ گھر بیٹھے بیٹھے حور مل گئی۔ وہ بھی اس عمر میں۔" ماموں کے ایک بیٹے نے بھی حسرت بھری نگاہوں سے گُلانے کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا تھا۔

واپسی پر وہ کچھ چپ چپ سا تھا۔ وہ ویسے بھی کم ہی باتیں کرتا تھا مگر ان کی باتوں پر مسکراتا تو رہتا تھا۔ آج تو سنجیدہ بھی تھا اور جانے کس سوچ میں تھا۔ گُلانے کن انکھیوں سے اسے دیکھتی اور پھر امی یا ولی سے بات کرنے لگتی۔

گھر آ کر سیدھا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ولی نے گھر آتے ہی "چائے چائے" کا شور مچایا تو گُلانے کچن میں چلی گئی۔ اسے خود بھی چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ امی تو اس وقت چائے نہیں پیتی تھیں، ولی کو کپ تھما کر وہ نورالحسن کے لیے چائے لے کر اس کے کمرے میں چلی آئی۔ وہ کپڑے تبدیل کر کے بیڈ پر نیم دراز تھا، اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔ اس کی نظریں گُلانے پر جم سی گئیں۔

وہ بھی لباس تبدیل کر چکی تھی۔ سبز و سفید رنگ کی پرنٹڈ شرٹ کے ساتھ سفید ٹرائوزر میں وہ بہت سادہ لگ رہی تھی۔ سادگی کے اس عالم میں بھی وہ دل میں اتر رہی تھی۔

یوں اس طرح اپنی طرف دیکھتا پا کر گُلانے لال ہو گئی۔ آج شادی میں بھی اس نے اپنے آپ کو مسلسل اس کی نگاہوں کے حصار میں محسوس کیا تھا۔ وہ شاد ہو گئی تھی۔ اور پھر واپسی پر اس کی سنجیدگی کو محسوس کر کے فکر مند تھی۔ اب جو اسے اپنی طرف ستائشی نظروں سے دیکھتا پایا تو فکر کا احساس زائل ہوا۔

"گُلانے۔" اسے کپ تھما کر وہ پلٹنے لگی جب نور الحسن نے اسے پکارا تھا۔ اس کا دل تیزی کے ساتھ دھڑکا۔

www.novelsclubb.com

"گُلانے! میں بہت لبرل ہوں مگر پھر بھی پتا نہیں کیوں میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں کوئی اور نہ دیکھے، تمہارا نام تک کوئی اور نہ لے۔" گُلانے کے چہرے پر حیا نے رنگ بکھیرے۔

نورالحسن نے پہلی بار اس لہجے، اس استحقاق سے اس سے بات کی تھی۔

"نورالحسن کو جو اچھا نہ لگے۔، گُلانے وہ کیوں کر کرے۔" اس نے شرما کر کہا۔

نورالحسن بس اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

☆...☆...☆

"بریکنگ نیوز..." منیب نے خاصے خوشگوار موڈ میں قرۃ العین اور علینہ کو سسپنس میں ڈالا۔

www.novelsclubb.com

"ایڈووکیٹ نجم عظیم سدھر گیا، اس نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔" علینہ نے اندازہ لگایا۔

''ارے نہیں۔''منیب نے نفی میں سر ہلایا۔

''اچھا پھر مسٹر مغرور ہنستے ہوئے پائے گئے۔''علینہ کے نزدیک یہ بھی بڑی خبر ہی تھی۔

''نہیں۔''منیب نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

''اچھا پھر تم ہی بتادو۔''اس نے زچ ہو کر کہا۔

''ہنٹ دیتا ہوں... خبر مسٹر مغرور ہی کی ہے۔''منیب نے انہیں اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

''شادی کر رہے ہیں؟''علینہ کا اندازہ جان لیوا تھا۔قرۃ العین دہل کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

''نہیں... کس لڑکی کا دماغ خراب ہے کہ اس سے شادی کرے۔''دماغ خراب والی پاس ہی بیٹھی تھی۔یہ وہ بھی جانتا تھا مگر خود کو بہلانے میں کیا حرج تھا۔

"پھر...اب بتا بھی دو۔"علینہ جھنجھلائی۔اس سے سسپنس زیادہ دیر برداشت نہیں ہوتا تھا۔

"ٹرانسفر ہونے والا ہے موصوف کا؟"منیب نے جو دھماکا کیا،قرۃ العین کو لگا کہ اس کے پرخچے اڑ گئے۔

علینہ نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔وہ ان لوگوں کے ساتھ مزید بیٹھ نہ پائی تھی اور اس کے چیمبر کی طرف آئی مگر وہ تو دو کیسز کی سماعت میں مصروف تھا۔وہ بے چینی سے وہیں بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی۔جیسے ہی وہ چیمبر میں داخل ہوا،وہ بے تابی سے اس کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی پوسٹنگ ہورہی ہے؟"اس نے ایک نظر اس بے وقوف لڑکی پر ڈالی اور اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔اس کے پیچھے پیچھے ریڈر بھی فائل اٹھائے آیا تھا۔وہ

شرمندہ سی ہو کر بیٹھ گئی۔وہ ریڈر کو کچھ بتانے لگا تھا۔قرۃ العین کو اپنی بے تابی پر غصہ آنے لگا تھا۔کم سے کم دیکھ تو لیتی کہ کوئی پیچھے بھی آرہا ہے۔

ریڈر نے جاتے جاتے معنی خیز نظر اس پر ڈالی تھی۔

''اب بولیں مس غنی! آپ کیا پوچھ رہی تھیں؟''وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر سنجیدگی کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

ہر بندہ جو اس کے ساتھ بے تکلف تھا،اسے عینا بلاتا تھا۔باقی سب اسے قرۃ العین کہتے تھے۔اور یہ شخص ''مس غنی'' سے آگے ہی نہ بڑھتا تھا۔اک دیوار تھی جو وہ اپنے اور باقی سب کے بیچ رکھتا تھا۔اس کو جاننے والا ہر بندہ اپنی حد جانتا تھا مگر ایک اعتبار احمد تھے جو یہ دیوار گرا چکے تھے اور ایک وہ تھی جو اس دیوار کو گرانے میں بر سرِ پیکار تھی۔

''مجھے پتا چلا کہ آپ کاٹرانسفر ہو رہا ہے، کیا یہ خبر سچ ہے؟''اس نے ایک مرتبہ پھر بے تابی سے پوچھا۔

''سچ ہے۔''اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

''مگر کیوں؟''وہ بچوں والی حرکتیں اور بچوں والے سوال کر جاتی تھی۔وہ عادی ہو گیا تھا اس لیے نرمی کے ساتھ جواب دیا۔

''یہ سوال تو میں نے بھی سرکار سے نہیں کیا۔میں ایک جج ہوں، مجھے اپنی ڈیوٹیز پر فارم کرنی ہیں، میں یہاں رہوں یا کہیں اور چلا جائوں، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''وہ روایتی سپاٹ لہجے میں بول رہا تھا۔

''فرق پڑتا ہے، بہت فرق پڑتا ہے۔''قرۃ العین زیرِ لب بڑبڑائی۔

اس نے سامنے پڑی فائل اٹھاتے ہوئے اس کے بجھے چہرے کو ایک نظر دیکھا۔اسی وقت اعتبار احمد چیمبر میں داخل ہوئے تھے۔قرۃ العین وہاں سے اٹھنے لگی تو اس نے روک لیا۔

''مس غنی! پلیز بیٹھیں ابھی...مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔''وہ حیران پریشان سی واپس کرسی پر بیٹھ گئی اور اسے الجھی نظروں سے دیکھنے لگی۔

''میں اپنے ارد گرد نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے دو لوگ مخلص نظر آتے ہیں،جو میرے سامنے بیٹھے ہیں۔''قرۃ العین غنی کا دل سکڑ کر پھیلا۔

''چلو کہیں تو ہمارا بھی نام آیا۔''

''اس لیے میں آپ سے ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' قرۃ العین کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور چہرے پر سرخی سی آگئی جب کہ اعتبار احمد چونک گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کی نظر میں کوئی درمیانی عمر کی اچھی سلجھی ہوئی عورت ہے تو مجھے بتایئے گا۔ مجھے بیوہ یا مطلقہ کے ساتھ بھی کوئی ایشو نہیں اگر وہ وفادار ہے تو..."

قرۃ العین اگر کسی ایسی لڑکی کو جانتی بھی تھی تو اس وقت اس کی یادداشت کا خانہ بلینک ہو چکا تھا۔ اسے تو سامنے پڑی چیزوں کی بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ انہیں کیا کہتے ہیں اور یہ کس کام آتی ہیں ورنہ کم سے کم فروٹ کاٹنے والی چھری سے ہاتھ کی رگ تو کاٹی ہی جا سکتی تھی۔

اس نے اس بیوقوف لڑکی کا دھواں ہوتا چہرہ دیکھا اور سکون کی سانس لے کر کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔

کبھی کبھی خواب دیکھنے والے کو جگانا ضروری ہوتا ہے۔

☆...☆...☆

"گُلانے...او... گُلانے۔" ولی اس کو ڈھونڈتا ہوا می کے کمرے میں آیا۔

''تم یہاں بیٹھی ہو۔ چلو شاباش ایک جگ شربت بنا کر فریج میں رکھ دو، میرے دوست آرہے ہیں۔''اس نے جلدی جلدی گُلانے سے کہا۔

''کون سے دوست ہیں یہ تمہارے؟''امی نے گُلانے کے سر میں تیل لگاتے ہوئے گھور کر پوچھا۔

''چاند سے اتر کر کوئی نئی مخلوق تو نہیں آئی امی۔ وہی ہیں جو دوست ہیں۔''وہ چڑ گیا ۔امی نے نورالحسن کی سرزنش کے بعد سے کچھ زیادہ ہی پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔اب تو گھر سے باہر قدم نکالتے ہوئے بھی ان کے دس سوالوں کے جواب دینے پڑتے۔

''دوستوں کے کوئی نام بھی ہوتے ہیں۔''امی مرعوب ہوئے بغیر بولیں۔

''دوستی کا کوئی اور نام نہیں ہوتا یور میجسٹی...اور ذرا اس کو فارغ کریں،اس نے شربت بنانا ہے۔''اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

''شربت بنانا کون سا مشکل کام ہے، خود بنالو۔''امی نے تیل والی بوتل پر ڈھکن لگاتے ہوئے لختِ جگر کو گھورا۔

''ایک تو امی...یار آپ بھی عجیب ساس ہیں، بہو کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔''ولی اِس جواب پر بھنا کر رہ گیا۔

''ہی ہی...''گُلانے کو اُس کے اس انداز پر ہنسی آئی تھی۔

''چلو اٹھو...دانت مت نکالو۔شربت بنائو۔''ولی نے اسے اُٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔پھر تم مجھے فزکس کا ایک پرابلم حل کر کے دو گے۔''گُلانے نے سنہری بالوں کی چوٹی بناتے ہوئے شرط پیش کی۔

''تم بھائی سے کیوں نہیں پڑھتی ہو؟''اس نے ناک چڑا کر کہا۔

''ان کے پاس اتنا وقت کب ہوتا ہے؟''اس نے منہ بسورا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ویسے گُلانے...''

''مجھے بھابی کہا کرو۔''ایک دم سے نورالحسن کی کہی میٹھی سی باتیں یاد آئیں تو جلدی سے اٹھلا کر بولی۔ولی کو یہ فرمائش سن کر ہنسی آگئی۔

''اس میں ہنسی والی کیا بات ہے۔کیوں امی،اسے مجھے بھابی کہنا چاہیے ناں؟''اس نے ساس کی فیور چاہی۔

''بالکل کہنا چاہیے۔یہ بات میں اسے ایک نہیں دس بار سمجھا چکی ہوں۔''امی نے کوسنے دیتے ہوئے کہا۔

''ایک تو آپ خواتین بھی ناں... عجیب ہی ہوتی ہیں۔اب اپنے سے چھوٹی لڑکی کو بھابی کہوں کیا؟''ولی نے چڑ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

''اپنے سے چھوٹی لڑکی کو بھابی کہتے ہوئے منہ دُکھتا ہے کیا؟''امی نے پیار سے پوچھا۔گُلانے نے پھر ''ہی ہی ہی''کی۔

''چلو کہو بھابی۔''گُلانے سر پر تلوار لیے آکھڑی ہوئی۔

''اچھا...بھابی...شربت بنادیں پلیز۔''ولی نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''پھر کہو...بھابی۔''گُلانے اٹھلا کر بولی۔

''بھابی...بھابی جان...عزت مآب بھابی۔''ولی باقاعدہ تعظیم بجالایا تو امی اور وہ دونوں ہنس پڑیں۔

''اب آپ نے بھائی کو بھی کہنا ہے کہ وہ میری بیوی کو''بھابی''کہا کریں۔''ولی نے امی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں تو کہے گا ناں...وہ تمہاری طرح بد تہذیب تھوڑی ہے۔''امی نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

''شاباش...بات شروع کہیں سے بھی ہو، ختم ولی کی گستاخیوں، بد تمیزیوں اور بد تہذیبیوں پر ہوتی ہے۔''ولی ایک بار پھر اپنے دکھڑے لے کر بیٹھ گیا جب کہ گُلانے ہنستی ہوئی شربت بنانے کچن میں چلی گئی۔

☆...☆...☆

سارا اسٹاف مجرم بن کر کھڑا تھا۔ ثقلین کمال کی تفتیش جاری تھی۔ ہر ایک کا کہنا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔ پھر دو لاکھ بیس ہزار کی چوری کی کس نے تھی؟

باہر سے تو کسی نے آکر ڈاکا نہیں ڈالا تھا... پھر؟

"سرفراز! تم نے مالی مدد کے لیے درخواست دی تھی ناں۔ تمہیں پیسے چاہئیں تھے ناں اپنی والدہ کے علاج کے لیے؟" ثقلین کمال اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"ہاں... مگر اب مجھے امداد کی ضرورت نہیں رہی۔ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔" سرفراز کے جواب نے ایک لمحے کے لیے ثقلین کمال کو خاموش کروا دیا۔

www.novelsclubb.com

"ہوں... دکھ ہوا سن کر۔ کفن دفن، سوم چہلم کے بھی بڑے اخراجات ہوتے ہیں۔" ایک لمحہ خاموشی کے بعد اس نے اگلا سوال کیا۔

"ہوتے ہیں... مگر اس کے لیے میں نے چوری نہیں کی۔ میں اپنی ماں کا صحیح علاج تو کروا نہ سکا۔ اب ایصالِ ثواب پہنچانے کی کوشش کروں گا، ایصالِ گناہ نہیں۔" سرفراز اتنا کڑوا کبھی نہیں ہوتا تھا مگر آج کل ہو گیا تھا۔ ثقلین کمال ہنکارا بھرتے ہوئے پھر منیجر کے عین سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ چوری کس نے کی اور کس طرح کی۔ مجھے تم... تم جواب دہ ہو مسٹر سلیمان۔" ثقلین کمال آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔

"مگر سر..." اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔

"اگر مگر کیا... اماؤنٹ کس کے پاس ہوتی ہے؟ لاکر کی چابیاں کس کے پاس ہوتی ہیں؟ تمہارے پاس ناں۔ پھر ذمے دار کون ہوا، تم ناں؟"

"سر سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ لیں۔" روحی نے مشورہ دیا۔

عملے میں سے ایک فرد کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"چور پروفیشنل لگتا ہے...اس دن والی فوٹیج ہی ڈیلیٹ کر دی گئی ہے۔ جس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ یہ کام کسی لڑکے کا ہو سکتا ہے۔" ثقلین کمال نے پھر مشکوک نظروں سے سرفراز کی طرف دیکھا۔

منیجر کی نظریں بھی اس پر اٹھیں۔ دو لاکھ بیس ہزار سنبل کمال کے لیے تو اتنی بڑی امائونٹ نہ تھی مگر منیجر کے لیے بہت بڑی رقم تھی۔ اگر یہ رقم ریکور نہ ہوتی تو اس کی نوکری تو جاتی ہی، ساتھ ہی شاید جیل کی ہوا بھی کھانی پڑ جاتی۔ سنبل کمال یا ثقلین کمال پولیس کے حوالے نہ بھی کرتے تو اس پر اتنا بڑا الزام لگ جاتا کہ کہیں اور نوکری ملنا مشکل ہو جاتی۔

"ایک ہفتہ...ایک ہفتہ ہے آپ کے پاس۔ مجرم کا نام اور دو لاکھ بیس ہزار میرے سامنے ہونے چاہئیں۔ ورنہ..." جملہ ادھورا چھوڑ کر وہ چلا گیا تھا۔

"جس نے یہ کام کیا ہے، خود ہی میرے پاس آجائے ورنہ اس کا انجام بہت برا ہو گا۔" منیجر نے کھوکھلی بے جان سی دھمکیاں دے کر اسٹاف کو کام پر لگایا۔اس کو خوب احساس ہو رہا تھا کہ یہ عشق اسے مہنگا پڑنے والا ہے جس کے چکر میں وہ اکثر لنچ بریک میں غائب ہو جاتا تھا۔چوری کے دن بھی وہ اس وقت مہ جبیں سے ملنے گیا تھا۔

☆...☆...☆

آسمان ست رنگی پیراہن میں ملبوس تھا۔گُلانے کو اپنا دیس اپنے پہاڑ یاد آئے جہاں یہ موسم عجب رنگ لے کر آتا۔وہ ان دھنک رنگوں کو چھونے کی کوشش میں پہاڑ چڑھتی چلی جاتی مگر یہ رنگ اس کے ہاتھ نہ آتے۔ان چھوئے ہی سہی، فاصلے پہ ہی سہی اس کا عشق ان رنگوں سے کبھی کم نہ ہوا۔

پو جی اسے آوازیں دیتیں، ہاتھ سے اشارے کر کے بلاتیں۔ وہ دیوانی رنگوں کی قطاریں، آدھے ادھورے سے دائرے گنتی رہتی۔

موسم اس کو اداس کر گیا تھا۔ پو جی، پہاڑ، رنگ اسے سب بہت یاد آیا۔ آنکھیں بھر بھر آئیں۔ نورالحسن بھی تو آج کل بہت مصروف رہنے لگا تھا۔ اس کے دروازے پر ''ڈو ناٹ ڈسٹرب'' کا نوٹ نہیں لگا تھا مگر آنکھیں اور انداز یہی پیغام دیتے تھے۔ وہ اداس سی چھت پر جاتی یا سیڑھیوں میں بیٹھی رہتی۔ پڑھنے میں اس کا دل لگتا نہ ہی گھر کے کاموں میں۔ امی نے بھی اس کی خاموشی کو محسوس کیا، پوچھا تو ٹال دیا۔ ولی یونیورسٹی سے واپس آیا تو گھر میں کچھ چہکار ہوئی۔

''نورالحسن نے صبح سے کچھ نہیں کھایا، پکوڑے ہی بنالو۔'' ''جس موسم میں لوگوں کو محبوب کی یاد ستاتی ہے، اس موسم میں عزت مآب ولی کو صرف پکوڑے یاد آتے تھے۔ اور گُلانے کو اس کام کے لیے راضی کرنے کے لیے بس نورالحسن کا نام ہی کافی تھا۔

''ہاں ! اتنا پڑھتے ہیں اور کھانا پینا تو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔''اس نے اثبات میں سر ہلایا۔اسے اور امی کو آج کل نور الحسن کی فکر ہو رہی تھی۔جو آج کل سب بھولا ہوا تھا، یاد تھا تو پڑھنا، پڑھنا اور بس پڑھنا۔جس دن سے کمیشن انائونس ہوا تھا اس کی یہی حالت تھی۔

وہ پکوڑے بنانے لگی تو دل کچھ بہلا۔ولی پاس کھڑا چائے بنا رہا تھا۔اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ کڑاہی میں ہاتھ ڈال کر پکوڑا نکال لے۔

''ایک بات بتائوں گُلانے ؟...سوری بھابی...بھابی۔''اس نے جلدی سے اصلاح کی، مبادا بھابی کا موڈ خراب نہ ہو جائے اور وہ پکوڑوں سے محروم رہ جائے۔

''ہوں۔''گُلانے کڑاہی میں پکوڑے ڈالتے ہوئے بولی۔

''اب unknown numbers سے کالز نہیں آئیں گی۔''وہ سیدھا موضوع پر آیا تھا۔

"سچ۔" اس نے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے دل کی تسلی چاہی۔

ولی نے سر ہلایا تو اس نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ مہینے سے زیادہ ہوا، لینڈ لائن پر کوئی کال کر رہا تھا۔ کوئی اور اٹھاتا تو دوسری طرف خاموشی رہتی۔ جبکہ گُلانے کی آواز سنتے ہی ایک مردانہ آواز میں شعر سنائے جانے لگتے تھے۔ اس نے ولی کے کہنے پر فون اٹھانا چھوڑ دیا تھا۔ مگر کچھ دن بعد اس کے موبائل پر بھی انجان نمبروں سے کالز آنے لگی تھیں۔ اس کا موبائل نمبر تو چند ہی لوگوں کے پاس تھا پھر وہ پریشان تھی کہ اس کا نمبر اس رانگ کال والے کے پاس کیسے آیا۔ نورالحسن بہت مصروف تھا، ویسے بھی وہ اس وقت ایسا کوئی بھی ذکر کر کے اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے ولی سے شیئر کیا تھا۔ اس دن چڑ کر اس نے اسی حوالے سے گُلانے کو دھمکی بھی دی تھی مگر خود اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے ہوئے اس بندے کو گردن سے دبوچ لینے کا خواہش مند تھا جو اتنی جسارت دکھا رہا تھا۔ وہ سنجیدگی سے اس کام کے پیچھے لگا ہوا تھا اور اب دو دن سے کسی بھی انجان نمبر سے کوئی کال

نہیں آرہی تھی جس وجہ سے گُلانے سکون محسوس کررہی تھی۔اوراب جب ولی نے بتایا کہ اس نے مستقل حل نکال لیا ہے تو کسی حد تک پژمردگی بھی جاتی رہی۔

''ویسے تھا کون وہ گھٹیا شخص؟''اس نے پوچھا۔

''چھوڑو...بس اطمینان رکھو اب مہینا بھر بستر سے نہیں اُٹھے گا۔ویسے بھابی، تم پکوڑے بڑے مزے کے بناتی ہو۔مزہ آگیا۔''اس نے گرم گرم پکوڑا منہ میں ڈالتے ہوئے تعریف کی۔جواباً وہ مسکرادی تھی۔

#ناول_گلانے

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_5

"میں اپنی اور امی کی پلیٹ بنا رہا ہوں۔ بھائی کو تم دے کر آئو۔" ولی نے کپوں میں چائے اُنڈیلی، اپنے اور امی کے لیے پکوڑوں کی پلیٹ اور چائے کے کپ ٹرے میں رکھے اور کچن سے باہر نکل گیا۔

گُلانے مسکراتی ہوئی ٹرے اٹھائے نور الحسن کے کمرے میں آئی۔ اس کی پڑھائی کے دوران وہ اسے تنگ نہیں کرتی تھی۔ مگر آج تو صبح ناشتے کے بعد سے جو کمرے میں قید ہوا تو پھر نکلا ہی نہیں۔ دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ اسے اور امی کو اس کی بہت فکر ہو رہی تھی۔ مگر آج کل وہ کسی کی سن کب رہا تھا۔ اس کے حواسوں پر کمیشن چھایا ہوا تھا۔

وہ اپنے سامنے تین کتابیں کھولے ایک کتاب پر کوئی پوائنٹ ہائی لائٹ کر رہا تھا ۔اُسے دیکھ کر گُلانے کو لگا کہ یہ ایک شخص سامنے ہو تو اداسی کو بھگانے کے لیے کوئی جتن نہیں کرنا پڑتا۔

''چائے وہ بھی گرما گرم پکوڑوں کے ساتھ۔''اس نے ٹرے میز پر بالکل اس کے سامنے لا رکھی۔

''کیا گُلانے... کبھی کھانا، کبھی چائے، میں کوئی بچہ تھوڑی ہوں۔ جسے ٹھونس ٹھونس کر کھلاتی ہو۔''نورالحسن نے ٹرے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''ولی کا دل چاہ رہا تھا۔''اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''ولی کا دل چاہ رہا تھا تو اسے کھلائو۔''اب اس کی پوری توجہ کتاب کی جانب تھی۔

''میرا بھی دل چاہ رہا تھا آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کو۔''گُلانے نے دل کی بات کہی۔

www.novelsclubb.com

''ساری عمر ساتھ ہی گزارنی ہے گُلانے۔ ابھی پلیز مجھے پڑھنے دو۔''نورالحسن کے لیے اس وقت کمیشن سے زیادہ کچھ اہم نہیں تھا۔

گُلانے نے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا،اس کی بے مروتی کو محسوس کیا،اس لمحے اسے وہ دھنک کے ان رنگوں کی مانند لگا جو ہمیشہ اس سے فاصلے پر رہتے تھے۔ جنہیں وہ آج تک چھو نہ پائی تھی اُس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"آپ سے اچھا تو ولی ہے، مجھے وقت تو دیتا ہے۔" گلوگیر انداز میں گلہ کرتی ہوئی وہ اپنا کپ اٹھائے بغیر ٹرے رکھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔نورالحسن کی نگاہوں نے اس کا پیچھا کیا۔وہ ناراض ہو کر جا رہی تھی مگر اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ اسے منا سکے۔

اپنے خواب کی تعبیر پانے کے لیے اسے بہت محنت کی ضرورت تھی ہر چند کہ کچھ لوگ یہ کہہ کر مایوس کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے۔

"لیے دیے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔"

"محنت سے زیادہ بڑی سفارش ضروری ہے۔"

اس کے پاس سفارش تھی نا رشوت دینے کو حرام کی کمائی وہ جی جان سے محنت کر رہا تھا اسے یقین تھا کہ اللہ کی رضا ہوئی تو ہر حال میں اس کے خواب کو تعبیر ملے گی۔

☆...☆...☆

سب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

ثقلین کمال نے بے یقینی سے سر ہلایا، جانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا کہ سامنے کھڑا لڑکا جھوٹ بول رہا ہے۔ نہ صرف اسے بلکہ سب کو یہی محسوس ہو رہا تھا اور چور کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ منہ کہاں چھپائے۔

"کس کے کہنے پر کر رہے ہو ایسا؟" ثقلین اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کسی کے کہنے پر بھی نہیں، میں سچ بول رہا ہوں، پیسے میں نے چرائے ہیں۔" وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

"کیسے؟ تمہارے پاس لاکر کی چابی کیسے آئی؟" ثقلین کمال غصے سے لال ہو رہا تھا۔

"جب منیجر صاحب موجود نہیں ہوتے تو اماؤنٹ ریسیو میں ہی کرتا ہوں اور ان وائس میں ہی نکالتا ہوں۔" وہ بدستور سر جھکائے کھڑا تھا۔

یہ تو حقیت تھی کہ منیجر کی غیر موجودگی میں وہی اس کے کام دیکھتا تھا۔اس کے باوجود بھی کسی اور کو تو کیا منیجر کو بھی اس پر ایک لمحے کے لیے شک نہیں گزرا تھا ۔وہ وہاں دو سال سے کام کر رہا تھا اور منیجر کے علاوہ ثقلین کمال کو بھی عملے میں اس سے زیادہ اور کوئی نظر نہیں آتا تھا اور ایمان داری کا ٹھپہ تو اس کی چوڑی پیشانی پر لگا دکھائی دیتا تھا۔

"کس کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو؟" ثقلین کمال نے برہمی سے پوچھا۔

اس سوال پر عملے میں سے ایک فرد نے پہلو بدلا۔جب کہ وہ سر جھکائے کھڑا رہا۔

"ٹھیک ہے مان لیا کہ چوری تم نے کی ہے تو کہاں ہیں پیسے؟" ثقلین کمال نے اگلا سوال کیا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"کل پیسے لے آنا۔ میں بھول جاؤں گا کہ یہاں چوری بھی ہوئی تھی۔" ثقلین کمال نے کمال مہربانی دکھائی۔

"پیسے نہیں ہیں۔" اس نے سر اٹھا کر کہا۔

"کیا؟ کہاں گئے پیسے؟" ثقلین کمال کو پہلے ہی یقین تھا کہ جواب کیا ہو گا۔

"خرچ ہو گئے۔"

"ہوں... خرچ ہو گئے۔ اب کیا چاہتے ہو تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں یا رقم واپس کرو گے۔" ثقلین کمال نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"رقم واپس کر دوں گا۔"

"کب؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔

"آپ میری سیلری سے کاٹ لیجیے گا۔" ثقلین کمال کچھ دیر اس کا منہ دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔

"تمہاری سیلری... تمہیں لگتا ہے کہ اب تم یہاں قدم بھی رکھ پاؤ گے؟ ایک ہفتے کے اندر اندر یہ رقم میرے حوالے کرو ورنہ میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔" ثقلین کمال صرف دھمکی نہیں دے رہا تھا، وہ واقعی ایسا کر گزرتا۔ ولید کو محسوس ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو بڑی مصیبت میں ڈال لیا ہے۔

☆...☆...☆

گُلانے نورالحسن سے خفا تھی اور اپنے طور پر اظہار بھی کر رہی تھی۔ اس نے دو دن سے ان سے بات نہیں کی تھی، بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ پڑھائی اور امتحان کے چکر میں بندہ دوسرے کو فراموش کر دے۔ وہ خوش ہے یا اداس، یہ بھی جاننے کی

کوشش نہ کرے۔ کیا تھا اگر کچھ دیر اپنے آگے پڑی کتاب بند کر کے اس کے ساتھ چند پکوڑے کھالیتا، چائے کا ایک کپ پی لیتا، کچھ گھڑیاں اس کے نام کر دیتا۔

اس شام وہ اپنے اور امی کے کپڑے استری کر رہی تھی جب نورالحسن نے اس سے امی کے بارے میں پوچھا تھا۔

''پتا نہیں۔'' اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتا ہوا مسکرایا اور ولی کو مخاطب کیا جس کی کتابوں کو آج اس کا دستِ شفقت حاصل ہوا تھا۔

''امی کہاں ہیں ولی؟''

www.novelsclubb.com

''پڑوس میں گئی ہیں۔ پتا نہیں کسی کا پوتا دوتا (نواسا) ہوا ہے۔ انہیں مبارک باد دینے۔'' اس نے کتاب سے نظر ہٹائے بغیر جواب دیا۔ لگ رہا تھا کہ آج ہی سال بھر کا نصاب پڑھ ڈالے گا۔

''اچھا۔''نورالحسن وہیں برآمدے میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے لگا تھا۔خبریں سنتے ہوئے وہ گُلانے پہ نگاہ ڈالتا اور پھر مسکرا کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو جاتا۔

''آخکاری چے رورد رسرہ منہ اَشوا(لگتا ہے بھائی کو تم سے محبت ہو گئی ہے...)''

پڑھائی میں مصروف ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے کچھ اور نظر نہیں آرہا تھا۔ کتاب رکھ کر وہ گُلانے کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔

کسی سے خفا ہو کر انجان بنا جا سکتا تھا مگر چہرے پر رنگوں کو بکھرنے سے کیسے روکا جا سکتا تھا۔نورالحسن نے بھی یہ منظر دیکھا تھا۔

''پہ تاالہام شوے دے؟(تمہیں الہام ہوا؟)''اس نے ولی کو گھورا۔

''رشتیہ درتہ وائم،دئی تاتہ ذیات ائوٹی وی لگ گوری۔(سچ کہہ رہا ہوں۔ٹی وی کم، تمہیں زیادہ دیکھ رہے ہیں۔)''ولی نے اس کے کان میں پھر سرگوشی کی۔

گُلانے کی مترنم ہنسی سے برآمدے میں سُر و ساز بکھر گئے تھے۔نورالحسن نے جو اس بار نگاہ اٹھائی تو ہٹانے کے لیے بہت مشقت کرنی پڑی۔

"چائے ملے گی؟"اس نے ریموٹ سے ٹی وی بند کرتے ہوئے اسے پکارا۔

"پینے کے لیے وقت ہے آپ کے پاس؟"یہ وہ گُلانے نہ تھی جو اسے مالک سمجھ کر اس کے منہ سے نکلی ہر بات پر "جی جی" کرتی تھی۔یہ نورالحسن کی ہونے والی بیوی تھی جو کبھی کبھی حق جتانا جانتی تھی۔

وہ ہنس دیا تھا۔ولی بھی مسکراتے ہوئے پھر پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔اس کا کل اردو، فزکس اور انگلش کا ٹیسٹ تھا۔اچھی شامت آئی تھی اس کی۔

www.novelsclubb.com

"سنو۔"

ولید ڈیوٹی آف ہونے کے بعد مال سے باہر آرہا تھا جب عروہ ابو بکر اس کے پیچھے پیچھے آئی۔وہ رک گیا تھا مگر اس نے مڑ کر اسے دیکھا نہیں تھا۔

''میں جانتی ہوں، چوری تم نے نہیں کی۔'' وہ بلا تمہید بولی تھی۔

''میں جانتا ہوں، چوری کس نے کی۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

عروہ نظریں چرا گئی۔

''وکیل کی فیس اور اسپتال کے بقایا جات ادا کر دیے؟'' اب وہ اس کی طرف مڑ کر پوچھ رہا تھا۔ عروہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

''تم جانتے تھے چوری میں نے کی، پھر بھی میرا نام کیوں نہیں بتایا؟'' اس نے کمزور سے لہجے میں پوچھا۔

''عروہ ابو بکر! میں تم سے بڑا چور ہوں، خائن ہوں میں۔'' وہ سنجیدہ رہتا تھا مگر اس وقت حد درجہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''جب کوئی شخص اپنا گناہ چھپاتا ہے، اپنے منہ پر کالک لگنے سے ڈرتا ہے تو اس کا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ کسی اور کے جرم کی تشہیر کرتا پھرے۔''

''ٹھیک ہے نہ بتاتے میرا جرم، مگر اپنے نام بھی تو نہ لگاتے وہ چوری جو تم نے کی ہی نہیں۔''عروہ نے ایک ناکام تجویز دیتے ہوئے کہا۔

''اگر اپنا نام نہ لگاتا تو یہ چوری اس شخص کو بھگتنی پڑتی جو اپنے گھر کا واحد کفیل ہے ۔''ولید اس وقت بلا کا سنجیدہ لگ رہا تھا۔

عروہ ابو بکر اسے دیکھتی رہ گئی۔اسے لگتا تھا کہ وہ اس کی پرواہ کرتا ہے مگر وہ تو سب کی پرواہ کرتا تھا۔اس نے سرفراز کو اپنی آدھی تنخواہ دے دی تھی۔اس نے اس منیجر کے لیے الزام اپنے سر لے لیا جو تین بچوں کا باپ ہو کر کسی دوسری عورت سے عشق لڑا رہا تھا۔

''تم بہت اچھے ہو ولید''وہ یہ کہے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

ولید کو لگا جیسے سامنے کھڑی لڑکی نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا ہو۔اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

☆...☆...☆

نورالحسن کئی بار ولی کو گھر دیر سے آنے پہر سرزنش کر چکا تھا، مگر اب وہ بڑا ہو گیا تھا۔اس کی ہدایات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا۔اس کا خیال تھا کہ بھائی بھی امی کی طرح نصیحتیں کرنے لگے ہیں۔اس عمر میں نصیحتیں بری لگتی ہیں ۔اسے بھی لگتی تھیں اور آج جب نورالحسن نے اسے گُلانے کے سامنے ڈانٹ دیا تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''میں کوئی بچہ نہیں ہوں جس کی انگلی پکڑ کر آپ چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔'' وہ پہلی بار نورالحسن کے سامنے اس طرح چلایا تھا۔نورالحسن اُسے بے یقینی سے دیکھتا رہ گیا۔

''ولی!'' گُلانے کو بہت برا لگا تھا اس کا یوں بڑے بھائی کے سامنے چلانا۔

''تم آپا بننے کی کوشش نہ کرو۔''اس نے ہاتھ اٹھا کر گُلانے کو بھی مزید بولنے سے روکا۔اور ساکت کھڑے بھائی کی طرف دیکھا۔

''بھائی!اب میں اپنا برا بھلا سمجھ سکتا ہوں۔مجھے بھی اپنے فیصلے کرنے دیں۔مجھے کس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہے،کس کے ساتھ دوستی کرنی ہے اور کس کے ساتھ نہیں کرنی۔میں بھی سمجھ سکتا ہوں۔اب میں ساری عمر آپ کی انگلی پکڑ کر تو نہیں چل سکتا نا۔''وہ بدتمیزی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

گُلانے نے نورالحسن کو دیکھا جس کا چہرا تاریک ہو رہا تھا۔وہ بھی خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں آتے ہی کرسی پر بیٹھ کر اُس نے اپنے سامنے پڑی کتاب کھول لی،مگر جانے کیا ہوا کہ پھر اسے بند کر کے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند لیں

۔گُلانے دھیرے سے کمرے میں داخل ہوئی۔وہ خود کو اس کے پیچھے آنے سے روک نہیں پائی تھی۔اس نے نورالحسن کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

نورالحسن نے آنکھیں کھول دیں،ان آنکھوں کی سرخی اور نمی دیکھ کر گُلانے تڑپ اٹھی۔

"گُلانے!ولی میری جان ہے،اللہ،اس کے رسول ﷺ اور امی کے بعد وہ مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔میں نے اس کے لیے بہت خواب دیکھے ہیں۔مجھے ڈر ہے کہ غلط دوستوں کی صحبت اسے نقصان نہ پہنچادے۔اس عمر میں صحیح اور غلط کی پہچان ہر کسی کو نہیں ہوتی۔وہ بہک سکتا ہے۔"

ولی جس نے ابھی ابھی اس کے ساتھ بدتمیزی کی تھی،اسے اس کی بدتمیزی پر غصہ نہیں تھا،اسے اس کی فکر تھی۔وہ باپ نہ تھا مگر باپ کی طرح ہی پریشان تھا۔

گُلانے کے دل میں اس شخص کی محبت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

☆...☆...☆

"نور۔" وہ ہاسٹل گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جب خزیمہ اس کے سامنے آیا، وہ ایک جھٹکے سے رکی۔

"میں بہت دیر سے آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔" اس کے سامنے آکر اس نے بے ساختہ کہا۔

"کیوں؟" نقاب سے جھانکتی آنکھیں ہی کافی تھی یہ سمجھانے کو کہ انتظار فضول ہے، مگر دل کو ایسے اشارے سمجھ نہیں آتے۔

"مجھے آپ... آپ سے کچھ کہنا تھا۔" خزیمہ دائود کو جاننے والے اس کے کمال کے اعتماد کی مثال دیتے تھے، مگر اس لڑکی کے سامنے اس کا سارا اعتماد دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہونے لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

''جو کہنا ہے، ڈیپارٹمنٹ میں کہیے گا۔'' وہ قدم آگے بڑھانے لگی' مگر خزیمہ جلدی سے پھر اس کے سامنے آگیا۔ یہ موقع وہ ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''نور پلیز!'' اتنے دن کے انتظار کے بعد تو یہ موقع ملا تھا۔ ہانیہ نے صاف منع کر دیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ ان دنوں وہ گھر گئی ہوئی تھی تو خزیمہ کو لگا کہ یہی موقع ہے حالِ دل بیان کرنے کا۔

''خزیمہ دائود! آپ اپنا اور میرا تماشا بنا رہے ہیں۔'' ہاسٹل گیٹ پر موجود اسٹاف اور آتی جاتی لڑکیوں کی نظریں اپنے اوپر پا کر اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''نہیں... میں ایسا نہیں چاہتا، صرف آپ سے کچھ دیر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز!'' اس نے سامنے والے لان کی طرف اشارہ کیا۔

''میرا خیال ہے مجھے آپ کی بات سن ہی لینی چاہیے تاکہ یہ قصہ تو تمام ہو۔'' وہ یہ کہتے ہوئے لان کی طرف آئی اور ایک بنچ پر بیٹھ گئی۔

وہ قصہ تمام نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ قصہ شروع کرنا چاہتا تھا اس لیے اسے سوچنا پڑا کہ بات کس طرح شروع کرے۔

"نور! ہم فائنل ائیر میں آ گئے ہیں۔" یہ بات نور بھی جانتی تھی مگر تمہید باندھنا بھی تو ضروری تھا۔

"نور! مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب میں نے پہلی بار آپ کی آواز سنی، یقین کریں ..."

"کام کی بات کریں خزیمہ دائود۔" نور نے تیز آواز میں کہا۔

"نور! آپ نے مجھے ہر ادیانہ صرف پڑھائی کے میدان میں بلکہ... بلکہ... نور! مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔ میں آپ سے... آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں ۔" خزیمہ نے ڈرتے ڈرتے، دھڑکتے دل کے ساتھ حالِ دل بیان کر دیا تھا۔

''کہہ دیا آپ نے۔جو کہنا چاہتے تھے؟''نور نے کچھ دیر اس کے مزید بولنے کا انتظار کیا پھر گویا ہوئی:

''اب میری بات غور سے سنیں اور یاد رکھیں خزیمہ دائود...میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔''

''کیوں؟''اتنے صاف صاف جواب کی امید اسے ہر گز نہ تھی۔

''میں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا۔اب پلیز ذرا میچورٹی کا ثبوت دیں اور آئندہ ایسی بات ہر گز نہ کیجیے گا۔''

''نہیں آپ نے میرے تمام سوالوں کا جواب نہیں دیا۔''خزیمہ اسے ایسے جانے نہیں دے سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"گو کہ میں پابند نہیں آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے، پھر بھی آپ پوچھیں، کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔" صاف ظاہر تھا کہ وہ واقعی قصہ تمام کرنا چاہتی تھی۔

"آپ مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟" اسے امید تھی کہ وہ اسے منا لے گا، اس کے ہر عذر کو ختم کر دے گا۔

"کیوں کہ میں انگیجڈ ہوں۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر ہر لفظ ادا کیا تاکہ خزیمہ دائود کو صحیح طرح سے سمجھ آ جائے۔ وہ سکتے میں آیا تھا۔

"آپ... آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔" وہ چلایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آپ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟" وہ پر اعتماد لہجے میں بولی۔

"آپ ایسا... ایسا اس لیے کہہ رہی ہیں تاکہ میں آپ کا پیچھا چھوڑ دوں۔" خزیمہ ابھی تک سکتے کے عالم میں تھا۔

"آپ ایک سمجھ دار انسان ہیں تو آپ کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔"

خزیمہ دائود اگر سمجھ دار تھا بھی تو اس معاملے میں ہرگز نہیں۔ وہ نفی میں سر ہلاتا چلا گیا۔

☆...☆...☆

"گُلانے...اوہ...سوری بھابی۔" صبح وہ ناشتا بنا رہی تھی جب ولی کچن کے دروازے میں آ کھڑا ہوا۔ گُلانے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سر جھکائے آملیٹ کے لیے ہری پیاز کاٹتی رہی۔ اسے ولی پر غصہ تھا جس نے کل نورالحسن کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔ نورالحسن کا دھواں دھواں ہوتا چہرہ رات بھر اس کی نگاہ سے گیا نہ تھا۔

"موڈ کیسا ہے صاحب کا؟" وہ دروازے سے ہٹ کر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"تمہیں ان سے بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔

ولی نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ شرمندہ سا کھڑا تھا۔

''چلو چل کر ان سے معافی مانگو۔''اس کا دل اسے دیکھتے ہی پسیج گیا تھا۔

''تم سفارش کر دو ناں میری۔''وہ واقعی شرمندہ تھا۔

''تم معافی مانگ لو گے تو شان میں کمی نہیں آجائے گی۔''اس نے اب بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم میری طرف سے معافی مانگ لو گی تو تمہاری شان میں کمی نہیں آجائے گی۔'' اس میں بھائی کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ تھا وہ رات بھر سو نہیں پایا تھا،اس نے اپنے اس بھائی کے سامنے زبان درازی کی جس نے کبھی اسے باپ کی کمی محسوس نہ ہونے دی،جو خود سے زیادہ اس کی فکر کرتا تھا۔

''غلطی تمہاری ہے۔معافی بھی تمہیں مانگنی چاہیے۔''ابھی ان دونوں کے درمیان فیصلہ ہو ہی رہا تھا کہ نور الحسن کچن میں پانی پینے کے لیے داخل ہوا،گُلانے اور ولی دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''بولو!''گُلانے نے آنکھ اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔وہ کچھ دیر الفاظ ہی ڈھونڈتا رہا پھر نظریں جھکائے بھائی کے قریب آیا۔

''بھائی...''اس نے ذہن میں جو جملہ ترتیب دیا وہ کافور ہو چکا تھا،نورالحسن نے بوتل واپس فریج میں رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

''بولو ولی...کچھ کہنا ہے؟''اس نے بالکل نارمل لہجے میں پوچھا جیسے رات کچھ ہوا ہی نہیں تھا،ولی کو مزید شرمندگی نے آگھیرا۔

''بھائی...بھائی...سوری بھائی۔''ولی نے بھیگے ہوئے لہجے میں معافی مانگی تو نورالحسن مسکرا دیا۔وہ اپنے عزیز از جان بھائی سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا تھا۔اس نے ولی کا گال تھپتھپایا۔

www.novelsclubb.com

''بھائی...آئی لو یو بھائی۔''وہ بے اختیار ان کے سینے سے جا لگا۔نورالحسن نے اس کے سر کو چوم لیا۔

☆...☆...☆نورالحسن کامیابی کی سیڑھی کا ایک بڑا زینہ چڑھ گیا۔اس نے تحریری ٹیسٹ پاس کر لیا تھا،آج وہ بہت خوش تھا۔اس کا خواب تعبیر پانے جا رہا تھا جس کام کے لیے اس نے دن رات محنت کی تھی۔امی کی ڈانٹ بھی کھائی تھی،گُلانے کی خفگی بھی دیکھی تھی،وہ جی جان سے انٹرویو کی تیاری کر رہا تھا۔بس چند دن کی محنت اور اس کے بعد پھل کھانے کا وقت تھا۔امی،ولی اور گُلانے کو اب وہ بہتر زندگی دے سکتا تھا۔پہلے اس کا ہر خواب امی اور ولی کے لیے ہوتا تھا'لیکن اب گُلانے بھی اس کے خوابوں کی دنیا میں شامل ہو گئی تھی۔

اس دن گُلانے کی خوشی بھی دیدنی تھی۔ولی نے گُلانے سے اس خوشی میں فرنی بنوائی،وہ ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ نورالحسن کے ہوتے ہوئے گُلانے کی کوئی اور کمزوری ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔اس کام کے لیے نورالحسن ہی کافی تھا۔

''اب آپ نے مجھے کیمسٹری پڑھانی ہے، آپ کے کوئی مصروفیات والے بہانے میں نے اب نہیں سننے۔'' گُلانے اب کبھی کبھار اپنا حق جتانے لگی تھی۔

''میں تمہیں پڑھائوں گا گُلانے مگر ابھی تو مجھے انٹرویو کی تیاری کرنی ہے۔'' اس نے مُسکرا کر جواب دیا۔

''آپ پھر مصروف ہو جائیں گے۔'' وہ مایوس سی ہوئی۔

''بس چند دنوں کی بات ہے۔ پتا نہیں انٹرویو کے لیے کب کال کرتے ہیں۔ تم جب تک ولی سے ہی پڑھ لو۔'' اس نے چائے کا کپ منہ سے لگائے ہوئے کہا۔

''وہ اب صحیح نہیں پڑھاتا، اپنے موبائل میں لگا رہتا ہے۔'' وہ بے دھیانی میں کہہ رہی تھی۔ نورالحسن کی پیشانی پہ بل پڑے۔ جب سے ولی یونیورسٹی جانے لگا اور اس کے نئے دوست بنے تھے، اس کی طرف سے کئی شکایات موصول ہو چکی تھیں۔

وہ کلاسز اٹینڈ نہیں کرتا تھا۔ایک پروفیسر کے ساتھ اس نے بدتمیزی کی تھی۔اور ان کے گروپ نے ایک لڑکی کو چھیڑا بھی تھا جس کی بات ڈیپارٹمنٹ کے ڈین تک گئی۔ولی کو لگتا تھا کہ نورالحسن بے خبر ہے مگر ایسا ہرگز نہیں تھا۔

''آپ کا انٹرویو ہو جائے تو آپ نے پورا ایک دن ہمارے ساتھ گزارنا ہے۔''

گُلانے کی فرمائش پر وہ غائب دماغی کی کیفیت سے نکلا۔

''پورا ایک ہفتہ گزاروں گا۔''اس نے اس کی سنہری چوٹی کو تکتے ہوئے وعدہ کیا۔

''سچ؟''وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔

''سچ!''نورالحسن نے اس کی ننھی سی ناک پکڑ کر دبائی۔وہ سرخ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

نورالحسن کو اپنے نام سے،اپنے ذکر سے،اپنے جملوں سے اس کے چہرے پہ رنگوں کی یہ کن من اچھی لگتی تھی،وہ مبہوت سا رہ جاتا۔اس وقت بھی جب تک وہ شرما

کر کمرے سے نکل نہ گئی، وہ اسی کیفیت میں رہا اور مسکراتا تو وہ جانے کتنی دیر تک رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

ایک غلطی انسان کو در بدر کر دیتی ہے، وہ بھی خوار ہو رہا تھا۔ کبھی کہیں کبھی کہیں، ایک ٹھکانہ تو جیسے قسمت میں رہ ہی نہیں گیا تھا۔ وہ دو ہفتوں سے ملازمت کے لیے ہاتھ پائوں مار رہا تھا مگر مسلسل ناکامی کا منہ دیکھ رہا تھا۔ ثقلین کمال نے پھر کمال کی مہربانی کی تھی، اسے چھے مہینے دے دیے تھے وہ رقم لوٹانے کے لیے اور اس کا شناختی کارڈ اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ چھے مہینے میں دو لاکھ بیس ہزار لوٹانے کے لیے بھی اچھی نوکری ضروری تھی۔

www.novelsclubb.com

اس دن وہ ایک فیکٹری میں انٹرویو دے کر آیا تھا اور مایوس سا بیٹھا تھا۔ یہاں نوکری مل بھی جاتی تو تنخواہ اتنی تھی کہ اپنے ذاتی اخراجات کم سے کم کرتا پھر بھی

چھے ماہ میں رقم نہ لوٹا سکتا تھا، وہ مایوسی کے اسی عالم میں تھا جب اس کے موبائل پر کسی انجان نمبر سے کال آئی۔ اس نے جاب کے لیے کئی جگہ اپلائی کیا ہوا تھا، اس لیے پرامید ہوتے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

"ثریا مقصود۔"

یہ نام سن کر وہ دھک سا رہ گیا۔

"مجھے پتا چلا کہ تم نوکری سے نکالے جا چکے ہو۔" اس کی آواز سے اس کا تجسس صاف جھلک رہا تھا۔

"آپ... آپ نے میرا نمبر کہاں سے لیا؟" وہ حیرانی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"منیجر سے۔" وہ مٹھیاں اور ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"میرے پاس تمہارے لیے ملازمت ہے، اچھی تنخواہ، اچھی گاڑی، اچھی رہائش سب ملے گا۔"

''کیا کرنا ہو گا مجھے ؟''اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سنجیدگی سے دریافت کیا۔

''مجھ سے ملو، باقی باتیں روبرو۔''یہ جملہ ادا کرتے ہوئے ثریا مقصود کے لہجے میں عجیب سی شوخی تھی۔

وہ اسی شام ثریا مقصود سے ملنے گیا تھا۔گاڑی اسی نے بھیجی تھی۔ڈرائیور نے اسے شہر کے مہنگے ترین گیسٹ ہائوس میں چھوڑا تھا۔ریسیپشن پر اس نے ''ثریا مقصود'' بتایا۔

''آپ روم نمبر ون اوسیون میں چلے جائیں۔''لڑکی نے معنی خیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ ایلویٹر کی طرف آگیا۔اس کی چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی تھی، بے روزگاری نے اس حس کو تھپک کر سلانے کی کوشش کی اور وہ ایلویٹر سے باہر نکل کر روم نمبر ون اوسیون کے سامنے پہنچ گیا۔دروازہ ثریا مقصود نے کھولا تھا۔

"اندر آجاؤ" اس نے مسکرا کر اندر آنے کے لیے راستہ دیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو ثریا مقصود نے دروازہ بند کر دیا۔

اندر کا ماحول خواب ناک تھا۔ اسے عجیب سی گھٹن کا احساس ہونے لگا۔

"آئو بیٹھو۔" ثریا مقصود نے اس کا ہاتھ تھاما اور بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

وہ ہاتھ چھڑوا کر بیڈ کی ایک جانب پڑے صوفے پر جا بیٹھا۔ وہ بھی اس کے قریب آ بیٹھی۔

"میں... میں جاب کے سلسلے میں آیا ہوں۔" اس نے اٹک اٹک کر اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں جاب مل چکی ہے۔" ثریا مقصود اپنے کٹے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"مجھے کیا کرنا ہوگا؟" جانے کیوں وہ گھبراہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔

''مجھے اور میری ایک دوست کو خوش کرنا ہوگا۔''ثریا مقصود نے بہکے ہوئے سے انداز میں اسے اس کی ڈیوٹی بتائی۔

''کیا؟''وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، ثریا مقصود بنا پیے ہی مدہوش سی ہو رہی تھی۔وہ صوفے پر نیم دراز ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔

''ذرا ذرا...بہکتا ہے۔''وہ گنگنا رہی تھی اور ولید کو لگ رہا تھا کہ اس کے منہ پر کوئی طمانچے مار رہا ہے۔وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

''سنو! میں اور میری دوست تمہیں اتنا نوازیں گے کہ تمہیں کبھی دو لاکھ بیس ہزار کی چوری نہیں کرنا پڑے گی۔''

باہر جاتے ولید کے قدم یہ سن کر رک گئے۔اس نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

☆...☆...☆

نورالحسن انٹرویو دے کر باہر نکلا تو بہت مطمئن تھا، اسے یقین تھا کہ اس کی محنت کا پھل اسے ملنے والا ہے۔اس نے گھر بات کی پھر مارکیٹ چلا گیا۔اس نے امی اور گُلانے کے لیے بہت خوبصورت جوڑا لیا تھا اور ولی کے لیے گھڑی اور شرٹ خریدی تھی۔

"دو ماہ سے تینوں کو وقت نہیں دے پایا، اب پورا ہفتہ ان کے ساتھ گزاروں گا ۔ایک دن کہیں پکنک پر بھی جائیں گے گُلانے کتنی خوش ہو گی۔"اس نے سوچا تھا۔

گُلانے کا خیال آتے ہی وہ مسکرا اُٹھا۔اس نے موبائل اُٹھایا اور گیلری میں جا کر گُلانے کی تصویریں دیکھنے لگا۔

سفید اور سبز پرنٹ کے لباس میں بالوں کی چوٹی آگے کیے وہ گود میں کتاب رکھے جانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی۔

سیاہ لباس میں دمکتی ہوئی۔

امی کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے ولی سے کوئی بات کرتی ہوئی۔

وہ ایک ایک تصویر کو دیکھتا اور زیرِ لب مسکراتا رہا، گُلانے کو تو شاید خبر بھی نہ ہو کہ اس کے موبائل میں اس کی تصویریں ہیں۔ وہ اتنی خاموشی سے ان خوبصورت لمحوں کو قید کرتا تھا کہ وہ بے خبر رہ جاتی تھی۔

"جب میں اسے یہ تصویریں دکھاؤں گا تو کتنا حیران ہو گی۔ اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھیں پوری کی پوری کھول کر کبھی تصویروں کو دیکھے گی تو کبھی مجھے، اپنے منہ پر حیرت سے ہاتھ بھی رکھے گی، اس کے چہرے پر رنگوں کی بارش بھی ہو گی۔" نور الحسن سوچتا جاتا اور مسکراتا جاتا سچ ہے، تصورِ جاناں کی کوئی قید، کوئی حد نہیں ہوتی۔

"اب امی کی بات مان لوں گا، اب شادی کے لیے منع نہیں کروں گا۔" آج اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا۔

آج وہ بہت مطمئن تھا۔اس کے خواب پورے ہونے جا رہے تھے۔سب کچھ ویسا ہی ہو رہا تھا جیسا وہ چاہتا تھا۔

لیکن...

صبح امی کا روتے ہوئے فون آیا تھا۔

"جلدی گھر آئو نور الحسن۔"

☆...☆...☆

بینکوئٹ برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا۔سندھ ہائی کورٹ کے جج کے بیٹے کی شادی تھی ۔صوبے بھر کی عدلیہ جمع تھی، کورٹ کے برعکس یہاں آپس کے تنائو، حسد اور کینہ کی کیفیات میں کمی تھی۔سب مسکرا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

''آپ کب خوش خبری سنا رہے ہیں جناب؟''وہ جو چند پرانے دوستوں کے ساتھ کھڑا کسی بات پر مسکرا رہا تھا، یک دم سنجیدہ ہو گیا۔ یہ سوال ہمیشہ اسے مشکل میں ڈال دیتا تھا۔ قرۃ العین نے اسے اس مشکل میں سے نکالا تھا۔ وہ موضوع کو جسٹس عتیق سلیمان کی طرف لے آئی تھی جنہوں نے حال ہی میں دوسری شادی کی تھی اور ابھی تک اسے خفیہ رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ اس گروپ میں سے خاموشی سے نکل آیا اور اعتبار احمد کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو اپنی فیملی کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

''آج تو قرۃ العین s60 کی فلمی ہیروئن لگ رہی ہیں۔''اعتبار احمد نے ہنستے ہوئے تبصرہ کیا تو وہ بھی اسے دیکھنے لگا۔ دیکھا تو پہلے بھی تھا، غور اب کیا تھا۔

نیلی ساڑھی، بالوں کے جوڑے اور آنکھوں میں کاجل کے ساتھ وہ واقعی بہت مختلف مگر اچھی لگ رہی تھی۔

"پاپا! مما کس دور کی ہیروئن لگ رہی ہیں؟" اعتبار احمد کی بیٹی نے سوال کیا تو پہلے تو کچھ دیر بیگم کو غور سے دیکھتے رہے، بیگم جھینپ سی گئیں مگر پھر شوہر نامدار کا جواب سن کر جل بھن گئیں۔

"ہیروئن!...دیکھو بیٹا اس عمر میں مجھ سے جھوٹ نہ بلوائو تو اچھا ہے۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہے تھے۔ان کی دونوں بیٹیاں بھی ہنس دیں جبکہ بیٹا ماں کے لیے بول پڑا۔

"میری مما ہر دور کی ہیروئن ہیں۔"

"پاپا! دیکھا مما کا چمچہ۔" لڑکیوں میں سے ایک نے باپ کی طرف داری کی۔

"تم چمچی ہو پاپا کی۔" اب کی بار وار بیٹے کی طرف سے ہوا تھا۔

بہن بھائیوں میں جھڑپ شروع ہو گئی تھی۔وہ دلچسپی سے انہیں دیکھتے ہوا جانے کہاں کھو گیا۔ایسی جھڑپوں کے کئی منظر نگاہ کے سامنے آئے اور گئے۔

"کتنا پاگل تھا میں، جو یہ سمجھتا تھا کہ ان کے بیچ بہن بھائیوں والی نوک جھونک ہے ۔جج ہو کر بھی جج نہ کر پایا کہ ان کے بیچ کیا چل رہا ہے۔" اس کا ذہن ماضی میں کھو گیا تھا۔

"بچو بور تو نہیں ہو رہے نا۔" قرۃ العین کی آواز اسے حال میں کھینچ لائی تو بڑی مشکل سے اس نے اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو ان کے ساتھ آ کر بیٹھ چکی تھی۔

"پاپا آپ کو s60 کی ہیروئن کہہ رہے ہیں۔" اعتبار احمد کی چھوٹی بیٹی کے بتانے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ ہنستے ہنستے نظر جو اس پر پڑی تو اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر جھینپ گئی۔

www.novelsclubb.com

اس کے ٹرانسفر کے بعد وہ اسے پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ وہ مزید کم زور اور سنجیدہ لگ رہا تھا۔

بچیاں کھانا بھول کر سیلفیز لینے لگی تھیں۔انہوں نے قرۃالعین کو بھی ساتھ شامل کرنا چاہا۔اسے پرانی ڈانٹ بھولی نہیں تھی اس لیے اس نے زیادہ جوش نہ دکھایا۔ ویسے بھی اس نے ساڑھی پہلی بار پہنی تھی،اسے سنبھالنا اس کے لیے دوبھر ہو رہا تھا۔وہ اس شادی میں شرکت کے لیے کراچی اپنے چچا کے گھر آئی ہوئی تھی۔اپنی کزن کے اصرار پر اس نے ساڑھی اور لمبی ہیل پہن لی تھی، مگر اب احساس ہو رہا تھا کہ اچھا،خوب صورت اور مختلف لگنے کے لیے اہتمام کرنا کوئی اتنا آسان کام نہیں۔

وہ لوگ واپسی کے لیے نکلنے لگے تو اس نے قرۃالعین کو ڈراپ کرنے کی پیش کش کی تھی جسے مسترد کرنے کی بے وقوفی بھلا وہ کیسے کر سکتی تھی؟گاڑی کی طرف جاتے ہوئے اس نے دیکھا،قرۃالعین سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہی تھی۔اسے ڈر تھا کہ کہیں پلو قدموں تلے نہ آجائے یا ہیل میں اس کا پائوں نہ مڑ جائے۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا...

''ضرورت کیا تھی اپنے آپ کو اتنی مشکل میں ڈالنے کی؟''اس کے لیے دروازہ کھولتے ہوئے وہ بولا۔وہ اس کی مسکراہٹ دیکھ چکی تھی اس لیے شاد تھی۔

''میں نے سوچا شاید کسی کی نظرِ کرم پڑ جائے۔''اس نے معنی خیز انداز میں کہا تو وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

وہ کراچی کی ٹریفک پر نظریں جمائے ڈرائیونگ کر رہا تھا،قرۃ العین نے میوزک آن کر دیا۔لتا کی دل میں اُترتی آواز جادو سا جگانے لگی تھی۔قرۃ العین غنی کو یہ لمحات بہت حسین لگ رہے تھے۔وہ چور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ آج اس کے چہرے پر بھی بہت نرم سے تاثرات تھے۔

''آپ کو کوئی درمیانی عمر کی اچھی سلجھی ہوئی وفادار عورت ملی نہیں؟جو بھلے بیوہ ہو یا مطلقہ۔''اس کے شہر سے جاتے جاتے اس نے کسی ایسی ہی خواہش کا ذکر کیا تھا ناں۔

''آپ نے ڈھونڈی ہی نہیں۔''اس نے سادگی سے جواب دیا۔

''آپ کے دوست نے تو کئی ڈھونڈ کر بائیو ڈیٹا آپ کے سامنے رکھا تھا۔''

وہ چپ رہا، کیا بتاتا کہ وہ ارادہ تو محض اسے کسی بھی قسم کی خوش فہمی سے نکالنے کے لیے ظاہر کیا گیا تھا۔ وہ ایک بے وفا کو بھول پاتا تو کسی وفادار پر نظر ڈالتا۔

اسی لمحے اس کی نظر آگے جاتے ہوئے موٹر سائیکل پر پڑی جس پر دو جوان سوار تھے۔ پیچھے بیٹھے لڑکے کی پشت اسے نظر آ رہی تھی۔ جانے کیوں اسے لگا ہر شے جیسے ساکت ہو گئی ہو۔ اس موٹر سائیکل کے علاوہ اسے کچھ اور نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب موٹر سائیکل اس کی نگاہ سے اوجھل ہونے کو آئی تو اسے ہوش آیا۔ اس نے گاڑی کی اسپیڈ ایک دم بڑھا دی۔ وہ اس موٹر سائیکل تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اب جب اس کے برابر پہنچ گیا اور پیچھے بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔

یہ وہی تھا جس کو وہ عمر بھر دیکھنا نہیں چاہتا تھا اور جس کو دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں ترس گئی تھیں۔

اس کی دلی کیفیت سے بے خبر قرۃ العین نے اس کی طرف دیکھا اور کچھ کہنے کے لیے ہونٹ وا کیے، پھر بند کر لیے۔

"یہ عمر بھر کچھ نہ کہے گا قرۃ العین، تمہیں ہی پہل کرنی ہو گی، پھر جانے کب ملاقات ہو۔" اس نے سوچا۔ کورٹ کے مخصوص ماحول سے نکل کر آج رومانوی سے ماحول میں یہ لمحے بیت رہے تھے اور ویسے بھی اس کی ٹرانسفر کے بعد پہلی بار وہ ملے تھے۔ اس پر اس موسم، اس موسیقی اور ان لمحوں کا فسوں طاری ہونے لگا تھا۔ اور پھر اس نے اس کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جو اچانک تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا تھا اب ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ موٹر سائیکل سڑک پر بھاگتی ہوئی اتنا آگے نکل گئی تھی کہ اس کی نگاہ سے اوجھل ہو گئی۔

اس وقت اس کے اندر کیا اتھل پتھل ہو رہی ہے اور وہ کس کیفیت سے گزر رہا ہے ،اس سے بے خبر قرۃ العین نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے غلط وقت کا انتخاب کر لیا تھا۔

قرۃ العین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔اس نے چونک کر فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

''میں اب یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔'' وہ نادان سی لڑکی غلط وقت پر غلط بات کر بیٹھی تھی۔

''محبت کی الف ب کا بھی پتا ہے تمہیں؟'' وہ گاڑی روک کر اس کی طرف مڑا اور درشت لہجے میں بولا۔

www.novelsclubb.com

''محبت کی تعریف مجھے نہیں پتا...اتنا جانتی ہوں کہ آپ کو دیکھ کر جو محسوس کرتی ہوں وہ محبت ہے۔'' وہ بنا رکے کہے جا رہی تھی۔

''ہوں...''وہ ہنکارا مار کر سیدھا ہوا۔

''دس سال بعد یہ بات کرنا، شاید مجھے یقین آجائے۔ تمہاری عمر کی لڑکیوں کے لیے محبت کھیل ہے، مذاق ہے بس۔''اس نے لہجے میں کڑواہٹ بھرتے ہوئے کہا۔

''میرے لیے محبت کھیل یا مذاق نہیں ہے، میرے لیے محبت تو زندگی ہے۔ آج سے دس سال بعد بھی میرے الفاظ یہی ہوں گے۔''وہ استہزائیہ انداز میں ہنس دیا ۔قرۃ العین کو یہ ہنسی بہت بری لگی تھی۔

''آپ کو کیا لگتا ہے ہر کم عمر لڑکی بے وفا ہوتی ہے؟ پہلی بات تو یہ کہ میں اتنی بھی کم عمر نہیں، دوسری بات یہ کہ ہر لڑکی گُلانے نہیں ہوتی۔''وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی۔

''شٹ اپ۔''وہ چلایا۔

''اس نے آپ کے ساتھ بے وفائی کی، احسان فراموشی کی، شادی سے کچھ دن پہلے آپ کے بھائی کے ساتھ بھاگ گئی۔'' وہ نہیں جانتی تھی کہ اس وقت اس کے لہجے میں یہ نڈر پن کہاں سے آیا تھا۔

''نکلو... نکلو۔'' اس کے منہ سے نکلتے الفاظ ناقابل برداشت ہوئے تو اس نے گاڑی سے اُترنے کا حکم دیا۔

''کیا ہوا؟ سچ سننا مشکل لگتا ہے نا؟ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہوں گی کہ اپنی منگیتر اور اپنے بھائی کے کیے کی سزا کسی اور کو مت دیں۔'' اگر کوئی نورالحسن کے ماضی کے حوالے سے اس پر ہنستا تھا، افسوس کرتا تھا، طعنہ دیتا تھا تو قرۃالعین غنی اس کے لیے لڑتی تھی، لیکن آج وہ اسے سنا رہی تھی۔ کب تک... آخر کب تک اپنے جذبوں کی پامالی سہتی۔

"تم... تم... پلیز میری گاڑی سے نکل جاؤ۔" اس نے نہ صرف درشت لہجے میں اسے گاڑی سے اتر جانے کو کہا بلکہ تھوڑا سا آگے کو ہو کر اس کی جانب کا دروازہ بھی کھول دیا تھا۔

قرۃ العین نے بے یقینی کے ساتھ اس مہذب بندے کو دیکھا جس کے چہرے پر صاف صاف لکھا تھا کہ وہ اس وقت اس کی صورت دیکھنا چاہتا ہے نہ ہی اس کے ساتھ مزید کلام کرنا چاہتا ہے۔

قرۃ العین اپنا بیگ اُٹھا کر اُتر گئی۔ وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا مگر اس کی تربیت ایسی نہ تھی کہ رات کے اس وقت ایک لڑکی کو تنہا سڑک پر چھوڑ کر چلا جاتا۔ کچھ آگے جا کر وہ رکا اور پھر گاڑی بیک کی اور اس کے قریب لا کر کھڑی کی۔

"آئو بیٹھو۔"

احساسِ توہین نے قرۃ العین کا چہرہ سرخ کر دیا تھا۔ وہ اب اس بندے کی گاڑی میں بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ نور الحسن رکا رہا اور وہ کھڑی رہی۔ بالآخر وہ گاڑی سے نکل کر اس کے قریب آیا اور گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا۔

"بیٹھو۔"

وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ نور الحسن نے اسے اس کے چچا کے گھر کے سامنے اُتارا۔ سارے راستے دونوں نے ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی۔

☆...☆...☆

شوکت علی نے نہایت فکر مندی کے ساتھ صاحب کو دیکھا اور ایک بار پھر ہمت کر کے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"شوکت علی! جا کر سو جائو۔ مجھے بھوک لگی تو کچھ کھالوں گا۔" اس جواب سے شوکت علی مطمئن نہ ہوا، لیکن وہاں سے چلا گیا۔

کل صبح صادق وہ گھر پہنچا تھا۔اس کے بعد آفس گیا نہ ہی گھر سے باہر نکلا تھا۔اس نے کھانے کا ایک نوالہ تک منہ میں نہیں ڈالا تھا۔بس سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔

شوکت علی نے ایک دفعہ پھر ہمت کرنی چاہی مگر نورالحسن نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"صبح ناشتے میں جو بنائو گے، کھالوں گا۔"

شوکت علی اسی پر مطمئن ہو گیا۔اسے پتا تھا کہ اس کا صاحب جھوٹ نہیں بولتا۔وہ سر ہلا کر لوٹ گیا جب کہ وہ وہیں لان میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ سلگاتا اور کلیجا جلاتا رہا۔

www.novelsclubb.com

رات چاندنی تھی مگر اسے ہر طرف اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔اس کی زندگی کو اندھیر کرنے والے کون تھے۔

اس کے اپنے ہی دو پیارے۔

وہ، جن کے لیے وہ جیتا تھا، جن کے لیے وہ خواب دیکھتا تھا، جن کو بہتر پر آسائش مستقبل دینے کے لیے رات رات بھر جاگ کر پڑھتا تھا۔ دن دن بھر کورٹ میں سر کھپاتا تھا۔

انہوں نے اس کے ساتھ کیا، کیا؟ رات کے اندھیرے میں اس کی ذات کو قدموں تلے روند کر گھر سے نکل گئے۔ کوئی ترس بھری نگاہ سے اسے دیکھتا، کوئی دل ہی دل میں ہنستا تو کوئی سر عام طعنہ دے ڈالتا۔

"سیشن جج نورالحسن کی ہونے والی بیوی اس کے چھوٹے بھائی کے ساتھ بھاگ گئی۔"

www.novelsclubb.com

جب بھی یہ ذکر چلتا اسے لگتا کہ اس کے زخموں پہ وقت نے جو ٹانکے لگائے تھے وہ پھر اُدھڑ گئے ہیں۔ وہ بہت چاہتا مگر نہ انہیں بھول پاتا، نہ ہی اُن سے نفرت کر پاتا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک ماں جایا تھا، دوسری دل کی دھڑکن تھی، نہ خون سے رشتہ ختم ہوتا تھا نہ دھڑکن سے ناتا توڑنے پر قادر تھا وہ۔

وہ مختار نہ تھا۔ وہ بہادر بھی نہیں تھا۔ ہاں وہ بزدل تھا، وہ نہیں سن سکتا تھا۔ اس کی ہونے والی بیوی اس کے چھوٹے بھائی کے ساتھ بھاگ گئی۔ وہ نہیں سن سکتا تھا ۔ایسا کہنے والے کا منہ نوچ لینے کو جی چاہتا تھا۔ وہ ایک جج تھا مگر یہ سچ نہیں سن سکتا تھا۔

☆...☆...☆

قیامت کا منظر کئی کتابوں میں پڑھا تھا، کئی فلموں میں بھی دیکھا تھا مگر جو قیامت اس گھر میں آئی تھی وہ کہیں زیادہ ہولناک تھی۔

www.novelsclubb.com

ہاں! جب اس کے خواب تعبیر پانے جا رہے تھے، جب وہ بہت خوش خوش گھر لوٹنا چاہتا تھا۔ امی کی ایک فون کال نے اس کا دل دھڑکا دیا تھا۔ وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"جلدی گھر آئو نورالحسن۔"

وہ وجہ پوچھتا رہ گیا مگر جواب کوئی نہ ملا۔ اسے پہلے ہی گُلانے کی طرف سے آنے والے ایک میسج نے پریشان کر رکھا تھا۔ رات گیارہ بجے تک تو سب کچھ ٹھیک تھا مگر صبح جب وہ اٹھا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد موبائل دیکھا تو گُلانے کا ایک میسج تھا۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا نورالحسن۔"

www.novelsclubb.com

صبح تین بجے یہ میسج کیا گیا تھا وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

"اب کیا کر دیا اس نے؟"

گُلانے بہت حساس تھی۔نورالحسن کے نزدیک جو چھوٹی سی بات ہوتی 'وہ اسے بھی سوچ سوچ کر پریشان رہتی تھی اور معافی مانگے بنا اسے سکون نہیں ملتا تھا۔

اس نے یاد کرنے کی کوشش کی مگر اسے یاد نہیں آیا کہ رات گُلانے سے کیا گستاخی ہوئی کہ معافی مانگے بنا اسے نیند نہ آئی۔اس نے مسکراتے ہوئے گُلانے کا نمبر ڈائل کیا مگر وہ آف جا رہا تھا۔

"اُٹھ جائیں میم... صبح ہو گئی ہے۔"اس نے اسے میسج کیا اور صبح کی سیر کے لیے باہر نکل آیا۔ابھی وہ واپس آکر شاور لینے کا ارادہ رکھتا تھا کہ امی کا فون آیا تھا۔وہ رو رہی تھیں۔

"جلدی گھر آئو نورالحسن۔"

www.novelsclubb.com

اس نے بہت پوچھا مگر امی نے روتے ہوئے فون رکھ دیا تھا۔اس نے پریشانی کے عالم میں ولی اور گُلانے کا نمبر بھی ملایا تھا۔ولی کا نمبر بند جا رہا تھا اور گُلانے فون اٹھا نہیں رہی تھی۔وہ بہت پریشانی کے عالم میں گھر لوٹا تھا۔

امی کی طبیعت بہت خراب تھی۔ثانیہ بھابی ان کے پاس تھیں۔اس کی نظروں نے ولی اور گُلانے کو تلاش کیا مگر دونوں نظر نہ آئے۔وہ انہی قدموں پر ڈاکٹر کو لانے کے لیے مڑا۔

"نورالحسن!" امی نے اسے پکارا۔ان سے بات نہیں ہو رہی تھی۔انہوں نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔امی کوئی بات نہیں کر رہی تھیں،ان کی آنکھوں سے بس آنسو رواں تھے۔

"امی! کیا ہوا ہے آپ کو؟" وہ بے حد پریشان ہوا پھر ثانیہ بھابی کی طرف مڑا۔

"بھابی...ولی اور گُلانے کہاں ہیں؟"

بھابی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔

"ولی کہاں ہے بھابی اور یہ گُلانے کہاں چلی گئی؟" اس کا ضبط جواب دیتا جا رہا تھا۔

اس بار ثانیہ بھابی نے جواب دیا۔ اسے کوئی دھماکا سا محسوس ہوا تھا۔ پتا نہیں چھت سر پر آ گری تھی یا آسمان؟ یا شاید کوئی بم پھٹا تھا۔ اسے بس یہ پتا چل رہا تھا کہ اس دھماکے میں اس کی ذات، اس کے غرور، اس کے اعتماد کے پرخچے اُڑ گئے تھے اور اس کے بعد وہ زندوں میں رہا تھا نہ مردوں میں۔ روبوٹ سا بنا پھرتا تھا اس دنیا میں۔

امی کو ایسا غم لگا کہ پھر سنبھل ہی نہ پائیں۔ ہر وقت آنکھیں برستی رہتیں اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ رو رو کر ان کی آنکھیں خشک ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ خبر گھر سے نکل کر خاندان تک پہنچی۔

''میں تو کہتی تھی جوان لڑکوں کے سامنے قیامت بنی چلی پھرتی ہے، گل کھلائے گی کسی دن۔'' خالہ بہن کے دکھ کو محسوس کرنے سے زیادہ اس بات پر خوش تھیں کہ ان کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں اور پھر نورالحسن بھی تو پھر سے اپنا اپنا لگنے لگا تھا۔

''میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ گُلانے اور ولی زیادہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں، تقریباً ہم عمر بھی ہیں، پھر ان کے بیچ دوستی بھی ہے۔اور آپس میں پتا نہیں کیا کیا باتیں کرتے تھے پشتو میں، ہمیں کہاں سمجھ آتی تھیں۔'' چچی بھی ہمدردی کی آڑ میں جانے کیا کیا سنا جاتیں، وہ امی کی حالت دیکھتا تو اس کا دل چاہتا کہ وہ انہیں کسی ایسے جزیرے پر لے جائے جہاں کوئی رشتہ دار، کوئی محلے دار نہ ہو۔

وہ خود ایک جانا مانا وکیل تھا۔اتنی محنت سے جو نام کمایا تھا وہ اب ہنسی میں اڑنے لگا تھا ۔جو کچھ بھی ہوا، اس کا تصور بھی وہ کبھی نہیں کر سکتا تھا۔اس کے اپنے دو پیارے اس کے منہ پر طمانچہ مار کر نکل گئے تھے۔اکیلا ہوتا تو لگتا کہ دل غم سے پھٹ جائے گا مگر مرد تھا، مضبوط تھا، کسی نہ کسی طور سہ لیتا تھا۔امی کی اسے فکر زیادہ تھی۔

اس نے کمیشن پاس کر لیا تھا۔اس کی زندگی کا بہت بڑا خواب پورا ہوا تھا مگر یہ خبر جان کر وہ مسکرا تک نہیں پایا تھا۔امی کی خشک ہوئیں آنکھیں اس دن پھر سے بہنے لگی تھیں۔

''میں کہتی تھی ناں نورالحسن! مت کرو کامیابی کی دوڑ میں اپنے آپ کو اتنا مصروف کہ جب منزل پر پہنچو تو پانے کے بجائے کھونے کا احساس ہو۔''امی کو لگتا تھا کہ اس کی مصروفیات کی وجہ سے یہ سب ہوا۔اگر وہ گُلانے کو وقت دیتا،اس کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھتا تو وہ ولی کی طرف مائل نہ ہوتی۔

''کیا کر دیا ولی تُو نے؟''وہ دل ہی دل میں ولی سے بھی مخاطب ہوتیں۔اسے کبھی نہ بخشنے کی دھمکی دیتیں۔انہیں ولی پر غصہ تھا،ولی سے گلہ تھا،ولی سے ہی ہر شکوہ تھا۔ گُلانے پر انہیں صرف غصہ تھا جس نے ان کی محبتوں کا یہ صلہ دیا۔

بحیثیت جج اس کی پوسٹنگ ہوئی تو وہ امی کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ یہاں خوب صورت بنگلہ تھا، نوکر چاکر تھے، گاڑی ڈرائیور سب تھا۔ عزت تھی، نام تھا۔ ہائی رینک کے آفیسرز کی طرف سے اسے کرٹسی کال دی گئی۔ بڑے بڑے سیاست دانوں کی طرف سے اسے تہنیتی پیغامات موصول ہوئے۔ اسے وہ زندگی ملی تھی جس کے خواب وہ کبھی دیکھا کرتا تھا۔ مگر ولی اور گُلانے کو مائنس کر کے کچھ بھی نہ بچا تھا۔ بے شک وہ دنیا کا طاقت ور ترین، امیر ترین اور کامیاب ترین مرد بن جاتا۔

دونوں ماں بیٹا بس جی رہے تھے۔ امی پچھتاتی تھیں کہ کیوں محرم نامحرم کا خیال نہ کیا اور جوان لڑکی کو گھر بٹھائے رکھا۔ چلو پہلے تو مجبوری تھی۔ ڈاکٹر فضل الٰہی کے آنے کے بعد کیا مجبوری تھی؟ تب ہی دانش مندانہ فیصلہ کرتیں اور گُلانے کو ان کے ساتھ بھیج دیتیں۔ مگر تب انہیں محرم نامحرم جیسی باتیں سمجھ نہ آتی تھیں۔ وہ ان ننانوے فیصد مائوں جیسی تھیں جن کو لگتا تھا کہ ان کی اولاد سے تو کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ انہیں اپنی تربیت پر بھروسا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ ان کے بیٹے نیک

صفت ہیں۔وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ابلیس نیکوکاروں ہی پر وار کرتا ہے۔جو پہلے بگڑے ہوں،ان میں شیطان کو کیا دلچسپی؟اسے تو لطف ملتا ہے صاف ستھرے پاکیزہ دلوں کو میلا کر کے۔

امی کو ولی اور گُلانے دونوں پر بہت غصہ تھا' مگر آہستہ آہستہ غصہ گُلانے پر رہ گیا اور ولی کی فکر ستانے لگی۔کیا کرتیں؟ تھیں تو وہ ماں ہی۔

جانے کہاں ہو گا؟ کس حال میں ہو گا۔جانے کیا کھایا ہو گا۔کیا پیا ہو گا؟

زیورات کے ڈبے دیکھتیں تو سوچتیں!

www.novelsclubb.com

''یہ ہی لے جاتے تو کچھ دن اچھا گزارہ ہو جاتا۔''

''کتنے دن ہو گئے ہیں اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔''آہستہ آہستہ فکر کے ساتھ یاد بھی ستانے لگی۔

پھر فکر اور یاد حسرت بننے لگی۔

''مرنے سے پہلے ایک بار اس کو دیکھ لوں۔''

لیکن یہ حسرت پوری نہ ہو سکی اور وہ خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

ان کی طبیعت اچانک ہی کچھ خراب ہوئی، اپنے قدموں پر چل کر وہ نور الحسن کے ساتھ اسپتال جانے کے لیے نکلیں اور اسپتال پہنچنے تک اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

نور الحسن کے ہاتھوں ہی میں انہوں نے جان دی۔

''ولی کو معاف کر دینا نور الحسن، وہ چھوٹا تھا نا سمجھ تھا، ایک لڑکی کے جال میں پھنس گیا۔'' امی کے نزع کے عالم میں آخری الفاظ یہ تھے۔

www.novelsclubb.com

''میں نے دونوں کو معاف کر دیا ہے امی، آپ بھی کر دیں۔ مجھے ان سے کوئی شکوہ کوئی گلہ نہیں۔'' اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگا کر روتے ہوئے کہا۔

امی نے اثبات میں سر ہلایا اور مزید کوئی بات نہ کر پائیں۔

امی کیا گئیں، اسے لگا کہ سر سے دعاؤں والا ہاتھ اُٹھ گیا۔ زندگی بوجھ سی لگنے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو سب سے الگ تھلگ کر کے اپنے کام میں جی لگا لیا۔ وہ محض جج نہ تھا، ایک باضمیر جج تھا۔ جس کی وجہ سے اسے چاہنے والے بہت تھے تو حاسد اور دشمن بھی بہت تھے۔ اور ان سب باتوں سے بے نیاز نورالحسن نے اپنے آپ کو اپنے کام تک محدود کر لیا تھا۔ گھر سے کورٹ، کورٹ سے گھر... اس کے علاوہ اس کی کوئی مصروفیت نہ بچی۔ وہ تو اعتبار احمد تھے جو اس کے چوبیس گھنٹے کی روٹین میں ذرا تبدیلی لانے کا باعث بنے۔ اس کے بعد ایک جونیئر وکیل تھی قرۃ العین غنی جو زبردستی اس کی زندگی میں اپنا کردار شامل کرنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ دل کے معاملات میں زبردستی نہیں ہوتی ورنہ شاہانہ میں کیا کمی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

یہ جو ابلیس ہے نا یہ قبر تک انسان کی جان نہیں چھوڑتا۔ محبت بھرے دلوں کی مسکان اس سے برداشت نہیں ہوتی۔ اس کو سازشوں سے بنے غلاظت سے لتھڑے قہقہے پسند ہیں۔

یہ جو ابلیس ہے نا اس نے ایک لڑکے کا پیچھا لے لیا تھا جس کو اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اس کا بڑا بھائی تھا ابلیس سے بھائی بھائی کی محبت برداشت نہ ہوئی۔

اس نے بڑی پرانی چال چلی تھی۔

اس چال کا نام تھا... عورت۔

عورت... جس کے پیچھے قابیل نے ہابیل کا خون کر ڈالا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

نورالحسن دو دن کے لیے لاہور گیا تھا۔ ولی اپنے آپ کو آزاد محسوس کر رہا تھا۔ آج وہ دیر رات تک دوستوں میں بیٹھ سکتا تھا۔ وہ آدھی رات تک مغیث، فیضان اور

دانش کے ساتھ بیٹھا رہا۔ فیضان تو نو بجے ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد دانش نے اپنے لیپ ٹاپ پر جو فلم لگائی تھی۔اس کے بعد ولی گھر جانا بھول گیا تھا۔ حالانکہ امی کا فون دو بار آ چکا تھا۔

"گُلانے !امی کو سلا دو پلیز، مجھے دیر لگے گی۔ ضروری اسائن منٹ بنانی ہے۔" ولی نے جھوٹ بولتے ہوئے گُلانے سے کہا۔

نورالحسن گھر نہیں تھا اور پھر ولی بھی گھر سے باہر امی کو نیند بھلا کب آنا تھی؟ گُلانے نے امی کو بڑی مشکل سے مطمئن کر کے سلایا اور خود کتابیں لے کر بیٹھ گئی۔ وہ آج کل انٹری ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔ گیارہ بجے نورالحسن کی کال آئی تھی۔ وہ بہت خوش تھا، اس کا انٹرویو بہت اچھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں امی، ولی اور تمہیں بہت خوشیاں دینا چاہتا ہوں۔" نورالحسن کے خواب لفظ بن رہے تھے، اس کی خوشی اور طمانیت اس کے لہجے سے عیاں تھی اور گُلانے کے لیے نہال ہونے کو یہ ہی کافی تھا۔

"ان شااللہ"

"گُلانے!" کال بند کرتے کرتے اس نے دھیمے سے لہجے میں پکارا۔

"جی۔" وہ ہمہ تن گوش تھی۔

"لو یو یار۔" اس نے پہلی بار یوں اظہارِ محبت کیا تھا۔ گُلانے کے چہرے پر رنگ ہزار بکھرے۔ وہ بہت کم اظہار کرتا تھا اور جب کرتا تھا تو جان لیوا کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب پڑھنا کیا خاک تھا۔ ہینڈ آئوٹ پر لکھا ہوا تھا "Coulomb's Law" اور اسے نظر آرہا تھا۔ "لو یو یار۔"

وہ موتیے کی کلیوں کو دیکھ دیکھ مسکاتی رہی۔

ڈیڑھ بجے ولی کا میسج آیا۔

"دروازہ کھولو مگر آہستہ سے امی نہ جاگ جائیں۔"

"امی جاگیں نہ جاگیں، نورالحسن کو ضرور بتائوں گی۔" اس نے دروازہ کھولتے ہی دھمکی دی۔

"تمہارا اور کام ہی کیا ہے؟" وہ آہستہ سے قدم بڑھانے لگا۔

"کہاں تھے؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر تفتیش کرنے لگی تھی۔

"کمبائن اسٹڈی کر رہے تھے۔" وہ آہستہ سے بتا کر ڈھیلے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں ذرا احساس ہے، تم امی اور نورالحسن کو کتنا پریشان کرتے ہو۔" گُلانے نے اسے احساس دلانے کی کوشش کی۔

"جان مت کھائو اور سو جائو۔" وہ الہڑ پن سے بولا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ گُلانے کو پتا تھا کہ کھانا تو وہ کھا کر ہی آیا ہو گا۔اس لیے اس کے لیے رکھے آم پلیٹ میں رکھ کر اس کے کمرے میں چلی آئی۔آم ولی کو اتنے پسند تھے کہ اسے کھانے کے لیے وقت دیکھنا ضروری نہیں تھا۔

"آم کھالو، ٹھنڈے ہیں۔" ولی اپنے موبائل میں گم تھا جب وہ کمرے میں داخل ہوئی اور پلیٹ اس کے قریب رکھ کر مڑی اور کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی کہ ولی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

☆☆☆☆

#ناول_گلانے

www.novelsclubb.com

#سیکنڈ_لاسٹ_6

اس کے سامنے بریانی کی پلیٹ پڑی تھی۔

وہ کل صبح سے بھوکا تھا۔اس وقت کھانا اس کے سامنے پڑا تھا مگر وہ نوالہ لینا بھولا ہوا تھا۔اس کی نگاہ کے سامنے ایک منظر بار بار آتا۔

ثریا مقصود اس کی طرف بڑھ رہی تھی،اس کی آنکھوں میں ہوس تھی۔ولید کو لگ رہا تھا کہ قیامت سر پر ہے۔ایسے ہی ڈری ہو گی وہ بھی۔ایسی ہی قیامت محسوس ہوئی ہو گی اُسے بھی۔

ایسے ہی اپنے آپ کو چھڑوا کر بھاگی تھی وہ بھی۔

وہ مرد تھا،اپنی عزت بچانے کے لیے بھاگا تھا،وہ تو عورت تھی،اس پر کیا بیتی ہو گی۔

www.novelsclubb.com

وہ رو دیا۔وہ میز پہ رکھے بازو پر سر ٹکا کر بچوں کی طرح رو دیا۔نور الحسن اور ماں کا لاڈلا ولی رو رہا تھا اور چپ کرانے والا کوئی نہ تھا۔

ویٹر نے ترس بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"آئی ایم سوری گُلانے...مجھے معاف کر دو...پلیز مجھے معاف کر دو۔"وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"بھائی...بھائی مجھے آپ سے بہت محبت ہے...میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں...آپ کے گلے لگنا چاہتا ہوں...آئی لو یو بھائی۔یو ہیٹ می؟آپ کا ولی بہت بُرا ہے...بہت بُرا۔اب آپ اس کو سینے سے لگا کر اس کا سر کیسے چوم سکتے ہیں؟پھر بھی پھر بھی میں روز خواب دیکھتا ہوں کہ آپ میرا ماتھا چوم رہے ہیں...ہاہاہا..."وہ ہنس دیا۔ دوسری ٹیبل پر آرڈر لیتے ہوئے ویٹر کا دھیان پھر اس پر مبذول ہوا۔

"پاگل ہوں نا میں...خواب بھی کیا دیکھتا ہوں...بھائی خواب بھی نہ دیکھوں تو کیا کروں؟آپ نظر تو آتے ہیں خواب میں سہی۔"وہ وہیں سر رکھے بولتے بولتے سو گیا تھا۔

ہوٹل کے عملے میں سے کسی نے اسے جگایا نہیں تھا۔انسانیت ابھی بھی دنیا میں سانس لیتی تھی۔

☆...☆...☆

یہ جو ابلیس ہے نا اس نے ایک لڑکے کا پیچھا لے لیا تھا جس کو اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اس کا بڑا بھائی تھا۔ابلیس سے بھائی بھائی کی محبت برداشت نہ ہوئی تھی۔

اس نے بڑی پرانی چال چلی تھی۔

اس چال کا نام تھا...عورت

عورت...جس کے پیچھے قابیل نے ہابیل کا خون کر ڈالا۔

www.novelsclubb.com

شیطان کے حربے بدلتے ہیں مگر مہرے اکثر وہی رہتے ہیں۔اس نے جال بنا اور ولید الحسن پر پھینک دیا۔

وہ لڑکی جو اس کے بھائی کی ہونے والی بیوی تھی، جس کے لیے وہ بھائیوں جیسی غیرت رکھتا تھا، اگر کوئی دوست مذاق میں بھی گُلانے کا نام لے دیتا یا اس کے حسن کا قصیدہ پڑھتا تو اس کا چہرہ لال ہو جاتا۔ جس نے پہلے مذاق پر ہی اپنے دوستوں کو سختی سے کہہ دیا تھا کہ آئندہ وہ گُلانے کا نام بھی اپنی زبان پر نہ لائیں، وہ اسے اپنی بہن جیسی عزیز ہے۔ گھر آ کر اس نے تپے ہوئے چہرے کے ساتھ گُلانے سے کئی بار کہا تھا کہ وہ پردہ کیا کرے۔ اس کے کہنے کو وہ مذاق میں ٹال جاتی تھی مگر نور الحسن نے جانے کیا کہا تھا کہ وہ پردہ کرنے لگی تھی۔ اسے اچھا محسوس ہوا تھا، اب اس کے دوستوں کی فضول نظریں اس لڑکی پر نہیں پڑیں گی جو اسے بہن جیسی عزیز تھی۔ جس کے لیے اس نے اپنے کزن فدا کو اتنا مارا تھا کہ وہ دس دن بستر سے نہ اٹھ سکا تھا۔ اس کی غلطی یہ تھی کہ وہ انجان نمبروں سے کال کر کے گُلانے کو تنگ کرتا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا مگر ولی اس تک پہنچ گیا تھا۔ اسے مارتے

www.novelsclubb.com

ہوئے ولی بھول گیا تھا کہ وہ اس کی خالہ کا بیٹا ہے، اس سے چار سال بڑا ہے۔ حرکت جو اس نے چھوٹی کی تھی۔

مگر اس نے، ولید الحسن نے خود کیا حرکت کی تھی؟ وہ بہن جیسی تھی، بہن نہ تھی ۔ تبھی تو وہ بہک گیا تھا۔

کالج تک وہ شرارتی مگر صاف ستھرے خیالات کا مالک تھا۔ یونیورسٹی آتے ہی دانش اور مغیث کی معیت میں جو بیٹھنے لگا تو بہک گیا۔ فیضان اسے سمجھاتا تھا، نور الحسن اسے سمجھاتا تھا اور ڈانٹتا بھی تھا مگر اسے بھائی کی نصیحتیں اب بری لگنے لگی تھیں، فیضان کے سمجھانے پر وہ چڑنے لگا تھا۔ دانش کے پاس لیپ ٹاپ تھا اور لیپ ٹاپ میں اک دنیا تھی۔ وہ دنیا جو سمجھاتی کم اور بہکاتی زیادہ ہے۔

اس دن نور الحسن گھر پر نہیں تھا۔ اس لیے ولی کو بھی عیاشی کا موقع ملا تھا۔ پڑھائی کا تو بہانہ تھا۔ رات گئے وہ لیپ ٹاپ پر شیطانی تماشے دیکھتے رہے۔ جب وہ رات کو

اُٹھ کر گھر کی طرف جا رہا تھا تو دماغ بہکا بہکا سا تھا۔ پراگندہ سوچوں نے اس کے دماغ کو جکڑا ہوا تھا۔ گُلانے نے دروازہ کھولا تھا اور اس سے سوال جواب کرنے لگی۔ اس کے کندھے سے دوپٹا سرکا تھا جسے اس نے درست کر لیا تھا' مگر اس کی شفاف گردن پر سیاہ تل اس کی نگاہ میں آ گیا تھا۔

وہ اس کے بھائی کی ہونے والی بیوی تھی، اس کے لیے بہن جیسی تھی۔

خود کو ڈپٹتے ہوئے وہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی پراگندہ سوچوں سے چھٹکارہ پانے کی کوشش کی۔ ایسی وڈیوز دیکھنے کے بعد وہ بعد میں شرمندہ ہوتا تھا، توبہ کرتا تھا۔ مگر جب سے موبائل ہاتھ آیا، وہ شرمندگی بھی بھول گیا اور توبہ بھی۔

www.novelsclubb.com

گُلانے اس کے کمرے میں آم لے کر آئی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اسے آم بہت پسند ہیں،وہ یہ ننہ جانتی تھی کہ اس وقت وہ کس قدر بہکا ہوا ہے۔اس کی ذہنی پراگندگی سے بے خبر وہ آم کی پلیٹ اس کے پاس رکھ کر پلٹنے لگی۔

پتا نہیں کیا ہوا کہ ولی کو اس پل بھول گیا کہ وہ اس کی بہن جیسی ہے وہ اس کے بھائی کی ہونے والی بیوی ہے۔گُلانے اس کو گھورتے ہوئے مڑی تھی اور پھر اس کی آنکھوں میں وحشت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی۔

اس وقت وہ ولی نہ تھا،اس وقت وہ شیطان کی کوئی صورت تھا۔

وہ لرز اُٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

ولی نے اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا تھا۔

"ولی....."

اس نے پھٹی آنکھوں بے یقینی کے عالم میں اس کا نام لیا تھا اور ولی نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر مزید بولنے سے روک دیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں شیطانیت تھی، اس کی چہرے پر مکروہ پن تھا۔

اس نے کبھی ولی کا یہ چہرہ نہ دیکھا تھا۔ وہ دہل گئی تھی۔ اس نے اپنے بچاؤ کی کوشش کی، مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

"اللہ... اللہ۔" اس نے اپنے رب کو پکارا تھا۔ کوئی نہ تھا جو اس کی مدد کو آتا۔

اپنے آپ کو بچانے کی کوشش میں ایک انگلی ولی کی آنکھ میں بہت زور سے لگی تھی۔ وہ اسے چھوڑ کر پیچھے ہوا اور ایک ہاتھ سے اپنی آنکھ مسلنے لگا۔ اس کے دوسرے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو گلانے خود کو چھڑا کر بھاگ گئی۔

ولی ایک دم جیسے ہوش میں آیا تھا۔ اس کے اندر کے شیطان نے اس کے اندر کے انسان کو مار دیا تھا۔

وہ اپنے ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔ کیا، کیا تھا اس نے... کیا کرنے جا رہا تھا وہ۔ وہ آدھا گھنٹا یوں ہی بیٹھا رہا تھا۔

صبح ہونے والی تھی۔ گُلانے امی کو بتائے گی، بھائی کو بتائے گی اور پھر... پھر۔

اس سے آگے وہ سوچ نہ سکا تھا۔ وہ تیزی سے اُٹھا اور یوں ہی اسی حال میں گھر سے نکل گیا۔

☆...☆...☆

ولی اس گھر سے نکل آیا تھا۔ اب کبھی وہ وہاں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ جو خطا اس سے ہوئی تھی وہ قابلِ معافی نہ تھی۔ وہ خائن تھا، اس نے اپنے بھائی کی امانت میں خیانت کی تھی۔ وہ بھائی جس نے ایک باپ سے زیادہ اس کا خیال رکھا۔ جس نے بن کہے اس کی ہر ذمے داری اُٹھائی، جس کے فرائض اتنے نہ تھے جتنے اس نے نبھا ڈالے۔ اس کی زندگی میں امی اور بھائی ہی تھے، ابو کی صورت تک اسے یاد نہ

www.novelsclubb.com

تھی۔ وہ بہت چھوٹا تھا جب اُن کا انتقال ہو گیا۔ بھائی نے ہی باپ کا کردار ادا کیا، اچھا برا سمجھایا، ضرورتیں پوری کیں، فرمائشیں پوری کرنے کی کوشش کی۔ وہ امی اور بھائی سے بہت پیار کرتا تھا۔

وہ خطاوار تھا۔ ابلیس کے کھاتے اپنا گناہ ڈال کر مطمئن نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ دوبارہ گھر واپس نہ گیا۔ وہ اس شہر ہی سے چلا گیا تھا، جیب میں چند ہزار تھے۔ وہ اپنے ایک پرانے کلاس میٹ کے گھر گیا تھا، کچھ عرصہ اس کے پاس رہا۔ پھر احساس ہوا کہ یوں کسی پر بوجھ بن کر زندگی نہیں گزرنے والی۔ اس نے کئی چھوٹی موٹی ملازمتیں کیں اور ایک ایسے فلیٹ میں رہنے لگا تھا جہاں دوسرے شہروں سے روزی روٹی کی تلاش میں آئے لڑکے رہتے تھے۔ ایک کمرے کا کرایہ چار لڑکے شیئر کرتے تھے۔ زمین پر سوتے ہوئے اسے اپنے گھر کے نرم گرم گدے یاد آتے ۔بسوں پر دھکے کھاتے ہوئے وہ بائیک یاد آتی جو بھائی نے میٹرک کا اچھا رزلٹ

آنے پر اسے گفٹ کی تھی۔ خود کھانا بناتے ہوئے امی کے ہاتھ کا ذائقہ یاد آتا، گُلانے یاد آتی جو اس کی فرمائشیں پوری کرتی تھی۔

اچھے کھانے، اچھا بستر، اچھی سواری، اچھے لباس تو یاد آتے ہی مگر ان سب پر بھاری تھی ماں اور بھائی کی یاد۔

بس کچھ لمحوں نے اس سے سب کچھ چھین لیا تھا۔ وہ پچھتاتا تھا، چھپ چھپ کر روتا تھا مگر کچھ خطائیں ایسی ہوتیں ہیں جو منہ کالا کر دیتی ہیں۔ پھر وہ منہ بندہ کسی کو دکھانے کے قابل نہیں رہتا، خاص طور پر اسے جس کا یقین اور اعتماد پامال کیا ہو۔

اب وہ گُلانے کا سامنا کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے بھائی کو کھو دیا تھا جو اسے اپنی جان سے زیادہ پیارا تھا۔ اس نے اپنی ماں کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا جس کے قدموں تلے جنت تھی۔

ہاں وہ جانتا تھا کہ اب اس کی ماں اس دنیا میں نہیں رہی۔

اپنے گھر سے نکلنے کے بعد اس نے بہت بار دوسرے نمبر سے امی کو فون کیا تھا۔امی کی عادت تھی کہ وہ فون اٹھا کر ''السلام علیکم'' کہتی تھیں۔جیسے ہی امی کی آواز کان میں پڑتی وہ آنکھیں میچ لیتا اور خود کو امی کی گود میں سر رکھے پاتا۔امی بعد میں ''کون ...کون؟''پوچھتی رہ جاتیں۔وہ فون رکھ دیتا۔امی کی آواز سن لیتا تو اس رات ذرا سکون کی نیند آجاتی۔

ایک مرتبہ امی نے ''السلام علیکم'' کہنے کے بعد یہ نہیں پوچھا تھا کہ کون بات کر رہا ہے،انہوں نے کہا تھا!

''ولی!''وہ وہیں جم گیا تھا۔

''میں جانتی ہوں،تم ولی ہو۔کیوں کرتے ہو اب ماں کو فون؟تم نے ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ولی۔میری اولاد ہو تو آئندہ کبھی فون مت کرنا۔''وہ جو ماں کی آواز سن لیتا تھا،اس کے بعد اس سے بھی محروم ہو گیا۔''تو امی کو گُلانے

نے سب کچھ بتادیا،اس نے بھائی کو بھی بتادیاہوگا۔"اس کادل چاہتاکہ اپنے منہ پر اتنے طمانچے مارے کہ اپناہی چہرہ دیکھنے کے قابل نہ چھوڑے۔وہ خود میں ہمت نہ پاتاتھااورنہ کسی چوراہے پر کھڑاہوجاتااورہر آتے جاتے کو کہتاکہ اس کے منہ پر تھوکے۔

اس کے بعداس نے کبھی امی کوفون نہیں کیاتھامگرایک رات اس نے امی کوخواب میں ابوکے ساتھ سفید کپڑوں میں دیکھاتھا۔وہ نیندسے بیدارہوگیاتھا۔اس کادل ڈرگیاتھا۔ماں کی دی ہوئی قسم اس نے توڑڈالی اورکانپتے دل کے ساتھ انہیں فون کیا۔جانے اسے کیوں لگ رہاتھاکہ یہ رابطہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔

امی کانمبر بندتھا،بھائی یاگُلانے کے نمبرپربات کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔اس دن وہ بہت بے قرارر ہاتھا،سجدوں میں پڑپڑکر گڑگڑایاتھا،توبہ کی تھی۔تین دن اسی بے چینی میں گزرے پھرجب رہ نہ پایاتونئی سم لے کراس نے اپنے ایک کزن کوفون کیا۔

''ولی! کہاں ہو تم؟''اس کے کزن نے بے یقینی سے اس سے پوچھا۔

''سکندر! امی کیسی ہیں؟''اس نے سکندر کے سوال کا جواب دینے کے بجائے یہ پوچھا تھا اور دوسری طرف سے جو خبر ملی، اس نے اسے ہلا ڈالا تھا۔ کتنا بدنصیب تھا وہ جو اپنی ماں کا آخری دیدار تک نہ کر پایا۔ اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا ہی میں مل گئی تھی کیا؟

وہ روتا رہا، امی کو پکارتا رہا تھا۔ اس رات اسے تیز بخار ہو گیا مگر رات رات بھر سرہانے بیٹھ کر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے والی ماں چلی گئی تھی۔ اسے اب کبھی اپنے ماتھے پر ان کا لمس محسوس نہیں ہونا تھا۔

بہت دنوں بعد وہ ایک بار گیا تھا ماں کی قبر پر۔ وہ جانتا تھا کہ ان کی تدفین ابو کے پہلو ہی میں ہوئی ہو گی کیوں کہ یہ ان کی خواہش تھی۔ وہ ماں کی قبر سے لپٹ کر روتا رہا تھا جس پہ کتبہ لگا تھا۔

"عائشہ خاتون زوجہ ضمیر الحسن،ام نور الحسن وولید الحسن۔"

ایک بیٹے کی خدمتوں اور کامیابیوں نے ماں کا سر فخر سے بلند کیا تھا تو دوسرے کے کالے کرتوت نے انہیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔

وہ منہ چھپائے وہاں سے لوٹا تھا۔

☆...☆...☆

"نور۔" وہ کلاس اٹینڈ کر کے ہانیہ کے ساتھ کامن روم کی طرف جا رہی تھی جب خزیمہ دائود نے ان کے پیچھے آتے ہوئے اسے پکارا،ہانیہ رک گئی تھی مگر نور نے اپنے قدم نہ روکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نور پلیز میری بات سنو۔" وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کے سامنے آیا۔وہ ویل ڈریسڈ بندہ تھا مگر اس وقت اس کا حلیہ عجیب سا ہو رہا تھا۔یوں جیسے اپنی ہی خبر نہ ہو۔

"خزیمہ دائود! آپ چاہتے کیا ہیں؟" نور کو اس کا یوں پیچھے آنا برا لگ رہا تھا۔

''میری...میری بات سن لیں بس۔''خزیمہ نے منت کی۔

''آپ کی بات میں سن چکی اور جواب بھی دے چکی ہوں۔''نور کے لہجے میں برہمی تھی۔

''نور میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔''وہ التجائیہ انداز میں اسے کہہ رہا تھا۔

''بس!''اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید ایک لفظ بھی بولنے سے منع کیا اور خود کامن روم کی طرف بڑھ گئی۔

''نور! تمہاری منگنی ہوئی ہے، شادی تو نہیں۔میرا یقین کرو۔میں تمہیں اس سے زیادہ چاہوں گا۔''جاتی نور کو دیکھ کر اس نے تھوڑی بلند آواز میں یہ جملہ کہا تھا۔

''خزیمہ دائود!''نور اتنی اونچی آواز میں چلائی کہ کاریڈور اور لان میں بیٹھے ہر بندے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ان میں سے اکثر تو ایسے تھے جنہوں نے اس لڑکی کی آواز ہی آج تک نہ سنی تھی۔

''اپنی حد میں رہیں۔''وہ بہت سخت لہجے میں کہہ رہی تھی۔ خزیمہ دائود حد میں کیسے رہتا؟ وہ لائن آف کنٹرول سے آگے آچکا تھا۔وہ ایک سنگین غلطی کر چکا تھا۔

''نور میری ہر حد پر آپ کھڑی ہیں۔میں جہاں نظر ڈالوں وہاں آپ ہیں، میں بے بس ہوں۔''خزیمہ کی حالت اس وقت قابل رحم لگ رہی تھی۔ہانیہ کو اس پر ترس آنے لگا تھا۔پہلے پہل اِسے نہیں لگتا تھا کہ وہ اتنا سیریس ہو جائے گا' لیکن آج لگ رہا تھا کہ دل نے اتنے سمجھ دار لڑکے کو خوب خوار کر ڈالا۔

نور کوئی بھی جواب دیے بغیر رخ موڑ کر چل دی۔اس نے کامن روم جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔وہ اب ڈیپارٹمنٹ سے نکل جانا چاہتی تھی۔ خزیمہ نے اس کے

پیچھے آکر اس کا بازو تھام کر اسے روکنے کی کوشش کی۔وہ جو دو دن پہلے تک ہاسٹل گیٹ کے باہر اس کا انتظار کر رہا تھا تاکہ وہ تنہا نظر آئے تو اس سے بات کرے۔وہ جو ڈیپارٹمنٹ میں بات کرنے سے ڈرتا تھا، آج اسے کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون اسے دیکھ رہا ہے۔کون اسے ذلیل ہوتا دیکھ کر ہنس رہا ہے۔آج اسے کوئی پرواہ نہ تھی۔

ایک مرد...ایک غیر مرد اسے ہاتھ لگائے،اسے چھوئے،اس کی اتنی ہمت...

نور نے پلٹ کر اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔

مسکراتے چہروں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔بڑھتے قدم وہیں رک گئے۔جو اس طرف پہلے متوجہ نہ تھا وہ بھی انہیں دیکھنے لگا۔

خزیمہ شاکڈ تھا۔ہانیہ بھی جیسے سکتے میں آ گئی تھی۔

اس کی آنکھوں سے غصہ برس رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کا منہ نوچ ڈالے جس نے اسے ہاتھ لگانے کی جسارت کی تھی۔اسے پتا نہیں تھا کہ

اب اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔اس کام کے لیے اس کی آنکھیں ہی کافی ہیں

۔

خزیمہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر تیزی کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ سے نکل گیا۔

☆...☆...☆

اسے ایک فیکٹری میں ملازمت مل گئی تھی۔مہینا بھر میں جو کچھ کماتا،اس میں سے تھوڑی سی رقم خود پر خرچ کرتا اور باقی سے اپنی پڑھائی کے اخراجات پورے کرتا۔ وہ ایل ایل بی کر رہا تھا۔اسے وکیل بننا تھا۔اپنے بھائی جیسا اچھا وکیل جس کی نیک نامی کا شہر بھر میں چرچا تھا۔اور اب وہ ایک جج تھا۔ولی کو یقین تھا کہ اس کا بھائی جج بھی بہت اچھا ہو گا۔

www.novelsclubb.com

ضرورت کے لیے پیسے رکھ کر وہ باقی رقم لوٹانے آیا تھا، جو اس نے اٹھائی تھی نہ ہی خرچ کی تھی۔ منیجر کا رویہ اس کے ساتھ ایسا تھا جیسا ایک چور کے ساتھ ہونا چاہیے ۔

''اتنی امائونٹ دو گے تو چھے مہینے نہیں چھے سال لگ جائیں گے رقم چکاتے چکاتے ۔'' منیجر کی بات سن کر وہ خاموش رہا۔ اس کے پاس جواب بھی کوئی نہیں تھا ۔ جھوٹے وعدے کرنے کی اسے عادت نہ تھی۔

''میری مانو تو ثریا مقصود کی آفر قبول کر لو۔'' سرفراز نے ایک طرف لے جا کر اسے مشورہ دیا تھا۔ ''غریب عزت بچاتا رہے تو اور بہت کچھ کھو دیتا ہے۔''

''اور بہت کچھ کھو کر عزت بچ جائے تو یہ خسارے کا سودا نہیں سرفراز۔'' اس نے جواب دیا اور آئوٹ لیٹ سے باہر نکل آیا تھا۔

تین دن کے فاقے کے عالم میں ایک دن اس نے بھی سوچا تھا کہ وہ ثریا مقصود کی بات مان لے اور مان بھی لیتا اگر اس نے اپنی زندگی میں یہ مشاہدہ نہ کیا ہوتا کہ بالا خر خلوص کو خلوص، وفا کو وفا، دھوکے کو دھوکا ملتا ہے۔

سینیٹر مقصود نثار بیوی سے بے وفائی کرتا ہے تو اس کی بیوی اپنا دل کہیں اور لگاتی ہے ۔اپنی خواہشات اور ضرورتیں کہیں اور سے پوری کرتی ہے۔ہر چند کہ انسان کے عمل و فعل کا انجام اسی وقت دیکھنے کو نہ ملے، اگلی نسلوں میں انجام ظاہر ہو جاتا ہے ۔ایک زانی کی بیوی نہیں تو بیٹی ضرور زنا کرے گی، یہ مکافاتِ عمل ہے۔امی صحیح کہتی تھیں۔

''انسان کا ایک غلط قدم اس کی نسلوں میں ملاوٹ کر دیتا ہے۔''

اس وقت اسے یہ باتیں سمجھ نہیں آتی تھیں،اس وقت شیطانی باتیں دل لبھانے لگی تھیں۔اب جو سمجھ آئی تھی تو اس نے اپنی اگلی نسل کو گندا ہونے سے بچانے کی کوشش اور توبہ کی توفیق پائی تھی۔

عروہ آج پھر چھٹی پر تھی۔ پچھلے ہفتے اس کے ابو پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔اس کے قدم عروہ کے گھر کی طرف اٹھنے لگے۔اسے دیکھ کر عروہ کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی اور پھر پریشان۔اس کے گھر میں تو مہمان کو بٹھانے کے لیے کوئی خاص جگہ بھی نہ تھی۔ولید اس کے ابو کے پاس رکھی لکڑی کی کرسی پر بیٹھ گیا جس پہ رکھی گدی پھٹی ہوئی تھی اور فوم جگہ جگہ سے نظر آرہا تھا۔

اس کے گھر کے حالات دیکھ کر اس نے سوچا تھا کہ شاید یہ حالات کسی کو بھی چور بنا سکتے ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

عروہ کی بھابی ایک خوب صورت جوان کو اپنے گھر دیکھ کر چوکنا ہوئی اور تمام تر تفصیلات جاننے کے بعد مایوس بھی۔ فیکٹری میں کام کرنے والے مزدور کو بھلا ملتا ہی کیا ہو گا... یہ ان کی بہن کے لیے ٹھیک نہ تھا۔ وہ جلد ہی پاس سے اٹھ کر چلی گئی تھیں۔ ولید کو ان سے مل کر اندازہ ہوا تھا کہ آئوٹ لیٹ پر کبھی کبھی عروہ جو اپنی بھابی کا ذکر خیر کیا کرتی تھی، ٹھیک ہی کہتی تھی۔ ورنہ ان سے ملنے سے قبل وہ سوچا کرتا تھا کہ یہ لڑکیاں خواہ مخواہ بھابیوں کی برائیاں کرتی رہتی ہیں۔ بھابیاں بھلا ایسی کب ہوتی ہیں؟ بھابی تو گُلانے جیسی ہوتی ہے، پر خلوص اور پرواہ کرنے والی۔

اس کی عروہ سے یہ آخری ملاقات نہ تھی۔ اس دن کے بعد سے ملاقات کے لیے چھوٹی چھوٹی بات بہانہ بننے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

قرۃ العین اسے فون پر فون کر رہی تھی مگر وہ اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔اس کا دل ہر شے سے اچاٹ سا ہونے لگا تھا۔امی کی وفات کے بعد سے اسے اپنے ہونے کا مطلب اور مقصد سمجھ نہ آتا تھا۔کورٹ میں ہوتا تو مظلوم کا چہرہ دیکھ کر سمجھ آتی کہ اس کے ہونے کا کیا مقصد ہے۔اسے ایک مظلوم کو انصاف دلانے کی ذمے داری سونپی گئی ہے۔مگر جب ثبوت اور جھوٹے گواہ اس راہ میں حائل ہو جاتے اور اسے فیصلہ ظالم کے حق میں دینا پڑتا تو دل کانپ اٹھتا۔اس کا جی چاہتا کہ وہ یہ نوکری چھوڑ دے جس کے لیے اس نے اتنی محنت کی اور وہ اس کے لیے کانٹوں کی سیج نکلی۔کئی فیصلے اسے رات رات بھر سونے نہیں دیتے تھے۔

نیندیں حرام کرنے کے لیے گُلانے اور ولی کی یاد کیا کم تھی جو منصف کی کرسی پر بیٹھ کر کیے گئے فیصلے بھی اسے جگائے رکھنے لگے۔

آج بھی وہ کچھ ایسا ہی فیصلہ دے کر آیا تھا۔اسے کٹہرے میں کھڑے اس نوجوان کی نظریں نہیں بھولتی تھیں جو فیصلہ سننے کے بعد بے یقینی کے ساتھ اسے دیکھ رہا

تھا۔وہ اسے کیا بتاتا کہ تمہارا چہرہ گواہ ہے کہ تم بے گناہ ہو مگر چہرے کی گواہی دنیا کی کسی عدالت میں قبول نہیں کی جاتی۔یہاں وہ گواہ بھی ہیں، جن کا پروفیشن ''جھوٹی گواہی'' ہے۔ایک نیلے نوٹ پر بک جانے والے یہ گواہ کس کس کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں، انہیں خیال تک نہیں آتا۔

بہت بے چین ہو کر وہ کورٹ سے نکلا تھا۔

قرۃ العین کی کال پھر آ رہی تھی مگر اس نے اٹینڈ نہیں کی اور دوسری طرف وہ بھی خاصی ڈھیٹ واقع ہوئی تھی۔

سرخ اشارہ دیکھ کر اس نے گاڑی روکی۔

''یہ ہار لے لو صاحب۔'' میلے کپڑوں اور الجھے بالوں والی بچی نے موتیا کے ہار اور گجرے ان کے سامنے بڑھائے۔وہ ٹھٹک گیا تھا۔

''تم ام کو کرید لو نورالحسن۔ ''نیلی آنکھوں، سنہری گھنگریالے بالوں والی گُلانے منت کر رہی تھی۔

''میری ماں کو بخار ہے، دوائی لینی ہے۔ میرا چھوٹا بھائی بھی بیمار ہے۔ ''اس سے پہلے کہ ہار اور گجرے والی لڑکی باقی خاندان کو بھی بیمار کر ڈالتی، اس نے شیشہ چڑھا دیا۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

''تم ام کو کرید لو نورالحسن۔ ''

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ رات دیر تک جاگنے والے بھی گہری نیند سو چکے تھے لیکن اس کی نیند تو کب سے اس سے روٹھ چکی تھی۔ جب بھی وہ کسی بارہ تیرا سالہ بچی کو پھول، گجرے، رومال، کچنار بیچتے ہوئے دیکھتا، ایک ہی آواز کی گونج میں گھر جاتا۔

"تم ام کو کرید لو نورالحسن۔"

سگریٹ کا ایک پیکٹ وہ ختم کر چکا تھا اور اب دوسرا نکال لیا تھا۔ وہ شراب نہیں پیتا تھا مگر آج سوچ رہا تھا کہ ساتھی جج فرید سبحان کے ساتھ بیٹھ کر کچھ چڑھا لیتا تو شاید بہتر رہتا۔ اور کچھ نہیں تو کم سے کم ہوش و خرد سے بیگانہ تو پڑا رہتا۔

"تم ام کو کرید لو نورالحسن۔"

سنہری بالوں والی، نیلی آنکھوں والی نے پھر منت کی تھی۔

اس نے ریکنگ پر مکا مارا۔ اس پر بھی قرار نہ آیا تو کمرے میں آ کر بیڈ پر پڑا اپنا لیپ ٹاپ نیچے پھینکا، تکیہ اٹھا کر دیوار پر دے مارا، موبائل، گھڑی، والٹ، گلدان کچھ بھی اس کے ہاتھ سے نہ بچا، کسی ترکیب سے بھی کانوں سے اس ایک جملے کی بازگشت جاتی نہ تھی۔ اس وقت وہ شخص پاگل لگ رہا تھا جس کی عقل، سمجھ اور سلجھی طبیعت کی خاندان بھر میں مثالیں دی جاتی تھیں۔

"تم ام کو کرید لو نورالحسن۔"

اُف... بہرا کیوں نہیں ہو جاتا تھا وہ۔اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

"تم ام کو کرید لو نورالحسن۔"

چہار سو بازگشت تھی۔

تھک کر وہ بیڈ پر جا گرا۔اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے سر کے بالوں میں پھنسا رکھی تھیں۔

وہ ایک نامور جج نورالحسن جسے دنیا رشک اور حسد کی نگاہ سے دیکھتی تھی،اس وقت ،اس حالت میں وہ ان کے سامنے ہوتا تو یہی دنیا اسے ترس بھری نگاہ سے دیکھتی۔

www.novelsclubb.com

وہ لکھاری نہ تھا۔

لکھاری ہوتا تو گُلانے پہ لکھتا۔

گُلانے جو دھوکا تھی،فریب تھی،بے وفائی تھی۔

☆...☆...☆

اس خوب صورت جوان لڑکے کو لو اسٹوریز کبھی اچھی نہیں لگتی تھیں، اسے پیار میں جینے پیار میں مرنے والے کردار سطحی سے لگتے تھے۔

یہ قصہ ماضی تھا۔

اب وہ پیار میں مر رہا تھا، لمحہ لمحہ مر رہا تھا۔

وہ خزیمہ دائود تھا جسے پہلے یہ یقین نہ تھا کہ اسے محبت ہو سکتی ہے اور جو یقین آیا تو اس بات پر بے یقین بیٹھا تھا کہ نور نہ صرف اس کے جذبات کو دھتکار چکی بلکہ بیسیوں لوگوں کے سامنے اسے ذلیل بھی کر چکی ہے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں!" وہ نفی میں سر ہلاتا، اس کے خاندان کی لڑکیاں اس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتی تھیں۔ وہ کسی ایک کے بھی جذبات کی پزیرائی نہ کرتا تھا۔ اسکول، کالج میں کئی لڑکیاں تھیں جن کا کرش "خزیمہ دائود"

تھا۔ بھلے اس نے کبھی مسکرا کر، نظر بھر کر بھی انہیں نہ دیکھا ہو۔ یونیورسٹی میں بھی یہی عالم تھا۔

اتنی لڑکیوں میں اس کا دل آیا بھی تو کس پر، وہ جس کی آنکھیں پیغام نشر کرتی تھیں کہ کسی کے لیے کوئی نرمی نہیں، کوئی رعایت نہیں، کوئی جگہ نہیں۔ وہ مر مٹا بھی تو کس پر وہ جس کا نام پہلے سے کسی اور سے جڑا ہوا تھا۔ جس کے لیے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہاں اسے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ پھر وہ جی کس کے لیے رہا تھا؟

اسے محبت میں ناکام ہو کر خودکشی کرنے والے بزدل لگتے تھے اور اس کے قدم ریتلی مٹی کو چھونے لگے تھے۔ پھر نمکین پانی اس کے گھٹنوں تک پہنچ گیا تھا۔ وہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

بحیرہ عرب بانہیں وا کیے اسے بلا رہا تھا۔

☆...☆...☆

وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے مالٹا چھیلے بنا آدھا آدھا کر کے ایک حصہ اس کی طرف بڑھاتی اور ایک حصے میں سے قاش قاش نکال کر کھاتی۔ بیجوں کو منہ سے پچکاری کی طرح دور پھینکتی اور اگلی قاش منہ میں ڈال لیتی۔ آج اس کا سب سے ضروری کام یہی لگ رہا تھا۔ ولید کی تو ویسے ہی بولنے کی عادت نہ رہی تھی۔ پارک کے اس حصے میں ویسے بھی اِکا دُکا لوگ تھے۔ اس لیے چپ سی چھائی ہوئی تھی۔

"بس۔" ولید نے ہاتھ کے اشارے سے مزید مالٹا لینے سے انکار کیا۔

"کھالو، کمزور ہوتے جا رہے ہو۔" اس نے ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔ ولید کو صحت مند ہونے کا یار ہنے کا کوئی شوق نہیں تھا مگر بغیر بحث کیے اس نے آدھا مالٹا تھام لیا۔

عروہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر سامنے سے آتے جوڑے کو دیکھنے لگی۔ لگ رہا تھا ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

لڑکی زرق برق لباس میں لمبی ہیل کے ساتھ بمشکل چل پا رہی تھی۔اس کے چہرے پر تھکن کے آثار نہ تھے۔کیوں کہ وہ خوش تھی،اس نشیب و فراز میں ساتھ دینے والا ہم سفر اس کے ساتھ تھا۔

کیا اس کی قسمت میں بھی ایسا جیون ساتھی ہے جو ہر اونچ نیچ میں اس کا ساتھ دے۔

اس کی نظریں پھر سامنے بیٹھے شخص پر آ ٹکیں۔عورت کا دل چاہتا ہے کہ پہل مرد کرے۔مگر عروہ ابو بکر کو شک نہیں یقین تھا کہ یہ شخص ساری عمر بھی اس کے ساتھ بیٹھا رہے،اس کے ساتھ چلتا رہے،پہل نہیں کرے گا،اس کا ہاتھ نہیں تھامے گا۔

"ثقلین کمال گھر تک آنے لگا ہے؟"اس نے کھنکار کر گلا صاف کیا پھر اس گفتگو کا آغاز کیا،جس کے لیے آج کی یہ ملاقات طے پائی تھی۔

"کیوں؟"قاش اس کے منہ تک جاتے جاتے رکی۔

''کہتا ہے، شادی کرنا چاہتا ہے مجھ سے۔''اس نے کن انکھیوں سے ولید کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس میں حرج کیا ہے؟''بہت دیر بعد بہت آہستہ اس کے منہ سے نکلا۔

''حرج؟''اس نے دکھ کے ساتھ ولید کی طرف دیکھا۔

''اس کی شکل پر لکھا ہے کہ وہ ہر دوسری لڑکی کے ساتھ فلرٹ کرتا ہے۔''عروہ نے تنک کر کہا۔

''یہ تو امیروں کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت ہے۔''اس نے اسی سپاٹ لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

''تمہاری نظر میں ہو گی خصوصیت، مجھے تو یہ برائی لگتی ہے۔ مرد کا کردار مضبوط ہونا چاہیے۔ امیر و کبیر، خوب صورت، پڑھے لکھے مرد تو دنیا میں بکھرے پڑے ہیں، قحط تو باکردار مردوں کا ہے۔''عروہ ابو بکر کے جملے نے اسے آئینہ دکھایا تھا

۔اور اسے یقین تھا کہ اگر یہ آئینہ اور اس میں نظر آتی ولید الحسن کی مکروہ شکل عروہ ابو بکر بھی دیکھ لیتی تو اس کے ساتھ یوں بیٹھی نظر نہ آتی۔

☆...☆...☆

صبح ہونے میں کچھ ہی وقت باقی تھا جب وہ شکستہ قدموں سے چلتا ہوا الماری کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس کا پٹ کھولا۔اوپر والے خانے میں تہ کیے کپڑوں کو آگے پیچھے کر کے کچھ تلاش کرنے لگے۔کچھ ہی دیر بعد اس کے ہاتھ میں ہاتھ سے بُنا ہوا ایک سفید سوئیٹر تھا۔اس نے اس سوئیٹر کو کھول کر اپنے سامنے پھیلا لیا۔

سفید سوئیٹر کے بائیں کندھے سے کچھ نیچے لال رنگ کا دل کڑھائی کیا گیا تھا۔وہ اس دل پر اپنی انگلیاں پھیرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

وہ اس ڈراما باز لڑکی سے چاہ کر بھی نفرت نہیں کر پایا تھا جس کی آنکھوں میں جب بھی جھانکا، نورالحسن کو اپنا آپ نظر آیا۔ جس کے جملوں کو جب بھی تولا، جذبوں سے مہکتے لفظوں سے میزان ایک طرف جھکتا چلا گیا۔

"مجھے ہر اس شے سے عشق ہے جس کا تعلق آپ کے ساتھ ہے۔"

اسے وہ زنجیر یاد آتی جو اس کی گردن میں سجی رہتی۔ پڑھتے ہوئے، کوئی بھی کام کرتے ہوئے جس کے سنہری موتی کے ساتھ وہ کھیلتی رہتی۔ کسی موقع پر امی اسے کوئی زیور پہننے کو دیتیں تو وہ اس زنجیر کو نہ اتارتی جو نورالحسن ایک عید پر اس کے لیے لایا تھا۔

"آپ کے کام کرنا مجھے اچھا لگتا ہے۔"

اسے اپنے جوتے پالش کرتے دیکھ کر جب وہ غصہ کرتا تو وہ عنابی ہونٹ کا کنارا چباتے ہوئے کہتی۔

کیسے یہ ڈھونگ رچالیتی تھی وہ مکر باز...

نورالحسن آج تک سمجھ نہ پایا تھا۔

☆☆☆☆☆

عروہ ابو بکر کو ولید الحسن سے محبت ہو گئی تھی۔اور ولید الحسن تھا کہ اس کی نگاہ میں تو اس کے لیے پسندیدگی تھی مگر زبان سے کچھ کہتا نہ تھا۔ عروہ ابو بکر کے لیے نگاہوں سے جھلکتے جذبے کافی نہ تھے،اسے قدم آگے بڑھانا تھا،وہ تھک گئی تھی۔ وہ اپنا گھر بسانا چاہتی تھی۔اسریٰ کی طرح بزدلانہ قدم اٹھا کر نہیں بلکہ عزت کے ساتھ اپنے باپ کے گھر سے رخصت ہونا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس ڈھلتی شام وہ بہت دنوں بعد ملے تھے۔ولید کی نئی نوکری بہت محنت اور وقت مانگتی تھی۔اس کا رنگ سانولا ہو گیا تھا اور صحت گر گئی تھی۔ عروہ کے اندر احساس

ندامت جاگا۔اس کی وجہ سے خوار ہو رہا تھا وہ۔ سنبل کمال کے آئوٹ لیٹ پر نوکری بہر حال اتنی مشکل نہ تھی۔

''عدیل کے کیس میں کچھ پیش رفت ہوئی؟''عروہ نے دیکھا تھا کہ وہ خود سے زیادہ دوسروں کی پرواہ کرتا تھا۔اس کے ساتھ ایک گفتگو میں ہی سامنے والا جان جاتا تھا کہ بڑے ہی نیک ماں باپ کی اولاد ہے، بڑے ہی اچھے خاندان کا چشم وچراغ ہے۔

''نہیں! مجھے لگتا ہے کہ وکیل چاہتا ہی نہیں کہ کیس آگے بڑھے۔وہ اپنی ایک اولاد کو میرے خرچے پر پڑھا لکھا کر جوان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔''وہ آسمان میں گھورتے ہوئے مایوسی سے کہہ رہی تھی۔

ولید اسے دیکھتا رہا۔اس کے پاس تسلی و تشفی کے الفاظ تو تھے مگر اب وہ ان لفظوں سے بہلتی نہ تھی۔اس نے اتنی سی عمر میں جانے اتنا کچھ دیکھ لیا تھا کہ اب حقیقت پسند ہو گئی تھی،اس لیے لوگوں کو اس کا مزاج کڑوا لگتا تھا۔

''بہن سے بات ہوئی؟''اس نے موضوع بدلا۔

''ہاں...آتا ہے فون اس کا مگر میں بات نہیں کرتی۔''

''کر لیا کرو بات۔''

''کیوں کروں اس خود غرض سے بات؟ ہمارے سر میں خاک ڈال کر چلی گئی،اب یاد آتی ہے اسے بہن اور باپ؟ اتنی پرواہ ہوتی تو کسی اور کا نہیں تو بوڑھے باپ کا ہی ذرا خیال کر لیتی۔''اس کی آواز اور زہریلی ہو گئی تھی۔

''معاف کر دو اسے۔''ولید کو اپنی آواز بہت اندر سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''معاف کرنا اتنا آسان ہوتا ہے کیا؟''اس نے طنزیہ انداز میں ولید سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

''نہیں! آسانی سے معاف کرنا اللہ غفور الرحیم کی صفت ہے۔انسان کے لیے معاف کرنا آسان نہیں ہوتا، مگر جو یہ ظرف دکھاتا ہے، نفع میں رہتا ہے۔اس کی

اپنی خطائیں، اپنے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ''اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کو اپنے آپ کو معاف کرنے پر راضی کر رہا ہے۔

''سچ پوچھو تو مجھے وہ بڑی یاد آتی ہے۔ ''غبار نکالنے کے بعد وہ آہستگی سے بولی۔اس کا لہجہ ایک دم بدلا تھا اور اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے۔

''تو پھر آج بات کر لینا اس سے۔''

اس نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے سر ہلایا تھا اور اس شام اس نے اسریٰ کو کال کی تھی۔دو دن بعد ہی اس نے ولید سے پھر ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔اس کا لہجہ بشاش تھا۔

اس دن وہ اس کے لیے ڈبل روٹی میں کباب رکھ کر لائی تھی۔ولی کو گُلانے کے ہاتھ کے بنے دم پخت کباب یاد آئے، وہ اداس ہو گیا تھا۔

"میں نے اسریٰ کو بتایا تھا کہ تمہارے سمجھانے پر میں اسے کال کر رہی ہوں ورنہ کبھی اس سے بات نہ کرتی۔ وہ تمہاری ممنون ہوئی تھی پھر تمہارے بارے میں بڑی باتیں کی ہم نے۔"

"اچھا!" وہ افسردہ سے انداز میں مسکرایا۔

"پوچھو گے نہیں کہ ہم نے تمہارے بارے میں کیا کیا باتیں کیں؟" عروہ نے ایک خاص انداز میں یہ بات کی تھی۔

"ضرورت تو نہیں پوچھنے کی۔" اس نے کندھے اُچکا کر کہا۔

"ضرورت ہے ناں ولی۔" اس کے منہ سے ایک دم "ولی" نکلا، پھر زبان ہونٹوں تلے دبا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہیں ولی کہا، تمہیں برا تو نہیں لگا ناں۔" اس کا انداز معذرت خواہانہ کے بجائے اجازت طلب تھا۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے ولید الحسن کو کیا کچھ یاد نہ آیا تھا۔

امی کی عادت تھی کہ وہ اس کا پورا نام ولید الحسن پکارتی تھیں، بھائی اسے پیار سے ''ولی'' کہتے تھے۔ یہی نام پھر ہر ایک کی زبان پر آتا گیا حتیٰ کہ امی بھی آہستہ آہستہ اسی نام سے پکارنے لگی تھیں۔

''میرے اپنے مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں۔'' اس نے افسردہ لہجے میں عروہ کو بتایا

۔

''پھر میں بھی تمہیں اسی نام سے پکاروں گی۔'' اس کا انداز حق جتاتا ہوا تھا۔

''مرد کا کردار مضبوط ہونا چاہیے، امیر و کبیر، خوب صورت، پڑھے لکھے مرد تو دنیا میں بکھرے پڑے ہیں، قحط تو با کردار مردوں کا ہے۔'' وہ یہ الفاظ بھولا نہ تھا۔

''نہیں! تم مجھے ولید ہی کہو۔'' اس نے بے لچک انداز میں اس کے بڑھتے قدموں کو روکنے کی کوشش کی۔

''میں تمہیں ولی ہی کہوں گی ولید الحسن... کیوں کہ مجھے تم اپنے اپنے لگتے ہو اور میں تمہاری ہونا چاہتی ہوں۔'' وہ مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ولی کو اس کی آنکھوں میں دیکھ کر خوف آیا، وہ سینڈوچ ہاتھ سے رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''ولی مجھے تم اچھے لگتے ہو۔ میری اتنی پرواہ نہ کرتے تو شاید اچھے نہ لگتے۔ میرے دل میں اپنی محبت تم نے اپنے اوصاف سے ڈالی ہے۔ اب میں قادر نہیں اس محبت کو نکال پھینکنے پر۔'' وہ بے باکی سے اظہارِ محبت کر رہی تھی۔

''کون سے اوصاف... کون سے اوصاف عروہ ابو بکر؟'' اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا۔

''تم میری پرواہ کرتے ہو، میرے جرم پہ پردہ ڈالتے ہو، میری عزت کے لیے بول اٹھتے ہو، سب سے بڑھ کر یہ کہ تم ایک مضبوط کردار کے لڑکے ہو۔ کسی لڑکی، کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ثریا مقصود تم پر فریفتہ ہوئی، تمہیں

لاکھوں کی پیش کش کی ’مگر تم نے ثابت کیا کہ تم باکردار ہو۔“ ولی کو لگ رہا تھا کہ وہ بیچ چوراہے میں اسے تھپڑ مار رہی ہے۔ اسے اپنی عزت بچانے کے لیے ہاتھ پائوں مارتی ہوئی گُلانے یاد آئی۔ ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔

”تمہیں مضبوط کردار کے لوگ پسند ہیں ناں؟ اور تمہیں لگتا ہے کہ ولید الحسن ایک باکردار مرد ہے جس نے ثریا مقصود کی آفر ٹھکرا کر اپنی پاکیزگی کا ثبوت دیا۔“ وہ عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ”تمہیں ایسا لگتا ہے ناں؟“ وہ اپنا سوال دہرا رہا تھا

۔

”ہاں!“ عروہ نے پورے یقین کے ساتھ جواب دیا۔ وہ ہلکا سا ہنسا تھا اور اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کی سطح نم ہوئی تھی۔

”تمہیں میں بتائوں کہ ولید الحسن کیا ہے؟ اس کا چہرہ کتنا مکروہ ہے، اس کا فعل کتنا گھنائونا ہے؟ تمہیں میں بتائوں؟“ اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

وہ کوئی جواب نہ دے پائی تھی۔ہاں یا نا میں سر تک نہ ہلا پائی تھی۔اسے ولی کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ کچھ ایسا بتا دے گا کہ اس کے سپنوں کا محل زمین بوس ہو جائے گا۔اور ایسا ہی... بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔

عروہ بے یقینی کے ساتھ اسے دیکھتی رہی، پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتی اور تیز قدم اُٹھاتی پارک سے نکل گئی۔اس دن کے بعد سے عروہ ابو بکر کسی بہانے سے ولید الحسن سے نہیں ملی۔

☆☆☆☆☆

"تمہاری وجہ سے خزیمہ نے اتنا بڑا قدم اٹھایا... تمہاری وجہ سے۔" ہانیہ دو دن سے اسی بات پر اس سے ناراض تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے اسے کہا تھا کہ جائو جا کر خود کو سمندر کے حوالے کر دو؟" نور کو دکھ ہو رہا تھا۔ایک تو خزیمہ کے اقدامِ خودکشی نے اس کے دل پر بوجھ بڑھا دیا تھا اوپر سے ہانیہ بھی اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہی تھی۔

"تم نے اسے سمندر میں غرق ہونے کو نہیں کہا تھا مگر سارے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے ذلیل کر کے تو رکھ دیا تھا نا۔" ہانیہ اسے مسلسل یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ خزیمہ نے یہ قدم اس کی وجہ سے ہی اٹھایا ہے۔

"ہانیہ! وہ مجھے پریشان کر رہا تھا، سب کے سامنے خوار کر رہا تھا۔" نور کا انداز مدافعانہ تھا۔

"اسے آرام کے ساتھ بھی تو سمجھا سکتی تھیں نا۔"

"کوشش کی تھی، وہ سمجھا نہیں" وہ بے بسی سے بولی۔

''اب اگر...اگر مر جاتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟ خیر تمہیں کیا فرق پڑتا ہے کہ کیا ہوتا، تم مالا جپتی رہتیں اپنے محبوب کی۔'' ہانیہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''وہ مرا نہیں ہے ہانیہ، اللہ نے میرے ضمیر پر ہمیشہ کا بوجھ نہیں پڑنے دیا۔'' وہ مضبوط لہجے میں بول رہی تھی۔

''تمہارے ضمیر پہ کیا بوجھ پڑنا تھا۔ ساری کلاس اسے دیکھنے گئی مگر تم نہیں گئیں۔''

''میں اس کی عیادت کے لیے جاؤں گی ہانیہ۔ ضرور جاؤں گی۔'' نور نے پر سوچ انداز میں کہا، ہانیہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ ایک بدترین ایکسیڈنٹ تھا۔

کار، موٹر سائیکل اور ٹرالر کے بیچ ہونے والے تصادم میں چار جانیں چلی گئیں، سیاہ مرسڈیز میں سوار دونوں لڑکے جان کی بازی ہار چکے تھے۔ موٹر سائیکل والا لڑکا

بھی مر چکا تھا۔ صرف اس کے پیچھے بیٹھے لڑکے کی سانسیں چل رہی تھیں مگر حالت ایسی تھی کہ کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا تھا۔اور حواس کھو دینے سے قبل اس نے معجزہ ہو جانے کی شدت سے دعا مانگی تھی۔

مرنے سے پہلے وہ ایک چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

مرنے سے پہلے وہ ایک لفظ کہنا چاہتا تھا،ایک جملہ سننا چاہتا تھا۔

اس نے معجزہ ہو جانے کی شدت سے دعا مانگی تھی۔رب نے اس کی سن لی۔اور وہ بچ گیا تھا۔

☆٪☆٪☆٪☆٪☆

www.novelsclubb.com

عروہ ابو بکر نکما،سست اور غریب مرد تو قبول کر سکتی تھی مگر بد کردار نہیں۔اور ایسے مرد کو تو دیکھنا بھی پسند نہ کرتی تھی جس نے اپنے ہی بھائی کی ہونے والی بیوی پر بری نگاہ ڈالی ہو۔اصولاً تو اسے ولید الحسن سے نفرت ہو جانی چاہیے تھی اور اس نے

کوشش بھی کی تھی۔اس نے اس پارک سے نکلتے ہوئے ہی اپنے قدم پیچھے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔یہ مشکل ضرور تھا لیکن ناممکن تو نہیں تھا۔

اور پھر ایسا ہوا کہ اسے خبر ملی کہ فیکٹری جاتے ہوئے اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔موٹر سائیکل والا اس کا دوست تو موقع پر دم توڑ گیا جب کہ وہ شدید زخمی حالت میں اسپتال پڑا تھا۔وہ خود کو اسپتال جانے سے روک نہ پائی۔اسپتال کے بستر پر بے یار و مددگار پڑے ولی کو دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"ایسے شخص کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔"اس نے اپنا دل سخت کرنے کی کوشش کی اور پلٹ کر جانے لگی مگر جانے کیا ہوا کہ آئی سی یو کے دروازے سے ہٹ نہ سکی۔اسے بیالیس گھنٹوں کے بعد ہوش آیا تھا۔اس دوران وہ صرف رات کو گھر گئی تھی۔وہ دوراتیں اس پر بہت بھاری تھیں۔بابا کا خیال رکھتے ہوئے اسے وہ شخص یاد آتا جس کے پاس اس وقت ان میں سے کوئی بھی نہ تھا جنہیں ہونا چاہیے

تھا۔ سرفراز اسے دیکھنے آتا تھا مگر آدھا گھنٹا رک کر چلا جاتا۔اس کی فیکٹری کا ایک دوست بھی آتا تھا۔ فلیٹ کے لڑکے بھی دیکھنے آئے تھے مگر دیکھتے اور چلے جاتے۔

ولی کو آئی سی یو سے وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا،اس کی حالت اب خطرے سے باہر تھی۔ جس وقت اسے ہوش آیا،اس نے اپنے بیڈ کے قریب پڑے بنچ پر عروہ ابو بکر کو بیٹھے پایا تھا۔اس کے آنکھیں کھولتے ہی وہ اٹھی اور اس کے قریب آئی تھی۔ پھر پلٹ کر وارڈ سے نکل گئی۔ وہ ڈاکٹر کو بلانے گئی تھی۔ جب ڈاکٹر اس کا معائنہ کر رہا تھا،اس کی آنکھیں کسی اور کو بھی تلاش کر رہی تھیں مگر اسے مایوسی ہوئی۔

اگلے دن اس کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی۔ وہ بول سکتا تھا مگر خاموش تھا۔اس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹکتیں۔ سرفراز، فیکٹری کا دوست فرید اور فلیٹ کے لڑکے سب اس سے ملنے آئے تھے مگر اس کی آنکھیں کسی اور کو تلاش کر رہی تھیں۔

وہ اس وقت صرف ایک چہرے کو دیکھنے کا متمنی تھا۔

عروہ تازہ پھلوں کا جوس لے کر آئی تھی۔اتنے مہینوں بعد اسے دیکھنا بھی اچھا لگ رہا تھا۔وہ اس کے پاس تھی،اس کی پرواہ کر رہی تھی۔یہ بھی اچھا لگ رہا تھا۔ان پچھلے چند مہینوں میں کئی بار وہ پچھتایا تھا کہ کیا ضرورت تھی سچ بولنے کی،اپنے کالے کرتوت بتانے کی۔ماں کو،بھائی کو،گُلانے کو تو اس نے کھو ہی دیا تھا،اب اس لڑکی کو بھی کھو دیا جس کی وجہ سے زندگی میں کچھ رنگ محسوس ہونے لگا تھا۔

"مجھے یہاں دیکھ کر حیران ہونے کی ضرورت نہیں،تمہارا بڑا احسان ہے مجھ پر، اسی کا بدلہ چکانے کا موقع ملا ہے۔"اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ بظاہر بے مروتی سے کہتی مگر لہجے کو سخت بنانے میں ناکام رہتی۔ان چار دنوں میں اسے خوب ادراک ہو چکا تھا کہ اس محبت کی رہ گزر پر وہ اس کے سنگ سنگ اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے خیالوں اور خوابوں میں ہی سہی مگر اتنا سفر طے کر چکی تھی کہ واپسی مشکل ہی نہیں ناممکن تھی۔

ولی چپ چاپ پڑا رہتا۔اس کی نگاہیں دروازے پہ جمی رہتیں، وارڈ میں داخل دوسرے مریضوں کے گھر سے کوئی اُن کی عیادت کے لیے آتا تو حسرت سے اُنہیں تکتا۔

''میں جانتی ہوں، تمہیں کس کا انتظار ہے، میں لے کر آئوں گی اسے تمہارے پاس ۔''عروہ نے دل ہی دل میں اس سے وعدہ کیا تھا۔

☆...☆...☆

اس دن وہ اتنا مصروف تھا کہ پانی پینا تک بھولا ہوا تھا۔آج چیف جسٹس آف پاکستان کا دورہ تھا اور بہت سارے انتظامات اسے بھی دیکھنے تھے اسے انٹر کام پر اطلاع دی گئی کہ کوئی لڑکی ان سے ملنا چاہتی ہے۔

''آج میں کسی سے نہیں مل سکتا۔''اس نے معذرت کر لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صفی اندر آیا تھا۔

"لڑکی کو آپ سے کوئی ضروری کام ہے۔"

"صفی اس سے کہو کہ کل آئے۔" اس نے فائلوں پر سے نظریں نہیں ہٹائیں تھیں۔

وہ ہوٹل جانے کے لیے چیمبر سے باہر آیا جب ایک لڑکی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"ولید الحسن آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

وہ ٹھٹک کر رکا۔ اس کے قدم زمین میں دھنس چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ڈسا ہوا نور الحسن ان دونوں کی صورت کبھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے ان دونوں چہروں سے نفرت ہو گئی تھی بلکہ وہ چاہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ انہیں دیکھ کر اس کے منہ سے کوئی بد دعا نکل جائے۔

وہ اسپتال نہیں جانا چاہتا تھا مگر اس لڑکی کے منہ سے نکلنے والے لفظوں نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔اور وہ یہاں چلا آیا تھا۔ریسیپشن سے معلومات لے کر اس کے وارڈ کی طرف جاتے ہوئے زندگی ایک فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔ کبھی سوچتا کہ پلٹ جائے، پھر ماں سے کیا ہوا وعدہ اس کے پیروں کی زنجیر بن جاتا۔

وہ دروازہ کھول کر آہستہ سے وارڈ میں داخل ہوا۔بیڈ پر پڑے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ وہیں رک گیا۔

وہ سو رہا تھا۔یہ وہ چہرہ تھا جو اسے بہت عزیز تھا، یہی وہ چہرہ تھا جسے وہ کبھی دیکھنا نہ چاہتا تھا۔انہی کیفیات میں گھر کر وہ اس کے قریب آیا۔وہ یہ چہرہ دیکھنا نہ چاہتا تھا' مگر دیکھتا چلا گیا۔اس کے دل میں اب اس کے لیے کوئی پیار نہیں رہ گیا تھا' مگر اس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔وہ اس کے لیے اب کوئی جذبہ دل میں نہ پاتا تھا مگر اس نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

☆...☆...☆

وہ گہری نیند میں تھا جب اسے اپنے ارد گرد مشک سی پھیلتی محسوس ہوئی۔ پھر اسے سفید لباس میں اپنی ماں نظر آئی۔ ان کے ہاتھ میں ایک پھول تھا جو انہوں نے اس کی طرف بڑھایا تھا۔ اس کی نظر پھول کے بجائے امی کے چہرے پر تھی۔ وہ مسکرا رہی تھیں۔ پہلی بار اس نے انہیں مسکراتے دیکھا تھا۔ ورنہ جب بھی خواب میں آتیں خفا سی آتیں۔ وہ خواب میں اس سے ہم کلام نہ ہوتی تھیں۔ وہ ان کی محبت سے بھری آواز سننے کو مچلتا اور تڑپتا تھا۔ آج امی نہ صرف مسکرا رہی تھیں بلکہ اسے محبت کے ساتھ دیکھ بھی رہی تھیں۔ اس کی طرف پھول بھی بڑھا رہی تھیں۔ وہ اس کے قریب آ رہی تھیں۔ وہ ان کے قریب جا کر یہ پھول تھامنا چاہتا تھا، ماں کے ہاتھ چومنا چاہتا تھا مگر وہ اس کے قریب پہنچی نہ تھیں کہ یہ حسین منظر ختم ہو گیا۔

وہ نیند سے جاگ اُٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں ابھی بند تھیں، مگر وہ بیدار ہو چکا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کے بالوں میں کوئی پیار سے انگلیاں پھیر رہا ہے۔ اسے لگا کہ یہ ا

س کی ماں کے ہاتھ ہیں، مگر پھر احساس ہوا کہ یہ لمس ماں کا نہیں بلکہ اس شخص کا ہے جس سے وہ بہت پیار کرتا ہے۔ جس کو دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں ترس گئی تھیں، جس کا چہرہ دیکھنے کے لیے اس نے اللہ سے مہلت مانگی تھی۔ وہ آنکھیں کھول کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا مگر وجدان نے کہا کہ اگر آنکھیں کھول ڈالیں تو یہ خوب صورت احساس ختم ہو جائے گا۔ وہ سویا بنا رہا۔

بالوں میں انگلیاں پھیرنے والے نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ آنسو ظالم شے ہیں ، جان بوجھ کر وہاں بہتے ہیں جہاں بہانا ممنوع ہو۔

اس کی آنکھ سے ایک قطرہ نکلا اور کنپٹی سے ہوتا ہوا گردن تک گیا۔ اس کے بعد آنسوئوں کی لڑی سی بن گئی۔

www.novelsclubb.com

"ولی!" تڑپ کر اُسے پکارا گیا تھا۔

یہ آواز... یہ آواز سننے کے لیے وہ ترس گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ دو دن سے یہاں تھا،اس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹک بھٹک جاتیں مگر وہ چہرہ کہیں دکھائی نہ دیتا تھا جس نے اس کے دل پر چرکے لگائے تھے۔وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا پھر بھی... پھر بھی ہر بار کمرے کا دروازہ کھلنے پر اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگتا۔

وہ لڑکی عروہ ابو بکر تھی۔اس کا ولی سے کیا ناتا تھا؟انہیں ولی کا چہرہ دیکھنے کے بعد تو پتا نہ چلا تھا مگر اس لڑکی کی ولی پر اٹھی نگاہیں دیکھ کر وہ چونک اُٹھے تھے۔

ولی،وہ پہلے والا ولی تو رہا ہی نہ تھا جو اتنا بولتا تھا کہ خالہ کہتی تھیں ”کوے کی طرح کاں کاں کرتا رہتا ہے۔“ اور اتنی شرارتیں کرتا تھا کہ اساتذہ اور محلے والے تنگ آجاتے تھے۔وہ پہلے والا زندہ دل اور شوخ ولی تو رہا ہی نہ تھا۔وہ تو اپنی پسند کے ہم

سفر کی رفاقت میں زندگی گزار رہا ہو گا۔ پھر کیوں وہ بہت چپ چپ ہو گیا تھا؟ بس اسے تکتا جاتا تھا۔ اور جب بہت بے قرار ہونے لگتا تو اس کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا لیتا۔ اسے لگتا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے مگر کہہ نہیں پاتا۔ وہ کچھ سننا بھی نہیں چاہتا تھا۔

اس کا بھائی شرمندہ ہوتا، اس سے معافی مانگتا... تو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے شرمندہ وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا اور معاف وہ بہت پہلے کر چکا تھا۔

اس نے آتے ہی ولی کو وارڈ سے روم میں شفٹ کروا دیا تھا۔ یہاں اس کی بہتر دیکھ بھال ہو رہی تھی۔ بے یار و مددگار پڑے لڑکے اور ایک جج کے بھائی میں بہت فرق ہوتا ہے۔ پورا عملہ مستعد ہو گیا تھا۔ عروہ دیکھتی تھی اور ہر جگہ لوگوں کے دہرے معیار پر کڑھتی تھی۔

اس نے نورالحسن کے ساتھ عدیل کا کیس ڈسکس کیا تھا۔اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کوشش کرے گا کہ اس کے کیس کا فیصلہ جلد ہو جائے۔اس دن وہ بہت پرامید ہو کر وہاں سے گئی تھی۔

''اچھی لڑکی ہے۔''نورالحسن نے اس کے جانے کے بعد تبصرہ کیا۔اور ولی کے منہ میں انگور ڈالتے ہوئے اس کا ماتھا چوما۔

''بھائی۔''اس نے نورالحسن کی بات نہ سنی تھی وہ تو اپنی ہی کش مکش میں تھا۔

''ہاں!''نورالحسن نے اس کے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے۔

''بھائی...''

www.novelsclubb.com

اس کا ہاتھ تھام کر ولی نے جو الفاظ ادا کیے وہ ایسے تھے کہ نورالحسن کو اپنا آپ زمین بوس ہوتا محسوس ہوا۔

☆☆☆☆☆

وہ سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا اور بس دوڑاتا چلا جا رہا تھا۔ وہ سمجھ دار انسان تھا، جانتا تھا کہ گُلانے کسی سڑک کنارے کھڑی نہیں ملے گی، پھر بھی وہ گاڑی دوڑاتا جا رہا تھا۔

کہاں تلاش کرے وہ اپنی گُلانے کو؟

اس سوال کا جواب کہیں نہیں ملتا تھا۔

''ولی! یہ کیا کیا تم نے؟'' اسے لگ رہا تھا کہ آج پھر قیامت آئی ہے۔ یہ قیامت پہلے سے بھی بڑی تھی۔ ستم یہ تھا کہ یہ قیامت ڈھانے والا اس کا اپنا پیارا بھائی تھا جو زندگی اور موت کی سرحد پر جا کر زندگی کی طرف لوٹا تھا۔ جس سے پہلے نفرت کر پایا تھا نہ ہی اب نفرت کرنے پر قادر تھا۔

''او... گُلانے، کہاں ہو تم؟'' اس نے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا اور پھر اس پہ سر ٹکا کر رو دیا۔

کتنی بڑی غلطی ہوئی تھی اس سے، کتنا عظیم نقصان کر بیٹھا تھا وہ اپنا۔

سب نے کہا۔

"گُلانے ولی کے ساتھ بھاگ گئی۔"

تواس نے یقین کر لیا کہ ایسا ہی ہوا ہو گا۔وہ جو اس وقت ایک وکیل تھا، آج ایک جج ہے۔اپنی ہونے والی بیوی کے لیے لڑ سکا نا ہی درست فیصلہ کر سکا۔وہ کیسا منصف تھا؟

اسے خود سے شرم آ رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا نورالحسن۔"اس کا آخری ایس ایم یس نورالحسن کے دماغ پر ابھرا۔

www.novelsclubb.com

معافی تو جرم کرنے والا ہی مانگتا ہے۔گھر آیا تو جو صورتِ حال سمجھ آئی، اس میں گُلانے کا جرم یہی لگا کہ وہ اسے دھوکا دے کر اس کے بھائی کے ساتھ چلی گئی۔وہ دونوں ایک ہی رات غائب ہوئے تھے، تاثر ہی یہی بنتا تھا۔اگر لوگوں نے ایسا سوچا

تھا تو کچھ غلط بھی نہ سوچا تھا' مگر وہ...وہ تو گُلانے کو جاننے کا دعویٰ رکھتا تھا اس کے کردار پر رشک کرتا تھا، وہ کیوں سمجھ نہ پایا۔

''آپ سے اچھا تو ولی ہے، مجھے وقت تو دیتا ہے۔''اسے یہ تو یاد آیا۔

اسے ولی اور گُلانے کی آپس میں کبھی دوستی کبھی جھڑپ تو یاد آئی۔اسے ان کا آپس میں رازداری سے پشتو میں باتیں کرنا تو یاد آیا۔اسے اُس کا لرزتی پلکوں کے ساتھ یہ کہنا کیوں یاد نہ آیا۔

''مجھے ہر اس شے سے عشق ہے جس کا تعلق آپ کے ساتھ ہے۔''

اسے جھکی نظروں کے ساتھ یہ اقرار کیوں یاد نہ آیا؟

www.novelsclubb.com

''کیوں کہ...کیوں کہ آپ مجھے...اچھے لگتے ہیں۔''

اس کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تھا۔اس کے بھائی نے اس معصوم لڑکی کے ساتھ برا کیا تو اس نے کون سا اچھا کیا؟اب اسے چین نہیں ملنے والا تھا۔کسی کو بے وفا، دھوکے

باز قرار دے کر جینا آسان تھا مگر کسی معصوم، بے گناہ کو نا کردہ گناہ کی سزا دے کر جینا دشوار تھا۔

"کہاں ہو گی وہ، کس حال میں ہو گی؟" اس سے سانس لینا محال ہوا جا رہا تھا۔ اب جب تک وہ سلامت مل نہیں جاتی، زندگی اجیرن رہنی تھی۔

"کہاں ہو گُلانے، کہاں ہو تم، کہاں تلاش کروں تمہیں؟" نورالحسن کی آنکھوں سے پانی رواں تھا۔

☆...☆...☆

"مجھے ہر اس شے سے عشق ہے جس کا تعلق آپ کے ساتھ ہے۔" اس نے پیار کے ساتھ چین پر ہاتھ پھیرا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا پھر تو تمہیں اپنے آپ کے ساتھ بھی عشق ہو گیا ہو گا۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔

"بہت تھک گئے یار۔" ہانیہ دھڑام سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر جا گری۔ وہ ہاسٹل میں ہونے والی میوزیکل نائٹ ہیں محظوب انجوائے کرنے کے بعد آئی تھی۔

وہ چونک اٹھی۔ منظر بدل گیا تھا، نورالحسن کہیں نہیں تھا۔

"کہاں کھوئی ہوئی ہو؟" ہانیہ کچھ دیر اسی طرح لیٹے رہنے کے بعد سیدھی ہو کر ہیل والی جوتی اُتارنے لگی تو اسے آئینے کے سامنے یوں کھڑا دیکھ کر پوچھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا، نورالحسن کہیں نہیں تھا۔

"ڈائریکٹر کے بھتیجے کو دیکھا کیسے لڑکیاں دیکھ کر پاگل ہو رہا تھا۔" ہانیہ نے جمائی لیتے ہوئے تبصرہ کیا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ڈھونڈا، نورالحسن کہیں نہیں تھا۔

"بڑا مزہ آیا، تم تو اٹھ کر چلی آئیں۔ "ٹرینڈز" نے ایسے زبردست نمبرز گائے کہ سب جھوم اٹھے۔ بلاک اے والی فروا تو دیوانی ہو کر اسٹیج پر جا پہنچی۔ زبردست ڈانس ہوا۔"

"نورالحسن... نورالحسن۔" اس کے اندر پکار مچی ہوئی تھی۔

"وہ کمزور سا بندہ جو کرسی پر مہاتما گاندھی بن کر بیٹھا تھا، وہ تو زبردست غزل گائیک نکلا۔ مہدی حسن کی کیا غزلیں گائیں۔ ہائے ہائے مزہ آگیا۔" ہانیہ اطلاع دے کر لباس تبدیل کرنے چلی گئی تھی۔

وہ پھر سے اپنی چین پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آئینے میں دیکھنے لگی تھی۔

نورالحسن کے رنگ میں رنگی نورا کیلی نہ تھی اس کے ہر طرف نورالحسن تھا۔

☆...☆...☆

ولی ساکت بیٹھا تھا۔

کتنا بڑا نقصان کر دیا تھا اس نے اپنا اور اپنے بھائی کا۔ آج تک وہ یہ سوچ کر مطمئن تھا کہ بھائی اور بھابی کی شادی ہو گئی ہو گی۔ وہ اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے ہوں گے ۔ بھائی کو اپنا ''ولی'' بھول گیا ہو گا۔ گُلانے بھی وہ خوف ناک رات بھول کر بھائی کے سنگ خوش گوار زندگی گزار رہی ہو گی۔

مگر یہ کیسا جان لیوا انکشاف تھا؟ گُلانے کہاں چلی گئی تھی؟

اس نے دو لوگوں کی زندگی برباد کر دی تھی۔ لوگ بھی وہ جو اس کے عزیز تھے، اس کے پیارے تھے۔ ان میں سے ایک اس کا بھائی تھا جس نے حالات کیسے بھی رہے، اپنے ولی کو شہزادہ بنا کر رکھا۔ وہ اپنی ضرورتیں پس پشت ڈال کر اس کی خواہشیں پوری کرتا تھا۔ اور ایک وہ لڑکی تھی جو ایک بہن کی طرح اس کے ساتھ جھگڑتی تھی، اس کی پرواہ کرتی تھی اور اس کی فرمائشیں بھی پوری کرتی تھی۔

کہاں گئی ہو گی گُلانے ؟ابھی تواس نے ہاتھ جوڑ کراس سے معافی مانگنی تھی۔نورالحسن اوراس کے منہ سے سننا تھا۔

''ہم نے تمہیں معاف کیا۔''وہ سکون کی موت مرنا چاہتا تھااس لیے تواپنے رب سے معجزہ ہو جانے کی دعا مانگی تھی 'مگراب...اب اسے لگنے لگا تھا کہ گُلانے نہ ملی تو ہزار برس بھی جی لے پھر بھی سکون نہیں پائے گا۔

دو ہفتے گزر گئے تھے۔وہ اسپتال سے نورالحسن کو ملے سرکاری بنگلے میں شفٹ ہو گیا تھا۔اس کا بھائی روز گھر سے نکلتا مگر کورٹ نہیں جاتا۔سارا دن مارا مارا پھرتا اور تھکا ہارا مضمحل سا واپس لوٹتا۔ولی اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ جاتا کہ اس کی تلاش ناکام رہی ۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے بھائی کو تسلی کا ایک لفظ بھی بول دیتا۔بس اپنے اس رب سے دعا مانگتا تھا کہ گُلانے جہاں کہیں بھی ہو، صحیح سلامت ہو اور بھائی کو مل جائے۔اس رب نے اس کے ہر گناہ ہر غلطی کے باوجود اس کی سنی تھی، وہ دعا گو تھا کہ اب بھی وہ سمیع اس کی دعا سن لے۔

اس دن بھی نورالحسن صبح سے گھر سے نکلا ہوا تھا۔اس کے انتظار میں ولی نے کھانا کھایا تھا نہ ہی سو پایا تھا۔رات کا دوسرا پہر تھا جب گیٹ کھلنے اور اس کی گاڑی کے اندر داخل ہونے کی آواز سنائی دی۔ولی اٹھ کر بیساکھی کے سہارے چلتا ہوا اپنے بھائی تک جانا چاہتا تھا مگر اٹھ نہ پایا۔کچھ دیر بعد دوازہ کھلا اور نورالحسن اندر داخل ہوا ۔وہ نظریں جھکائے بیٹھا رہا،بھائی کا چہرہ دیکھنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔اس کی وجہ سے اس کے عزیز بھائی نے کیا کیا نہ دیکھ لیا تھا،کیا کیا نہ سہ لیا تھا۔اپنے منہ پر تھوکنے سے بھی اگر گُلانے ملتی تو وہ کئی دفعہ یہ کام کر چکا ہوتا۔

جب اسے بہت دیر تک نورالحسن کی آواز سنائی نہ دی تو اس نے سر اٹھا کر جھجکتے ہوئے اسے پکارا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی...پتا چلا گُلانے کا؟"

نورالحسن کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اچانک دو قدم آگے آیا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا اور خود کرسی پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر رو دیا۔

اس کا بہت مضبوط بھائی رو رہا تھا اور اس میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ اپنے روتے ہوئے بھائی کے کندھے پر جا کر ہاتھ رکھ سکے۔

☆...☆...☆

#ناول_گلانے

#آخری_قسط_7

www.novelsclubb.com

کافی دیر تک تو اسے یہ سمجھ نہ آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے اور جب سمجھ آئی تو منہ پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں دباتی ہوئی وہ زار و قطار رو پڑی۔امی سو رہی تھیں، وہ

نہیں چاہتی تھی کہ وہ اٹھ جائیں اور اپنے بیٹے کا کالا کرتوت جان کر پھر کبھی سکون کی نیند نہ سو پائیں۔ روتے روتے اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔

وہ آج بھی نادان تھی۔

اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ فیصلہ قیامت ہے۔ نورالحسن اور اس کے بیچ ہمیشہ کی جدائی ہے۔ اس نے وہ گھر چھوڑ دیا۔ کیوں کہ اب اس چھت تلے رہ نہ سکتی تھی جس کے نیچے ولی جیسا بھیڑیا رہتا تھا۔ اس نے نورالحسن کو چھوڑ دیا۔ وہ اسے یہ بتا کر دکھ نہیں دے سکتی تھی کہ اس کا بھائی کتنا بڑا خائن نکلا۔ وہ نورالحسن کو گُلانے یا ولی میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے جیسے امتحان میں نہیں ڈال سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

پتا نہیں اس نے صحیح کیا تھا یا غلط، بہر حال نورالحسن کو ایک پیغام بھیج کر ماں جیسی پوجی پر الوداعی نظر ڈال کر وہ اس گھر سے نکل آئی تھی۔ اور اسی شخص کے

دروازے پر پہنچ گئی تھی جس پر اس کے باپ نے مرتے ہوئے اعتماد کیا تھا۔ باپ کی نصیحت نہ مان کر اس نے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔ اسے ایک بار پھر پچھتاوے گھیرنے لگے۔

"بابا کی بات مان کر ڈاکٹر فضل الٰہی کے ساتھ چلی جاتی تو نورالحسن میری زندگی میں کیسے آتا؟"

نورالحسن کی یادیں تو اب جینے کا سامان تھیں۔

ڈاکٹر فضل الٰہی اسے بس اسٹاپ پر لینے پہنچ گئے تھے۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اُسے ساتھ لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔ راستہ بھر انہوں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا حالانکہ اس کی نیلی آنکھیں نوحہ کناں تھیں۔ وہ حزن و ملال کی تصویر بنی اس لڑکی پر نظر ڈالتے جو اِن کے اُس محسن کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جس نے اُن کی جان بچائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈاکٹر فضل الٰہی کے گھر میں دو افراد نے اس کا استقبال کیا جن میں سے ایک کا رویہ خشک تھا، وہ تھیں ان کی مسز خدیجہ فضل جو کہ ڈاکٹر صاحب کی خدمتِ خلق کی عادت سے کافی بیزار تھیں۔ گُلانے کو آنے والے اگلے چند ہی روز میں اندازہ ہو گیا کہ کیوں ڈاکٹر فضل الٰہی جب اس سے ملنے آئے تھے تو اسے ساتھ لے جانے کے بجائے مناسب سمجھا تھا کہ وہ وہیں رہ جائے۔ دوسری لڑکی تھی ڈاکٹر فضل الٰہی کی بیٹی بریرہ جو کہ پی ایچ ڈی کر رہی تھی۔ اس کا رویہ اچھا تھا نہ ہی برا۔ اسے کسی کے آنے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ گُلانے کو اس گھر میں رہنا تھا، اس لیے رویوں پر غور کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

ان کے دو بیٹے اور ایک اور بیٹی بھی تھی۔ وہ سب شادی کے بعد ملک سے باہر سیٹلڈ تھے۔ ڈاکٹر فضل الٰہی اور ان کی فیملی بھی آدھا سال دنیا کی سیر کرتی تھی۔

بریرہ سے اس کی ملاقات اس گھر میں آنے کے دو دن بعد ناشتے کی میز پر ہوئی تھی۔

''کیا نام ہے تمہارا؟''اس نے سلائس پر مکھن لگاتے ہوئے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

''نور۔''

اس کے جواب نے چائے کے کپ کی طرف بڑھتا ڈاکٹر فضل الٰہی کا ہاتھ روک دیا تھا۔وہ اس کی طرف دیکھتے رہ گئے تھے، جس کی پلکوں پر چند موتی چمک رہے تھے اور چہرہ گلابی ہو گیا تھا۔اس دن انہوں نے اسے اپنی اسٹڈی میں بلایا تھا۔اور اس کے بیٹھ جانے کے بعد تمہید باندھے بغیر اس سے پوچھا تھا۔

''تم نے بریرہ کو اپنا نام ''نور'' کیوں بتایا؟''

''نور الحسن نے ایک بار کہا تھا کہ انہیں اچھا نہیں لگتا کہ مجھے کوئی اور دیکھے، میرا نام کسی اور کے لبوں پہ آئے۔''وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے چہرے پر چمک تھی۔

''اب تم نورالحسن کی تابع نہیں۔''ڈاکٹر فضل الٰہی نے اسے گزشتہ یادوں سے نکالنے کی خاطر کہا۔

''دل تو اسی کے تابع ہے ناں۔''ڈاکٹر فضل الٰہی اس کو دیکھتے رہ گئے۔

''دیکھو گُلانے! پہلے دن جب میں نے تم سے پوچھا تو تم نے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا۔ میں نے بھی اصرار نہیں کیا۔ اور اپنے طور پر یہی نتیجہ نکالا کہ نورالحسن اور تمہارے بیچ کچھ برا ہو گیا جس کی وجہ سے تم نے وہ گھر چھوڑا' مگر آج صبح ناشتے کی میز پر اندازہ ہوا کہ بات کچھ اور ہے۔ نورالحسن اور تمہارے بیچ کچھ نہیں ہوا۔ اس کی محبت تمہارے دل میں بھری ہوئی ہے، تمہارے چہرے سے عیاں ہے۔ اب مجھے سچ بتائو کہ کیا ہوا ہے؟''ڈاکٹر فضل الٰہی نے نرم لہجے میں نور سے پوچھا۔

وہ سچ کیسے بتاتی؟ ولی نورالحسن کا بھائی تھا، وہ اس کا مکروہ فعل کیسے کسی کے سامنے لاتی؟ کیسے کسی کو بتاتی کہ نورالحسن کے بھائی نے اس کے ساتھ کیا' کیا؟ حوالے تو

اس کے نورالحسن سے جا کر ہی ملتے تھے نا۔وہ کسی طور زبان کھولنے پر راضی نہ تھی۔

"ایک اندھیری رات میں جب میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو تمہارے بابا نے مجھے اسپتال پہنچا کر میری جان بچائی تھی،اس کا بڑا قرض ہے مجھ پر۔جو میں اس کی زندگی میں اُتار نہ پایا اور اب اللہ نے مجھے موقع دیا ہے کہ اس کی بیٹی کی اندھیر ہوتی زندگی کی روشنی کو برقرار رکھنے میں اپنا کردار ادا کر سکوں تو مجھے اپنا فرض نبھانے دو گُلانے ۔"اب ڈاکٹر فضل الٰہی کی آنکھوں کے گوشے بھی نم تھے۔

"اس گھر میں پناہ دے دیں،آپ کا کردار پورا ہو جائے گا۔"

"اتنے چھوٹے موٹے ثانوی سے کردار مجھے پسند نہیں،میں صبح نورالحسن کو فون ..."

''نہیں نہیں...اللہ کے واسطے ایسا مت کیجیے گا...میں انہیں کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتی۔''ان کا ارادہ بھانپتے ہی نور نے انہیں ہاتھ جوڑ کر منع کیا۔

''کیسا امتحان؟''انہوں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔وہ چپ رہی۔

''دیکھو گُلانے !اگر تم چاہتی ہو کہ میں نورالحسن کو فون نہ کروں تو تمہیں مجھے سچ سچ بتانا ہو گا۔ایسے اندھیرے میں رہ کر نہیں بہل سکتا میں۔''ڈاکٹر فضل الٰہی پختہ لہجے میں بول رہے تھے۔

اس کی آنکھوں میں نمی ظاہر ہونے لگی تھی۔کبھی ہونٹ کھولتی پھر بند کرتی۔ عجیب مقام پر تھی وہ۔ڈاکٹر فضل الٰہی نے اٹھ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔بس پھر کیا تھا،وہ خود پر قابو کھو بیٹھی اور دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رو دی۔روتے روتے اس نے سب کچھ بتا دیا تھا۔ڈاکٹر فضل الٰہی پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو وہ اپنی کرسی پر آ بیٹھے اور سر ہاتھوں میں تھام لیا۔بہت دیر تک

اسٹڈی میں صرف گُلانے کی سسکیوں کی آواز تھی۔کافی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا تھا۔

"تمہیں گھر چھوڑنے کے بجائے، نورالحسن کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔" انہوں نے آہستگی سے کہا۔

"نورالحسن کا انتظار کر کے میں کیا کرتی؟ اسے بتاتی کہ جس بھائی کو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے، اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟... نہیں... میں نورالحسن کا چہرہ غم سے زرد پڑتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔" اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"جرم کا ارتکاب چھپا کر، مجرم کو شہ دی جاتی ہے کہ وہ آگے بھی آزاد ہے۔" ڈاکٹر فضل الٰہی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مجرم ان کا بھائی تھا۔ وہ اس کو ڈانٹ سکتے تھے، مار بھی سکتے تھے، مگر کبھی بھی چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ گُلانے اور ولی میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا تو وہ اپنے بھائی

کا کرتے۔ ''اس نے نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں الجھتے ہوئے جواب دیا۔

''میں نے نورالحسن کو اس امتحان سے بچایا اور اپنی محبت کا بھرم رکھا۔ وہ مجھے چھوڑتے تو مجھے زیادہ تکلیف ہوتی۔'' غم سے اِس کا چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔

''آگے کیا چاہتی ہو؟'' کئی لمحوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے پوچھا۔

''پڑھنا... میرا ایف ایس کا رزلٹ آنے والا ہے۔''

''کیا ارادہ ہے؟''

جب وہ بہت چھوٹی تھی اور کوئی اس سے پوچھتا تھا کہ وہ بڑی ہو کر کیا بنے گی' تو وہ بڑے مزے سے جواب دیتی۔

www.novelsclubb.com

''داتکر (ڈاکٹر)۔''

مگر جب ڈاکٹر فضل الٰہی نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

"مجھے فنز کس یا میتھ میں ماسٹرز کرنا ہے۔"

ڈاکٹر فضل الٰہی نے سر ہلا دیا۔اس نے انہیں اللہ کی قسم دی تھی کہ اگر نورالحسن کا فون آئے یا وہ انہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں تک آ پہنچے 'تو وہ اسے کبھی بھی نہ بتائیں کہ گُلانے ان کے پاس ہے۔ مگر کوئی فون آیا ہی نہیں اور نہ کوئی اسے ڈھونڈتا ہوا یہاں تک پہنچا۔

اس کا دل بہت کمزور ہو گیا تھا۔اسے کوئی ہاتھ لگا دیتا یا سوتے سے جگا دیتا تو وہ کانپ کر رہ جاتی۔ پھر کتنی ہی دیر اس کا دل قابو میں نہ آتا۔اس رات کی دہشت اس کے دماغ میں مستقل رچ بس گئی تھی۔

اس نے خود کو گھر کے کاموں میں مصروف کر لیا تھا۔خدیجہ فضل نے کبھی اسے منع نہیں کیا تھا،انہیں لگتا تھا کہ یہ اس کا فرض ہے۔اس کا رزلٹ آیا تو اس نے بہت اچھے نمبر لیے تھے۔ سارا دن وہ چپکے چپکے آنسو بہاتی رہتی۔ وہ بھیانک رات نہ آئی

ہوتی تو یقیناً اب تک اس کی اور نور الحسن کی شادی ہو گئی ہوتی۔ اس کو یقین تھا کہ نور الحسن نے انٹرویو پاس کر لیا ہو گا اور وہ جج بن گیا ہو گا۔

یونیورسٹی میں اس کا داخلہ ہو گیا اور زندگی کی ایک لگی بندھی سی روٹین بن گئی۔ نور الحسن اور اس سے جڑی ہر یاد ساتھ ساتھ تھی۔ وہ ان یادوں سے پیچھا چھڑانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ یہی یادیں تو اس کی بے رنگ زندگی میں دھنک بکھیرتی تھیں۔ اس کے اُجڑے چہرے پر مسکراہٹ لاتی تھیں۔ یہ یادیں اس کے لیے متاعِ جان تھیں۔

بریرہ بہت مصروف رہتی تھی۔ اس کا کام اسے زیادہ دوستیاں بنانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ آتے جاتے اس کا حال پوچھ لیتی۔ خدیجہ فضل خشک مزاج خاتون تھیں۔ اس کے ساتھ تو کیا وہ تو شاید اپنے بچوں کے ساتھ بھی کم ہی مسکرا کر بات

کرتی تھیں۔اس گھر کی سب سے مہربان شخصیت ڈاکٹر فضل الٰہی ہی تھے۔وہ بھی اسے ''نور'' کہنے لگے تھے۔اس چھوٹی سی لڑکی کی عقیدت بھری محبت کی بڑی قدر تھی ان کے دل میں۔ کبھی کبھی ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ چپکے سے نورالحسن کو ایک فون کر ڈالیں مگر اس کی قسم سامنے آجاتی۔

زندگی قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔اس دن وہ خدیجہ فضل کے دھلے ہوئے کپڑے تہ کر کے الماری میں رکھ رہی تھی جب فہد عبدالکریم ٹھٹک کر دروازے پر رکا۔وہ خدیجہ فضل کا بھانجا اور بریرہ کا منگیتر تھا۔کپڑے تہہ کرتے ہوئے گُلانے کی نظر جو اس پر پڑی تو دھک سے رہ گئی۔ہاتھ میں پکڑی قمیص وہیں چھوڑ کر جلدی سے رخ پھیرا اور اپنا دوپٹا اوڑھ کر نقاب کیا اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔وہ جا چکی تھی مگر فہد ابھی بھی بت بنا کھڑا تھا۔

''ارے فہد۔''خدیجہ فضل سر پر تولیہ لپیٹے باتھ روم سے نکلیں تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

"پھوپھو!" وہ بانہیں پھیلا کر ان کی طرف بڑھا۔ پھر جتنی دیر وہ اس گھر میں بیٹھا رہا اس کی نظریں اِدھر اُدھر بھٹکتی رہیں۔ وہ پری پیکر اسے پھر دکھائی نہ دی تھی۔ وہ اتنی دیر کبھی بھی رکتا نہیں تھا لیکن آج تو رات کے کھانے تک وہ وہیں بیٹھا تھا۔

"نور کو بلائو۔" ڈاکٹر فضل الٰہی نے کھانے کی میز پر اسے نہ پا کر ملازمہ سے کہا۔

"وہ کہہ رہی ہیں کہ انہیں بھوک نہیں ہے۔"

"انہیں بلائو! کہو کہ میں نے بلایا ہے۔" ڈاکٹر فضل الٰہی نے ملازمہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

وہ سر پر اچھی طرح سے دوپٹا لیے نظریں جھکائے چلی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نور! بیٹا کم کھائو مگر کھائو ضرور، حدیثِ مبارکہ ﷺ کے مطابق رات کا کھانا چھوڑنا جلد بڑھاپے کا باعث بنتا ہے۔" ڈاکٹر فضل الٰہی کے کہنے پر وہ سر جھکا کر اپنی پلیٹ میں چاول ڈالنے لگی جب کہ فہد اپنے سامنے پڑی پلیٹ سے نوالہ لینا بھول گیا تھا۔

"نور! یہ فہد ہے، میرا بھتیجا اور ہونے والا داماد اور فہد یہ نور ہے میرے عزیز دوست کی بیٹی۔" ڈاکٹر فضل الٰہی نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے اُن کا تعارف کروایا۔ فہد نے مسکرا کر اسے دیکھا جبکہ وہ نظریں جھکائے کھانے میں مصروف رہی۔

اس دن اس مہ رخ کو دیکھ کر فہد عبدالکریم کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ وہ بھول گیا تھا کہ اس کا اس گھر سے کیا رشتہ ہے اور بریرہ نام کی کوئی لڑکی اس کی منگیتر بھی ہے۔

بریرہ نام کی کوئی لڑکی اس کی منگیتر تھی بھی تو اس لیے نہیں کہ اس کے دل کی کوئی خواہش تھی بلکہ اندر کا لالچ تھا جو اس نے نوکری اور ریسرچ کے پیچھے اپنا رنگ روپ گنواتی ہوئی لڑکی کو قبول کیا تھا۔ اب جو گُلانے کو دیکھا تو پچھتایا کہ یہ لڑکی سال پہلے نظر کیوں نہ آئی؟ آخر شادی جیسے رشتے میں دل کا بھی کچھ رول ہونا چاہیے۔ پھیکی سی زندگی میں حسن و دلکشی کے رنگ بکھرنے چاہئیں۔ مگر بریرہ

فضل الٰہی کتابوں میں دل لگا بیٹھی تھی اور حسن و دلکشی عمر کے ساتھ ماند پڑ گئی تھی ۔وہ بتیس کی ہونے والی تھی۔آج اسے اس کی عمر کے سال، مہینے بلکہ دن بھی محسوس ہو رہے تھے۔

دو دن بعد اسے پھر پھوپھی کی یاد ستانے لگی تھی۔وہ تو نہال ہو گئیں مگر وہ مہ جبیں اسے کہیں دکھائی نہ دی۔اس دن تو کیا اس کے بعد بھی جب وہ وہاں گیا، اسے پری چہرہ کا دیدار نہ ہوا۔ایک دفعہ وہ گیٹ سے اندر داخل ہوتی دکھائی دی' مگر نقاب میں تھی اور کتابیں اٹھائے اندر جا رہی تھی۔اس نے آگے بڑھ کر اسے مخاطب کیا۔

''کہاں ہوتی ہیں آپ، نظر ہی نہیں آتیں۔''

''مجھے آپ کو نظر آنے کی ضرورت ہے بھی نہیں۔''وہ جو اسے دیکھ کر ٹھٹکی تھی، بے لچک لہجے میں بولی۔

''کیا ہم کچھ دیر بات کر سکتے ہیں؟''

"ہاں...ڈاکٹر فضل الٰہی کے سامنے کر سکتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ اندر چل گئی تھی۔

وہ پاگل تھا کیا جو ایسا کرتا، وہ مایوس لوٹ گیا تھا۔ پھر اُسے ایک موقع مل گیا۔ اُس دن وہ گھر آیا تو ملازمہ نے اطلاع دی۔

"بی بی تو گھر پر نہیں ہیں۔"

"بریرہ تو ہو گی ناں۔" اس نے بلاوجہ اس کا پوچھا۔

"وہ تو رات آٹھ بجے تک آئیں گی۔"

"اچھا...نور کہاں ہے؟" اس کے اندر کا تجسس بڑھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ اپنے کمرے میں ہیں۔"

"کمرا کون سا ہے اس کا؟" اس نے مالکانہ لہجے میں پوچھا تو ملازمہ نے بتا دیا تھا۔ وہ دستک دیے بغیر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ کرسی پر بیٹھی نظر آئی۔ اُس کا رخ دوسری

طرف تھا۔اس کی پشت پر بکھرے سنہری گھنگریالے بال گیلے ہونے کی وجہ سے اس وقت سیدھے تھے۔ فہد کو یوں لگا کہ سنہری دھوپ نکل آئی ہو۔

وہ شاید اسے یوں ہی کھڑا تکتا رہتا' مگر گُلانے نے ایک دم چہرہ موڑا تھا۔اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔اسے پیچھے کھڑا پا کر وہ ایک دم دم کرسی سے اٹھی اور دوپٹا سر پہ لے کر اس کا نقاب کیا۔

''آپ...آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں۔''اس نے شعلہ بار لہجے میں پوچھا۔

''تم سے ملنے آیا ہوں،نور جس دن سے میں نے تمہیں دیکھا ہے،میں...میں دیوانہ سا ہو گیا ہوں۔میں...''

''بس...''گُلانے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے مزید کچھ بھی کہنے سے روکا۔

''آپ جا سکتے ہیں۔''نور کا لہجہ خوف ناک حد تک سرد تھا۔

''نور! مجھے خود نہیں پتا مگر میں...میں...''اس نے انور کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

''آپ یہاں سے جائیں گے یا میں بلائوں کسی کو۔''اس نے اسے دھمکانے والے انداز میں کہا۔

''گھر میں کوئی نہیں ہے۔''وہ مسکرایا تھا۔

اسے لگا کہ اس کے سامنے ولی کھڑا ہے،اسے لگا اس کے سامنے شیطان کھڑا ہے۔وہ خوفزدہ ہوگئی اور چلانا شروع کر دیا۔فہد گھبرا کر آگے بڑھا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

''کیا ہوا نور بی بی؟''ملازمہ کی آواز نے فہد عبدالکریم کے چھکے چھڑوا دیے۔اس نے فوراً گُلانے کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔گُلانے نے پلٹ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔

''تمہاری... تمہاری اتنی جرأت۔'' دوسرا تھپڑ اس کے منہ پہ پڑا تھا۔

''تمہاری اتنی ہمت کہ تم مجھے ہاتھ بھی لگا سکو۔'' تیسرا تھپڑ۔

وہ بپھری شیرنی ہو رہی تھی۔ وہ جنونی ہو رہی تھی۔ اسے لگا وہ ولی کو تھپڑ مار رہی ہے ،وہ فہد کو تھپڑ مار رہی ہے، وہ ہر اس شخص کو تھپڑ مار رہی ہے جو بدنیت ہے۔ جو خائن ہے۔

ملازمہ منہ کھولے کھڑی تھی اور فہد کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ اسی کی حماقت سے اس پر ایسا وقت آیا تھا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ جوابی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بے عزت ہو کر کمرے سے نکل گیا۔ گُلانے وہیں کھڑی اکھڑے اکھڑے سانس لیتی رہی۔ ملازمہ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا' تو نیلی آنکھوں کی سطح زیرِ آب آنے لگی۔ وہ کرسی پر بیٹھی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی تھی۔ ملازمہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی رہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُس رات وہ ڈاکٹر فضل الٰہی کے پاس گئی تھی۔ وہ اُس کی آنکھیں دیکھ کر چونک گئے تھے۔ انہیں لگا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ وہ منتظر تھے مگر وہ لب وا کرتی اور پھر بھینچ لیتی۔

''کچھ کہنا چاہتی ہو نور؟'' انہیں خود ہی اس کی جھجک دور کرنی پڑی۔

''میں... میں ہاسٹل جانا چاہتی ہوں۔'' اس نے بنا تمہید باندھے اپنی بات کہی۔

''کیوں خیریت؟ یہاں کوئی پرابلم ہے کیا بیٹا؟'' وہ اِس اچانک مطالبے پر حیران تھے۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا مگر کچھ کہہ نہ پائی۔

www.novelsclubb.com

''نور! کچھ حقائق چھپانے سے نہیں بتانے سے حل ہوتے ہیں۔ نور الحسن کا گھر چھوڑ کر تم نے جو غلطی کی، وہ اب مت دہرانا۔'' وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

''اب گھر کیوں چھوڑنا چاہتی ہو؟''انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''میں وہاں پر سکون محسوس کروں گی۔پھر آپ نے بھی تو انگلینڈ جانا ہے۔''اس نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی میرے انگلینڈ جانے میں چار ماہ باقی ہیں اور یہ پر سکون رہنے کی کیا بات کی تم نے؟ یہاں آرام سے نہیں ہو؟''اس نے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔

''اِدھر آئو...میرے پاس بیٹھو۔''انہوں نے نرمی سے اسے پاس بلایا۔

''بتائو مجھے کیا بات ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے۔خدیجہ نے کچھ کہہ دیا؟ بریرہ نے کچھ کہا؟''اس نے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے فیصلہ کرنے میں ہمیشہ جلد بازی دکھائی ہے، اب یہ غلطی مت کرو۔"

انہیں لگ رہا تھا کہ وہ پھر کچھ چھپا رہی تھی، پھر کوئی غلطی دہرا رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے انہیں سب بتا دیا۔

"اصغری سے پوچھ لیں بھلے۔" اس نے ملازمہ کا نام لیا جو گواہ تھی۔

"مجھے تمہاری بات پر یقین ہے۔ کسی شاہد کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے اپنے اندر کی تکلیف چھپاتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ میرا گھر بھی تمہارے لیے پناہ گاہ نہ بن سکا۔ میں تو تمہاری زندگی میں ثانوی سا کردار بھی ادا نہ کر سکا۔" وہ بہت دکھی ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس سے پہلے کہ وہ اس کے لیے ہاسٹل میں الاٹمنٹ کرواتے، خدیجہ فضل نے گھر میں ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ وہ گُلانے کو اس کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر سب کے سامنے لے آئی تھیں اور بین ڈالنے شروع کر دیے۔

"ڈائن...ذرا حیا نہ آئی تمہیں اس شخص کے ہونے والے داماد پر ڈورے ڈالنے لگی جس نے تمہیں پناہ دی۔"

"خدیجہ..." ڈاکٹر فضل الٰہی کی آواز خدیجہ فضل کی سماعت تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ وہ سینہ پیٹ رہی تھیں۔ فہد عبدالکریم نے انہیں فون کر کے ہر الزام گُلانے پر رکھ دیا تھا۔ وہ سب کے بیچ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"جھوٹ ہے یہ...مجھے خود نور نے ساری بات بتائی ہے۔ بھلے اصغری سے پوچھ لو ۔" ڈاکٹر فضل الٰہی نے اس کا دفاع کرتے ہوئے ملازمہ کو آواز دی۔ اس نے آہستہ آواز میں ساری بات کہہ ڈالی۔ بریرہ سکتے کے عالم میں یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

"پنچ ذات مل گئیں دونوں، میرا بھتیجا جھوٹ نہیں بولتا۔" خدیجہ فضل نے ان کی کسی ایک بات کا بھی اعتبار نہیں کیا تھا۔

"ایسی لڑکیاں پہلے اپنے حسن کے جال میں پھنساتی ہیں، کام نکل جائے تو ایسے ڈرامے رچا کر دوسرے کو رسوا کر کے خود بچ نکلتی ہیں۔"

اس عورت کے روپ میں ڈاکٹر فضل الٰہی کے والدین نے بڑا ہی ستم کیا تھا ان پر۔ اب تو سہنے کی عادت سی ہو گئی تھی مگر اس بچی پر اور اپنی بیٹی پر وہ یہ ستم نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے بریرہ کی منگنی توڑ دی اور گُلانے کی الاٹمنٹ ہاسٹل میں کروا دی۔

"نصیب میں جانے اور کتنی خواری ہے۔" اس نے ہاسٹل کے گیٹ میں قدم رکھتے ہوئے سوچا تھا۔

باپ کے گھر سے پو جی کا گائوں، پو جی کے گائوں سے نور الحسن کا گھر پھر اس جنت سے ڈاکٹر فضل الٰہی کے گھر اور اب وہاں سے ہاسٹل... کمرے تک پہنچتے پہنچتے پوری زندگی کی فلم اس کی نظروں کے سامنے چل گئی تھی۔ باپ کے گھر کے بعد نور الحسن کے گھر سکون ملا مگر وہ چھت بھی نصیب میں نہ تھی شاید۔

"میرے اللہ! کبھی کسی لڑکی کو در در کی خاک نہ بنا۔اس کے نصیب میں باپ کے گھر سے شوہر کے گھر تک کا سفر لکھ بس۔اسی میں اس کی عزت ہے۔" وہ اکثر روتے روتے دعا مانگا کرتی تھی۔

وہ نورالحسن کو چھوڑ آئی تھی مگر نورالحسن کی محبت اس کا دامن نہیں چھوڑتی تھی۔وہ اس کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتی تھی،چاہے سامنے خزیمہ دائود جیسا اچھا لڑکا ہی ہاتھ بڑھائے کیوں نہ کھڑا ہو۔وہ اس کا ہاتھ نہیں تھام سکتی تھی کیوں کہ اس کا ہاتھ نورالحسن نے نہیں بلکہ نورالحسن کی محبت نے تھام رکھا تھا۔ وہ محبت جو امر تھی۔

وہ نورالحسن کو نہ بھولی تھی مگر وہ شاید اسے بھول گیا تھا۔اس نے تو کبھی اسے تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔اسے جو ایک آس تھی،ایک امید تھی،ایک یقین تھا کہ وہ اسے ڈھونڈتا ہوا ڈاکٹر فضل الٰہی تک آ پہنچے گا،وہ سب خواب ہوا۔وہ

آتا بھی تو کیوں آتا،اس نے ٹھوکروں کی زد پر پڑے پتھر کو سر کے تاج میں جڑا تھا، اور وہ اس کا شملہ نیچا کر آئی تھی۔نورالحسن اسے تلاش کرتا بھی تو بھلا کیوں کرتا۔

اور پھر ایک دن ڈاکٹر فضل الٰہی کا فون آیا۔

نورالحسن اسے تلاش کرتا ہوا ان کے گھر آیا تھا۔انہوں نے ناچاہتے ہوئے بھی اسے مایوس لوٹا دیا تھا۔

وہ مضمحل سا مسکرائی تھی اور اس کے بعد بہت روئی تھی۔

مسکرائی اس لیے تھی کہ اتنے سالوں بعد ہی سہی، نورالحسن اس کی تلاش میں تو آیا ۔روئی اس لیے تھی کہ وہ نورالحسن کے پاس نہیں لوٹ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

قرۃالعین غنی نے ہار مان لی تھی۔اس نے ''امر بیل''میں پڑھا تھا۔

"زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمیں نہیں مل سکتیں، چاہے ہم روئیں، چلائیں یا بچوں کی طرح ایڑیاں رگڑیں، کیوں کہ وہ کسی دوسرے کے لیے ہوتی ہیں۔"

اس نے قبول کر لیا تھا کہ نورالحسن اس کے لیے تھا ہی نہیں۔ گلانے اسے مل جاتی تو اس نے بھول ہی جانا تھا کہ قرۃالعین نام کی کوئی لڑکی بھی تھی۔ اور اگر گُلانے اسے نہ ملتی تو ساری عمر اس نے اس کی یادوں میں ڈوبے رہنا تھا۔ جو بے وفا منگیتر کو آج تک بھول نہ پایا تھا وہ باوفا منگیتر کو کیسے بھول جاتا۔ گُلانے ملتی یا نہ ملتی، دونوں صورتوں میں نورالحسن کی زندگی میں قرۃالعین غنی کی جگہ کہیں نہیں بنتی تھی۔ اس نے یہ سوچ لیا تھا۔ دو مہینے بعد اس نے اپنے ایک کزن سے منگنی کر لی تھی۔ اس نے منیب کو نہیں چنا تھا کیوں کہ منیب لوگوں میں عیب اور نقص تلاش کرنے والا بندہ تھا۔ ایسے شخص کو کل اپنی بیوی میں بھی عیب نظر آنے تھے۔ وہ بیوی جس کے بارے میں کورٹ کا بندہ بندہ جانتا تھا کہ کبھی نورالحسن کی دیوانی بنی پھرتی ہے اور کبھی ایڈووکیٹ منیب کے ساتھ دوستیاں کرتی پھرتی ہے۔ کل یہی باتیں منیب کے

منہ پہ طعنہ بن کر آتیں تو اسے تکلیف ہوتی۔اور زیادہ تکلیف تب ہوتی جب وہ نور الحسن کے لیے کچھ برا کہتا۔

اس نے نورالحسن کے خواب دیکھنے چھوڑے تھے،اس کو پسند کرنا نہیں چھوڑا تھا۔

☆☆☆☆☆

"مجھے تم اتنے بزدل نہیں لگتے تھے خزیمہ دائود۔"نور اور ہانیہ اسپتال آئی تھیں اس سے ملنے۔

"مجھے بھی خزیمہ دائود اتنا بزدل نہیں لگتا تھا۔"وہ مضمحل سا مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"خودکشی مسئلے کا حل نہیں ہوتی۔"نور کا لہجہ اب کافی مدھم تھا۔

"تو کیا زندگی مسئلے کا حل ہوتی ہے نور؟"وہ کوئی جواب نہ دے پائی۔

''اگر ایسا ہے تو میں زندہ ہوں۔اب بتائو میرے مسئلے کا حل کیا ہے؟کیا تم مجھے قبول کرو گی؟''اسے خاموش دیکھ کر خزیمہ نے اس سے پوچھا۔

''کیا قبول کر لینا مسئلے کا حل ہے؟''اس نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں! محبت جیسے مسئلے کا حل تو یہی ہے کہ جو آپ کے دل میں ہے وہی آپ کے سنگ بھی ہو۔''خزیمہ بستر پر لیٹا لیٹا آہستہ سے بولا۔

''محبت تو میں بھی کرتی ہوں 'مگر میں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ،حاصل کر لینا ہی محبت ہے۔گُلا نے نورالحسن سے اتنی محبت کرتی ہے کہ اپنا آپ بھلا کر''نور''ہو گئی ۔میں جانتی ہوں کہ میں انہیں کھو چکی ہوں، مگر میں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ خودکشی کر ڈالوں۔میری محبت اتنی ارزاں نہیں ہے کہ وہ مجھ سے ایسا گناہ کروائے جس کی معافی کی مہلت بھی نہ ملے۔''وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں نورالحسن کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا،اس کے لفظوں میں نور

الحسن بولتا تھا۔ خزیمہ دائود کو دل میں یہ قبول کرنا پڑا تھا کہ وہ قیس بن کر دیوانہ ہو کر پھرتا رہے، نور کی محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اسے نور الحسن نامی ایک ان دیکھے ایک انجان بندے سے حسد محسوس ہوا تھا اور اس پر رشک بھی آیا تھا۔

☆...☆...☆

وہ ''نور'' سے بہت محبت کرتی تھی وہ نور جو اس کا سب کچھ تھا۔ وہ نور جس نے ہر جگہ اس کی حفاظت کی۔

اس نے پڑھا تھا کہ مرد اور عورت کی تنہائی کے بیچ تیسرا شیطان ہے۔ اس نے پڑھا بھی ہو گا تو کبھی یاد رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اسے ولی کے ساتھ تنہا ہوتے ہوئے کبھی ڈر نہیں لگا، تبھی تو رات کے اس پہر آم رکھنے اس کے کمرے میں چلی گئی تھی۔ کاش اس نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت کی ہوتی کہ نبی اللہ ﷺ کے منہ سے نکلنے

والا کوئی لفظ مصلحت سے خالی نہیں۔انہوں نے تو صاف لفظوں میں پردہ کا حکم دیا اور فرمایا:

''خاوند کے بھائی تو موت ہیں۔''

اور اس بے وقوف لڑکی نے اپنے ہادی کی ہدایت پڑھ کر نظر انداز کر دی۔اس نے باہر کے لوگوں سے پردہ شروع کر دیا اور ولی کی طرف سے غافل رہی، حالانکہ اسے تو نورالحسن کی طرف سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے تھا۔وہ ہونے والا شوہر تھا، شوہر تو نہیں تھا نا۔ایک ہی گھر میں رہ کر وہ ان سے پردہ نہ کر سکتی تھی مگر اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اپنے لباس، اپنے دوپٹے کا تو خیال رکھ سکتی تھی۔صرف ولی گناہ گار نہ تھا، وہ بھی قصوروار تھی۔وہ رات کے اس پہر ولی کے کمرے میں گئی تھی۔وہ اگر گناہ کا ارادہ رکھتا بھی تھا تو اسے اس نے موقع دیا تھا۔وہ اپنا احتساب کرنا نہیں بھولتی تھی۔

وہ اس ''نور'' سے بھی بہت محبت کرتی تھی جس کے منہ سے نکلا ہر لفظ اس کے لیے تعویذ تھا، جس کی ایک نظر اس کے لیے نویدِ حیات تھی۔ وہ جو کچی عمر میں دیکھا گیا اس کا پہلا خواب تھا اور جو آج بھی خواب تھا۔

☆...☆...☆

پت جھڑ، ساون، بسنت آئے اور گئے۔ نورالحسن کے لیے موسموں کی تفریق ختم ہو گئی تھی۔ اسے دن رات ایک جیسے لگتے تھے۔ وہ بھی ایک ایسا ہی دن تھا جب وہ ایک کیس کی فائل میں گم کھانا پینا بھولا ہوا تھا۔ کل اسے ایک بہت اہم فیصلہ کرنا تھا ۔ فیصلے کی رات اس پر ہمیشہ بھاری ہوتی تھی۔ اس کے فیصلوں کے ساتھ کئی زندگیاں جڑی ہوتی تھیں۔ اسے یہ ڈر ہوتا تھا کہ کہیں غلط فیصلہ نہ کر ڈالے۔ اچھا جج بننا اس کا خواب تھا۔ اب احساس ہوتا تھا کہ جج بننا اور اچھا جج بننا بہت ہی مشکل کام ہے۔ جج کا اک جملہ کسی کی زندگی سنوار سکتا ہے تو کسی کی بگاڑ بھی سکتا ہے۔ اس دودھاری تلوار پر چلنا بہت مشکل امر تھا لیکن اب یہی اس کی زندگی تھی۔ نجی

زندگی میں وہ ناکام ترین مرد ٹھہرا تھا۔اب پیشہ ورانہ زندگی میں تو کامیاب رہتا، ورنہ وہ اس دنیا میں لینے کیا آیا تھا؟

''چائے تو پی لیتے بیٹا۔''شوکت علی کپ اٹھانے آئے تو چائے یونہی پڑی تھی اور اس کی سطح پر جمی بالائی سیاہ ہونے لگی تھی۔

''اوہ!''کپ پر اس کی نظر اب پڑی تھی یا اس وقت جب شوکت علی اس کے پاس رکھ کر گیا تھا۔

''میں اور بنا لاتا ہوں۔''انہوں نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔

''نہیں...بس تھوڑی دیر بعد دودھ کا گلاس دے دیجیے گا۔''

www.novelsclubb.com

''اور وہ جو روز اتنے پھل لے آتے ہو، وہ کس نے کھانے ہوتے ہیں؟''انہوں نے شفقت سے اُس سے پوچھا۔

''وہ کھائے نہیں ابھی تک آپ نے؟''اس نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے تو کھا لیے۔ تمہارا حصہ پڑا ہے۔''اس نے آم کی ٹوکری اس کے سامنے رکھ دی تھی۔آم ولی کو بہت پسند تھے مگر اب وہ آم کو منہ بھی نہیں لگاتا تھا۔

''آپ کھالیں۔''اس نے آموں سے نظر ہٹالی۔

''عادتیں خراب نہ کرو بیٹا نوکروں کی، کل دوسرا جج آیا تو اس کے ساتھ رہنا مشکل لگے گا۔''شوکت علی کو آگے کی فکر لاحق ہوئی۔اب ہر آنے والا نورالحسن تو نہیں ہوتا ناں۔

کل کے بارے میں عرصہ ہوا، نورالحسن نے سوچنا چھوڑ دیا تھا۔اس کے مستقبل کے خواب، اس کی پلاننگز دھری کی دھری رہ گئیں تھیں ان دو لوگوں کے پیچھے جو اس کو بہت عزیز تھے۔

www.novelsclubb.com

ٹی وی چل رہا تھا۔کام کرتے ہوئے ایک اچٹتی سی نظر اس نے ٹی وی اسکرین پر ڈالی ۔ایک یونیورسٹی کے کانووکیشن کی رپورٹ تھی جس میں صوبہ کے گورنر اور وائس چانسلر طلبہ کو میڈل پہنا رہے تھے،ڈگریاں دے رہے تھے۔

اس نے اپنا دھیان پھر سامنے بکھرے کاغذات کی طرف کر لیا۔اسی دوران اعتبار احمد کی کال آگئی 'تو وہ ٹی وی کا والیوم میوٹ کر کے ان سے بات کرنے لگا۔بات کرتے کرتے اس نے یونہی اسکرین پہ نظر ڈالی اور ٹھٹک گیا۔

یہ آنکھیں...یہ ہاتھ۔

اس نے آنکھیں جھپک کر دیکھا۔

ٹی وی اسکرین پر نظر آنے والی لڑکی کی آنکھیں،مائک کو پکڑے ہوئے اس کے ہاتھ

...

وہ سو سال بعد بھی ان دو دھیا ہاتھوں کو، ان نیلی آنکھوں کو پہچان سکتا تھا۔اس نے ان ہاتھوں کو تھاما تھا۔اس نے ان آنکھوں میں کئی بار اپنے آپ کو دیکھا تھا، محبت کو دیکھا تھا۔

وہ غلط نہیں ہو سکتا تھا۔یہ کوئی دھوکا نہیں تھا۔

اس نے بغیر الوداعی کلمات کہے کال ڈس کنیکٹ کر دی اور ٹی وی کی آواز کھول دی تھی۔

''آپ کی کامیابی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟''ٹی وی رپورٹر پوچھ رہا تھا۔

''میری کامیابی کے پیچھے ایک ہی شخص کی محبت کا ہاتھ ہے۔''

www.novelsclubb.com

یہ آواز...یہ آواز۔

''ام کو کرید لو نورالحسن۔''

ہاں...یہ آواز وہ لاکھوں کروڑوں آوازوں میں سے پہچان سکتا تھا۔

"کیوں کہ... کیوں کہ آپ مجھے اچھے...اچھے لگتے ہیں۔"

ہاں... یہ آواز وہ اربوں کے شور میں سے سن سکتا تھا۔

"میری کامیابی کے پیچھے ایک ہی شخص کی محبت کا ہاتھ ہے۔"

"ہم پوچھ سکتے ہیں اس کا نام؟" رپورٹر اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔

"نورالحسن۔"

نورالحسن کو لگا، ہر طرف پھول ہی پھول کھل اٹھے ہوں۔ ہر طرف بلبلیں چہکنے لگی ہیں۔ وہ بے اختیار اٹھ کر ٹی وی کے قریب چلا آیا۔

"ناظرین ابھی آپ ملے اس طالبہ سے جنہوں نے نا صرف اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کیا بلکہ اٹھانوے فیصد نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی بھر میں اوّل نمبر پر رہیں ۔آج انہیں ایک نہیں بلکہ تین تین گولڈ میڈلز پہنائے گئے۔"

www.novelsclubb.com

ٹی وی نمائندہ اب ناظرین سے مخاطب تھا اور نورالحسن کے ہاتھ نے پیچھے اسکرین پر نظر آتی اپنی گُلانے کو چھوا تھا۔

☆...☆...☆

مبارک باد وصول کر کے گُلانے ہجوم سے باہر نکلی تو اس کی نظر کلاس فیلوز کے ساتھ کھڑے خزیمہ پر پڑی، اسے دکھ ہوا۔ سیکنڈ پوزیشن تو کیا، اگلی دس پوزیشنز میں بھی اس کا نام نہیں تھا۔ وہ اس کی حالت کی ذمے دار نہیں تھی۔ اس نے کبھی اس کے جذبات کی پزیرائی نہیں کی تھی پھر بھی وہ آگے بڑھتا چلا آیا۔ یہ جانے بغیر کہ آگے ''ممنوعہ'' کا بورڈ لگا ہے۔

سرحد پار کر کے اس نے ہمیشہ سزا ہی بھگتی تھی مگر باز نہیں آتا تھا۔ اور اس دفعہ تو کڑی سزا ملی تھی۔

''مبارک ہو نور'' خزیمہ کی نظر بھی گُلانے پہ پڑی تو دوستوں سے ایکسکیوز کر کے اس کی طرف آیا۔

''''خیر مبارک۔'' نور نے آہستہ سے کہا تھا۔

''نورالحسن نظر نہیں آرہا۔'' اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

''وہ نہیں آئے۔'' وہ ویران لہجے میں بولی۔

''کیا وہ آئے گا؟'' وہ چپ رہ گئی تھی۔

''اگر وہ نہ آیا تو یاد رکھنا کوئی ہے جو آپ کا منتظر ہے۔'' پتا نہیں کیوں وہ اب بھی پرامید تھا۔

www.novelsclubb.com

''انتظار بے فائدہ ہو گا۔'' اس نے خالی خالی لہجے میں کہا۔

''یہی میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ انتظار بے فائدہ ہو گا۔''

وہ لاجواب ہو گئی کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ خزیمہ دائود ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہ اپنی کشتیاں جلا کر نورالحسن کے گھر سے نکلی تھی اور پیچھے کوئی نشاں بھی نہیں چھوڑا تھا۔ نورالحسن کھوجی بھی ہوتا تو شاید اسے تلاش نہ کر پاتا۔

☆...☆...☆

نورالحسن گاڑی دوڑاتا اس یونیورسٹی کی طرف جا رہا تھا جہاں اس کی گُلانے کے قدم پڑے تھے، جہاں اس کی گُلانے نے اپنا شوق بھلا کر اس کی پسند کو فوقیت دیتے ہوئے میتھ میٹکس میں ماسٹرز کیا تھا۔

اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ کون سا ایسا لمحہ آئے جب اس کی گُلانے اس کے سامنے ہو۔ جب تک وہ اس شہر پہنچا، رات پڑ چکی تھی۔

وہ رات اس پر بہت بھاری تھی مگر خود وہ بہت ہلکا پھلکا تھا۔ ساری رات اس نے آنے والے دن کے بارے میں سوچا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ایک مدت بعد یہ وقت آیا تھا جب وہ خود ہی خود مسکرا رہا تھا۔

صبح یونیورسٹی پہنچنے والا شاید وہ پہلا شخص تھا۔ وہ میتھ میٹکس ڈیپارٹمنٹ پہنچا تھا ۔ جیسے ہی ڈین آفس پہنچے، وہ بھی بنا اجازت ان کے پیچھے پیچھے اندر آیا۔ نائب قاصد اسے روکتا رہ گیا، ایک مہذب جج آج سارے طور طریقے بھولا ہوا تھا۔

"مجھے... گُلانے سے ملنا ہے۔"

ڈین پروفیسر اسفندیار جو کہ اس بندے کو گھور رہے تھے جو چہرے مہرے اور لباس سے تو مہذب، پڑھا لکھا اور رکھ رکھاؤ والا لگ رہا تھا مگر ان کے آفس میں بغیر اجازت کے داخل ہو گیا تھا۔ وہ یہ گستاخی پسند نہ کرتے "گُلانے" کا نام سنتے ہی ان کے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی آئی۔ جس طالبہ نے کل ان کا سر فخر سے بلند کیا

تھا،ان کے ڈیپارٹمنٹ کو بڑا اعزاز بخشا تھا،اس طالبہ کا نام اور ذکر ان کا موڈ سیکنڈز میں بحال کر سکتا تھا۔

"گُلانے...اونور...رائٹ گُلانے۔"ڈین نے جیسے خود کلامی کی اور پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ہماری جینئس اسٹوڈنٹ!اصل میں وہ یہاں نور کے نام پہچان رکھتی ہے،اس لیے مجھے سمجھنے میں کچھ دیر لگی۔"

"نور!"اسے حیرت کا دھچکا لگا۔

"ہاں...سب اسے نور کے نام ہی سے جانتے اور پکارتے ہیں،گُلانے تو صرف ٹیچرز اور اس کے کلاس میٹس کو ہی معلوم تھا کل تک۔"ڈین مسکراتے ہوئے بتا رہے تھے اور نور الحسن گنگ بیٹھا تھا۔

''میں نے بھی اسے ایک میجر پڑھایا ہے ماشاءاللہ، مجھے تب ہی لگتا تھا کہ وہ ضرور ٹاپ کرے گی۔'' ڈین فخر سے اپنی قابل طالبہ کے بارے میں بتاتے رہے، پھر اچانک انہیں خیال آیا۔

''آپ؟''

''Her Fiancé'' اپنی پہچان بتاتے ہوئے وہ ایک لمحے کو رکا تھا۔

''اوہ... پھر تو مجھے آپ سے کھڑے ہو کر ملنا چاہیے۔'' ڈین ایک دم اپنی کرسی سے اٹھے تھے اور اس کی طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

جس لڑکی کی عزت پر اس کے گھر میں حملہ ہوا تھا، جس لڑکی کی عزت پر اس کے بھائی نے ہاتھ ڈالا تھا۔ وہ لڑکی کہاں کہاں اور کس کس طرح سے اس کی عزت بڑھا رہی تھی۔ اس لمحے سے پہلے اسے ہر گز صحیح اندازہ نہ تھا۔

اس کی آنکھوں کی سطح نم ہوئی۔

''میں گُلانے کا ایڈریس معلوم کرنا چاہتا ہوں؟''اس نے مصافحہ کرنے کے بعد یہاں آنے کا مقصد بیان کیا۔

''ایڈریس۔''ڈین نے حیرت کے ساتھ اس شخص کو دیکھا جو ہونے والی بیوی کا پتا جاننے آیا تھا۔

''آپ کے بیچ کچھ ایشوز ہیں؟''نورالحسن نے ایک مجرم کی طرح سر جھکایا تھا۔

''آپ کی پرسنل لائف کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا مگر نور کو جس حد تک جانتا ہوں، وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ غلطی اس کی نہیں ہو گی۔''

www.novelsclubb.com

ایک ایسا بندہ جس نے اسے پڑھایا تھا، وہ اسے اس قدر جانتا تھا۔اور نورالحسن جو گُلانے کی روح کا ساتھی تھا، جس کا نام اس کے نام کے ساتھ جڑا تھا۔ جس نے اپنے نام پر اس لڑکی کے چہرے پہ رنگ بکھرتے دیکھے تھے، وہ...وہ اسے نہ جان پایا، وہ

اسے نہ سمجھ پایااوراس کے شفاف کردارپر شک کرتارہا۔وہ جو سر اٹھا کر جیا کرتا تھا، اس کی نظریں جھکنے لگی تھیں۔زندگی ہر موڑ پہ اسے شرمندہ کرنے لگی تھی۔

☆...☆...☆

"میں جانتا تھا تم پھر آئو گے۔"ڈاکٹر فضل الٰہی اسے سامنے پاکر پر سکون لہجے میں بولے تھے۔

"مگر میں نہیں جانتا تھا کہ آپ جھوٹ بھی بول لیتے ہیں۔"نورالحسن سپاٹ چہرے کے ساتھ بولا۔

ڈاکٹر فضل الٰہی مسکرادیے،اس کا شکوہ بجا تھا۔اس کا غصہ بر حق تھا۔

www.novelsclubb.com

"گُلانے کہاں ہے؟"ان کی مسکراہٹ نے اسے مزید تپایا۔

"وہ یہاں نہیں رہتی۔"ڈاکٹر فضل الٰہی اسی پر سکون لہجے میں بولے۔

"کتنا جھوٹ بولیں گے آپ میرے ساتھ۔" نورالحسن کی آواز اب بلند ہو گئی تھی۔

"جھوٹا نہیں ہوں میں، قسم کا پابند ہوں۔" ڈاکٹر فضل الٰہی شکست خوردہ لہجے میں بولے۔

"پلیز ڈاکٹر الٰہی... توڑ دیں ہر قسم، میرے لیے زندگی اور مشکل نہ بنائیں۔" نور الحسن اب اُن کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

"مشکلیں تم نے دیکھیں کہاں ہیں برخودار، جیسے جیسے امتحان سے وہ بچی گزری ہے، تم گزرتے تو..."

"میں جانتا ہوں... میں جانتا ہوں ڈاکٹر صاحب۔" وہ بے اختیار بولا تھا۔ اُس کی رندھی ہوئی آواز پر ڈاکٹر فضل الٰہی اسے دیکھتے رہ گئے۔

"کیا جانتے ہو تم؟" بہت دیر بعد انہوں نے پوچھا۔

"جو کچھ میرے بھائی نے کیا۔" اس جواب پر ایک دفعہ پھر بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔ لائبریری میں بس گھڑیال کی ٹک ٹک تھی اور پھر ایک اور آواز ابھری، نور الحسن رو رہا تھا۔

"اسی طرح گُلانے بھی روئی تھی۔" ڈاکٹر فضل الٰہی کی آنکھوں کی سطح نم ہونے لگی تھی۔ انہوں نے نور الحسن کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"جائو جا کر مل لو اس سے۔"

انہوں نے اسے گُلانے کا ایڈریس دیا تھا۔ وہ کسی ورکنگ ویمن ہاسٹل کا پتا تھا۔

"میں بھی کمزور تھا۔ اسے پناہ نہ دے سکا۔" انہوں نے اسے فہد عبدالکریم کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

www.novelsclubb.com

"تم خوش نصیب ہو کہ تمہیں ایک باوفا اور بہت محبت کرنے والی لڑکی ملی، یقیناً تم ایک اچھے بیٹے تھے، جو تمہیں اچھی ہم سفر ملی۔"

وہ جس پر دنیا پانچ سالوں سے ہنس رہی تھی، گُلانے نے اسے عزت و فخر کا تاج پہنا دیا تھا۔ ورکنگ ویمن ہاسٹل کی طرف جاتے ہوئے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ اس نے گُلانے کو کیا دیا۔ آج اسے دنیا شرمندہ نہ کر رہی تھی،، وہ خود نادم ہو رہا تھا۔

☆...☆...☆

عروہ ابو بکر کا باپ جیتے جی بیٹی کا گھر بسانا چاہتا تھا اور بھابی تھی کہ اس کا گھر بسنے نہ دینا چاہتی تھی۔

وہ جو بستر پہ پڑے باپ کو سنبھال لیتی تھی، بجلی کا بل اور گھر کے کرائے کی آدھی رقم دے دیتی تھی، اس کی شادی ہو جاتی تو بیمار بڈھے کو بھلا راتوں کو اٹھ اٹھ کر کس نے دیکھنا تھا؟ دیور تو جیل بیٹھا تھا۔ شوہر کی محدود کمائی میں گیس کے بل کے ساتھ ساتھ بجلی کا بل، پھر گھر کا پورا کرایہ کیسے ہو پاتا۔ پہلے ہی اس اسریٰ نے گھر

سے بھاگ کر زندگی مشکل کر دی تھی۔ بدنامی ہوئی تو باپ اور بھائیوں کی ہوئی ،اس کا کیا گیا تھا۔ اس کی مشکل تو یوں بڑھی کہ گھر کے سارے کام اس کے سر پر آپڑے تھے۔ اسریٰ تھی تو ہانڈی روٹی کرنا، صفائی کرنا، کپڑے دھونا سب اس کے ذمے تھا۔ وہ بڑے مزے سے سالہا سال چلنے والے ڈرامے کی ہر قسط تین تین بار دیکھ لیتی تھی۔ اب تو ایک دفعہ ہی بڑی مشکل سے دیکھ پاتی۔

عروہ کی شادی پر بڑا مسئلہ خرچہ بھی تو تھا۔ اب نبیل جوان ہوتی بیٹی کی فکر کرے یا بہن کو دیکھے۔ اسریٰ نے بھاگ کر چلو اس خرچے سے تو بچایا تھا۔

وہ ان سارے جھنجھٹوں سے بچنے کے لیے نندوں کے لیے آنے والے ہر رشتے کو اپنی ماں کے گھر کا رستہ دکھا دیتی تھی۔ تین بہنیں بیاہی جا چکی تھیں، دو ابھی باقی تھیں۔ بڑی بہن ہونے کے ناتے اس کا بھی تو کچھ فرض بنتا تھا جسیو وہ ادا کر رہی تھی۔ عروہ کے معاملے میں ایک یہ آسانی بھی ہو گئی تھی کہ اسے دیکھنے کے لیے جو

لوگ آتے، کسی نہ کسی طرح گھما پھرا کر اسریٰ کے گھر سے بھاگ کر شادی رچا لینے کا ذکر ضرور کر دیا جاتا۔ آنے والے بھی اسی ماحول کے پروردہ تھے، وہ سوچتے:

''بڑی بہن ایسی نکلی تو چھوٹی تو جانے کیا گل کھلائے گی۔ نوکری بھی دکان پر کرتی ہے جہاں رنگ رنگ کے مرد آتے ہیں۔'' وہ پھر خاموشی سے پلٹ جانے ہی میں عافیت سمجھتے۔

پہلے عروہ کو یہ سازشیں سمجھ نہیں آتی تھیں مگر جب بھابی کی دو بہنوں کا رشتہ ان لوگوں میں ہوا جو اسے دیکھنے آئے تھے تو سمجھنے لگی تھی۔ پہلے پہل وہ دل جلاتی تھی، آنسو بہاتی تھی۔ مگر پھر ایسا ہونے لگا تھا کہ آنے والے رشتے کے لیے وہ خود ہی منع کر دیتی۔ آنکھیں کوئی اور سپنا دیکھنے لگی تھیں مگر ولید الحسن کے سچ نے ہر خواب چکنا چور کر کے رکھ دیا تھا۔

بابا کی فکر دیکھ کر وہ آئی تھی ولی کے پاس۔

بھائی کا گھر اجاڑ کر وہ اپنا گھر کیسے بسا سکتا تھا۔

''انتظار کر سکتی ہو تو کر لو، ورنہ تم آزاد ہو کوئی بھی فیصلہ لینے میں۔''ولی نے واضح الفاظ میں اسے کہہ دیا تھا۔

☆...☆...☆

''نور کے کمرے میں بنا اجازت کسی کو جانے نہیں دیا جاتا، مگر آپ جا سکتے ہیں۔ میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔''ایک شوخ سی لڑکی نے شاہانہ انداز میں کہا اور اسے ساتھ لے کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

''میں ہانیہ ہوں، میں اور نور یونیورسٹی اور ہاسٹل میں ساتھ ساتھ تھے اور ابھی تک اس ہاسٹل اور جاب پر بھی ساتھ ساتھ تھے مگر اب لگتا ہے کہ یہ ساتھ چھوٹنے والا ہے۔''

نور الحسن مسکرا دیا تھا۔

ہانیہ اسے دروازے پر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی تھیں۔دستک دیتے دیتے اس کے ہاتھ رکے اور مسکراتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

سادہ سے کمرے میں سب سے قیمتی وہی تھی جس کی تلاش میں وہ مارا مارا پھر رہا تھا، جس کو ایک بار دیکھنے کے لیے وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدے میں گرا۔وہ اس کے سامنے تھی۔

اس کی نگاہوں کے بالکل سامنے۔

وہ اس مہ رخ کو دیکھتا چلا گیا جو جائے نماز پر کھڑی تھی۔سبز دوپٹے کے ہالے میں جس کا چہرہ دمک رہا تھا۔جس لڑکی پر اس نے تین سال شک کیا، جو اسے بد کردار لگتی تھی آج اس سے زیادہ پاکیزہ اور باعصمت کوئی اور دکھائی نہیں دیتا تھا۔اس کا

کردار اس کے چلن کا گواہ اس کا سبز دوپٹے کے ہالے میں دمکتا ہوا چہرہ تھا۔ کسی سوال کی ضرورت ہی کہاں تھی۔

نورالحسن کا جی چاہا کہ یونہی اسے دیکھتے دیکھتے عمر بتا دے۔

اس نے سلام پھیر کر نگاہ جو اٹھائی تو جھکانا بھول گئی۔ وہ جسے اس نے ہر دعا، ہر وقت اپنے رب سے مانگا تھا۔ وہ جو اُس کے لیے جینے کی وجہ تھا۔ وہ جو اتنا عرصہ اس کے پاس نہ ہونے کے باوجود ہر وقت اُس کے ساتھ تھا، اس کے سامنے کھڑا تھا۔ گُلانے کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ نورالحسن بے ساختہ ایک قدم اس کی طرف بڑھا اور وہ سجدے میں چلی گئی۔

سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد جائے نماز تہ کر کے وہ اس کے قریب چلی آئی۔ اور پھر اسے دیکھتی چلی گئی۔

"آپ کا چہرہ میری آخری خواہش بننے لگا تھا نورالحسن۔" روہانسی آواز میں کہا گیا نور کی طرف سے یہ پہلا جملہ تھا۔ نورالحسن اپنی بخت آوری پہ جی اٹھا۔

"میں جانتا ہوں، میں نے بہت دیر کر دی۔" اس کا لہجہ بوجھل اور بھیگا ہوا تھا۔

"جتنی محبت میں آپ سے کرتی ہوں، آپ بھی کرتے تو جلد مجھ تک پہنچ جاتے ۔" وہ گلوگیر انداز میں بولی تھی۔

وہ کیسے بتاتا کہ محبت تو وہ بھی اس سے بہت کرتا تھا مگر اس محبت کا ایک ازلی دشمن ہے... شک! اسی شک نے اس کی راہ کھوٹی کر دی تھی۔ غلط راہ پر چلنے کا ادراک ہوا تو اتنی دور جا چکا تھا کہ واپسی میں بہت دیر لگا دی۔

www.novelsclubb.com

"چلو گُلانے! گھر چلیں۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"گُلانے آپ کے دل میں تو رہ سکتی ہے نورالحسن! مگر آپ کے گھر میں نہیں۔" اس کا فیصلہ آج بھی وہی تھا۔

"گھر چلو گُلانے، ولی ہمارے ساتھ نہیں رہے گا۔" اس نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

گُلانے نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور نورالحسن نے سر جھکا لیا۔

"تمہیں گھر چھوڑنا نہیں چاہیے تھا گُلانے، مجھ پر اعتماد کرنا چاہیے تھا، مجھے بتانا چاہیے تھا۔" اس نے سر جھکائے جیسے گلہ کیا۔

"بتا دیتی تو کیا ہوتا نورالحسن؟ آپ اپنے بھائی کو کبھی نہ چھوڑتے، گُلانے کو چھوڑ دیتے۔" وہ کرب جو اتنا عرصہ اس کے اندر پنپتا رہا' آج اس کی زبان پر آ گیا تھا۔

"تم نے ایسا کیوں سوچا گُلانے کہ میں تمہیں چھوڑ دیتا۔" وہ بے یقینی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کیوں کہ آپ نے مجھے بارہا یہ تو بتایا تھا کہ ولی آپ کے لیے کیا ہے، یہ کبھی نہیں بتایا کہ گُلانے آپ کے لیے کیا ہے؟"

ہلکا سا گلہ، کپکپاتے لب، آنکھوں میں آنسو...

"گُلانے میرے لیے محبت ہے، زندگی ہے، جینے کی وجہ ہے گُلانے میرے لیے۔"

نورالحسن نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے ایسا منتر پڑھا جس نے گُلانے کے جسم و روح سے تمام کانٹے چن لیے۔

آنسو بہ کر اس کے رخسار تک آیا جسے نورالحسن نے اپنی انگلی سے پونچھا۔ وہ بھیگی آنکھوں سے ہلکا سا مسکراتی ہوئی مڑی اور ہاسٹل سے رخصتی کی تیاری کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

ان کی شادی میں چند مہمان ہی تھے۔ ڈاکٹر فضل الٰہی، اعتبار احمد کی فیملی، ہانیہ اور قرۃ العین۔

قرۃ العین بظاہر مسکرا رہی تھی مگر بجھی بجھی سی تھی۔اس نے قبول کر لیا تھا کہ نورالحسن صرف گُلانے کی قسمت میں تھا،اس کے نصیب میں نہیں تھا۔

اس نے گُلانے کے ساتھ بیٹھے نورالحسن کو دیکھ کر اپنے منگیتر کے بارے میں سوچنا چاہا، لیکن وہ اس کوشش میں ناکام رہی تھی۔

ولی نظریں جھکائے شادی کی مبارک باد دینے گُلانے کے پاس آیا تھا۔اس نے بھی بظاہر مسکراتے ہوئے مبارکباد وصول کر لی تھی۔رات جب وہ آیا تھا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے اس سے اپنے کیے کی معافی مانگی تھی۔گُلانے اسے پہلے ہی معاف کر چکی تھی کیوں کہ نورالحسن نے اس سے اپنے بھائی کے لیے معافی کی بھیک مانگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ولی نے اپنے حصے کی سزا بھگت لی ہے گُلانے...اسے معاف کر دو۔"

اور گُلانے کو تو معاف کرنا ہی تھا، وہ اس کے نورالحسن کا عزیز از جان بھائی جو تھا۔

☆☆☆☆☆

بھابی اندر مہمانوں کے پاس بیٹھی تھیں ’مگر آج عروہ ابو بکر کو کوئی فکر نہیں تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ بھابی کی کوئی کنواری بہن نہیں بچی تھی۔ابھی دو بہنیں

کنوار یتھیں۔بھابی کی اپنی بیٹی بھی جوان ہونے کو آئی تھی۔مگر آج وہ فکر مند نہیں

تھی۔آج وہ جالی کے دروازے سے جھانک جھانک کر اندر نہیں دیکھ رہی تھی۔

اسے پتا تھا کہ جو لوگ اس کے لیے آئے ہیں،وہ اسی کے لیے آئے ہیں۔

وہ مسکراتے ہوئے مطمئن انداز میں چائے کپوں میں اُنڈیلنے لگی۔

’’بھائی تو بڑا جج ہے کوئی،بھابی بھی پڑھی لکھی ہے خوب۔‘‘بھابی متاثر ہو کر باہر نکلی

تھیں۔وہ مسکراتی رہی۔

www.novelsclubb.com

''ان کپوں میں چائے لے کر جائو گی؟ کنارے ٹوٹے ہوئے ہیں اس کپ کے تو... فاریہ! جا کے شوکیس سے گولڈن کناروں والے کپ نکال کے لے آ۔'' اس نے اپنی بیٹی سے کہا تھا۔

''بھابی یہی ٹھیک ہیں۔'' وہ مطمئن انداز میں ٹرے اُٹھا کر کچن سے نکل گئی۔ بھابی نے وہیں کھڑے کھڑے بہن کو کال ملائی تھی۔ مہمان اچانک آئے تھے ورنہ دروازے پر عروہ کا چہرہ نظر آنے سے پہلے انہیں صوبیہ دکھائی دیتی۔

آدھے گھنٹے میں صوبیہ تیار ہو کر پہنچ گئی تھی' مگر فائدہ کوئی نہ ہوا تب تک تو بیٹھک میں رشتہ پکا ہونے کے بعد دعا بھی کروائی جا چکی تھی۔

''کتنے بہن بھائی ہیں لڑکے کے؟'' صوبیہ نے اُمید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تھا۔

''ایک بھائی ہے جس کی پچھلے ہفتے شادی ہوئی ہے۔''

''اچھا۔'' وہ اب مایوس ہوئی اور رشک و حسد سے عروہ کی طرف دیکھنے لگی۔

''ارے بھابی آپ...آپ کیوں...میں خود لے آتی۔''عروہ ٹرے اُٹھا کر باہر آتی گُلانے کو دیکھ کر بوکھلائی۔

''میں نے سوچا اپنی دیورانی سے کچھ باتیں کرلی جائیں، وہاں اپنے بھائی اور نورالحسن کی موجودگی میں تو شرماتی رہے گی۔''گُلانے نے کھنکتی ہوئی آواز میں کہا تو وہ شرما گئی ۔

گُلانے بیٹھک میں تو نقاب میں تھی۔یہاں جو چہرے سے نقاب ہٹایا تو دونوں اس نوبیاہتا حسین دلہن کو دیکھتی رہ گئیں۔صوبیہ زیادہ دیر وہاں ٹھہری نہیں تھی۔خواہ مخواہ دل جلانے کا فائدہ؟وہ دونوں باتیں کرنے لگی تھیں۔

''ایک بات پوچھوں بھابی!''عروہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔گُلانے نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا کر گویا اسے اجازت دی۔

"آپ نے ولید... ولید کو... معاف کر دیا۔" اس نے ہچکچاتے ہوئے اپنے جملہ پورا کیا تھا۔

گُلانے کے لبوں پر مسکراہٹ پل بھر کو غائب ہوئی۔ پھر اس نے دھیما سا مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا۔

"ہاں! میں نے اسے معاف کر دیا۔ تم بھی اس کی یہ غلطی بھلا کر اس کی زندگی میں قدم رکھنا، سکون میں رہو گی۔"

عروہ نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔

"ولی کو معاف کرنا میری مجبوری ہے عروہ۔ وہ نور الحسن کا بھائی ہے۔ اگر میں اسے معاف نہ کروں تو نور الحسن بے چین رہے گا اور میں اسے بے سکون نہیں دیکھ سکتی۔" گُلانے نے سوچا۔

www.novelsclubb.com

عورت کبھی اس شخص کی صورت دیکھنے کی خواہش نہیں رکھتی،اس شخص کو معاف کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی جس نے اس پر غلط نگاہ ڈالی ہو،دست درازی کی کوشش کی ہو۔وہ بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی،معاف کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی مگر نور الحسن کی خاطر نہ صرف وہ ولی سے ملی تھی،اسے معاف کیا تھا بلکہ اس کی شادی میں بھی اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کیا تھا۔اس نے ولی کو معاف کر دیا تھا مگر اس کی خطا اور اپنی غلطی بھولی نہ تھی۔

ولی تو خود۔اب اس کے سامنے نظریں نہیں اٹھا پاتا تھا۔گُلانے کی موجودگی میں اس کے اندر ایک عدالت لگ جاتی تھی،جس کے کٹہرے میں وہ ہر بار کھڑا ہوتا۔

دونوں ایک دوسرے کے سامنے آتے،ایک دوسرے سے بات کرتے مگر پہلے سی بے تکلفی کہیں دکھائی نہ دیتی۔شادی کے بعد ولی عروہ کو لے کر قانون کی تعلیم حاصل کرنے لندن چلا گیا۔یہاں رہنا اور گُلانے کا سامنا کرنا اسے بہت دشوار لگتا تھا۔اس نے اپنے آپ کو خود سزا سنادی تھی۔

اس کے لندن جانے کے فیصلے سے نورالحسن اداس ہوا جبکہ گُلانے نے سکون کا سانس لیا تھا۔

☆...☆...☆

نورالحسن نے گہری نیند سوئی بیوی کو دیکھا اور دیکھتا چلا گیا۔اس کے لبوں پہ ہلکی سی مسکان تھی۔

وہ ایسے ہی سویا کرتی تھی۔حالانکہ نورالصیام کے آنے کے بعد اسے رات رات بھر جاگنا بھی پڑتا تھا مگر جب بھی سوتی یونہی پر سکون سوتی۔

یوں لگتا جیسے مدت بعد اتنی گہری اور پر سکون نیند سوئی ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ اس کے عشق میں پھر سے مبتلا ہونے لگا تھا۔اس نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔اس کے لبوں پہ مسکان گہری ہو گئی۔جانے اسے کیسے پتا چل جاتا تھا۔

وہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا۔ شادی کے بعد جب وہ گھومنے پھرنے شمالی علاقہ جات گئے تو اس نے پورے ہنی مون میں ایک ہی سوئیٹر پہن رکھا تھا جس کا رنگ سفید تھا اور اُس پر ایک سرخ رنگ کا دل بنا ہوا تھا۔ وہ جواب جسٹس نورالحسن تھا، جس کی عمر چالیس سے اوپر ہو گئی تھی، اپنی دلہن کی معیت میں کوئی کھلنڈرا سا لڑکا بن گیا تھا۔ لوگ اسے حیران ہو کے دیکھتے، کچھ ہنستے بھی تھے۔ وہ بجائے شرمندہ ہونے کے مسکراتا تھا۔ اسے اچھا لگ رہا تھا۔ ان کی کئی یادگار تصویریں اسی سوئیٹر میں تھیں۔

گُلانے اپنی پوجی کی قبر پر بھی گئی تھی۔ اب وہ سمجھ دار ہو گئی تھی، اسے سمجھ آ گئی تھی کہ اس کی پوجی کی قسمت میں یہی اجتماعی قبر تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اللہ اس کی پوجی کو اگلی زندگی میں بڑا سا محل عطا کرے گا۔

نورالحسن اس کے ہر روپ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا تھا۔ وہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا مگر اس کی بیوی کی محبت کمال تھی، وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہر

دفعہ کوشش کرتا کہ گُلانے سے بڑھ کر اپنی محبت کا اظہار کرے مگر ہر بار ناکام رہتا۔

وہ اس لڑکی کی محبت کا مقابلہ بھلا کیا کرتا جو اپنا نام اپنی شناخت بھول کر اس کے عشق میں نور ہو گئی۔ان کی پوسٹنگ جہاں ہوئی تھی وہاں اس کے علاوہ کوئی اسے گُلانے کے نام سے نہیں جانتا تھا۔نور الصیام کہتی تھی۔

"بابا بھی نور...اماں بھی نور...میں بھی نور...کیا ہمارا بھائی بھی نور ہو گا؟" وہ اس کے سوال پر ہنس دیتی تھی۔

وہ اس لڑکی کی محبت کا مقابلہ بھلا کیا کرتا جو ڈاکٹر بننا چاہتی تھی مگر اس نے ریاضی میں ماسٹرز کیا اور اب ایک سرکاری کالج میں ریاضی پڑھاتی تھی، کیوں کہ اس نے ایک بار نور الحسن کے منہ سے سن لیا تھا کہ وہ چاہتا ہے کہ لڑکیاں ریاضی اور

طبیعیات کے میدان میں آگے آئیں تاکہ اسکول اور کالجز میں ان مضامین کی فی میل لیکچررز کی کمی پوری ہو سکے۔

وہ اس لڑکی کی محبت کا مقابلہ بھلا کیا کرتا جس کے سامنے اس نے ایک بار کہا تھا کہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے علاوہ کوئی اور اسے دیکھے، تو اب کوئی نامحرم اسے دیکھ نہیں پاتا تھا۔

وہ اس لڑکی کی محبت کا مقابلہ بھلا کیا کرتا جس پہ وہ شک کرتا رہا اور وہ اس سے عشق کرتی رہی۔ جس کے ساتھ اس کا کوئی شرعی اور قانونی رشتہ نہیں تھا۔ وہ اس کی بیوی نہیں تھی، اس کی باقاعدہ منگنی نہیں ہوئی تھی پھر بھی وہ کمٹڈ رہی۔ پھر بھی وہ صرف اس کا نام لے لے کر جیتی رہی۔ فہد عبدالکریم، خزیمہ دائود جیسے چاہنے والے اس کے پیچھے مرمٹے مگر اس نے نورالحسن کے ساتھ اپنا رشتہ نبھایا۔

فہد عبدالکریم کے بارے میں اسے ڈاکٹر فضل الٰہی نے بتایا تھا اور خزیمہ دائود کے بارے میں وہ یوں جان پایا کہ نادانستہ طور پر اس نے ہانیہ اور گُلانے کی چند باتیں سن لی تھیں۔اس کے بعد نورالحسن نے دوستانہ انداز میں اس سے خزیمہ دائود کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے سب کچھ بتادیا۔

''تم میری پابند نہیں تھیں گُلانے، پھر تم نے کسی اور کا بڑھا ہوا ہاتھ کیوں نہ تھاما؟'' اس کا چہرہ تکتے گُلانے نے اس کا سوال اسے واپس لوٹایا تھا۔

''آپ میرے پابند نہیں تھے نورالحسن، پھر آپ نے کسی اور کا بڑھا ہوا ہاتھ کیوں نہ تھاما؟''

''کیوں کہ میں تم سے کبھی نفرت نہیں کر پایا گُلانے۔''

"کیوں کہ میں آپ سے عشق کرتی ہوں نورالحسن۔"اس کا جواب جاں افزا تھا ۔وہ نورالحسن اس نیلی آنکھوں، سنہرے بالوں، شہد کی رنگت والی لڑکی کی محبت سے جیت نہیں سکتا تھا۔

لوگ محبت کو مختلف لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ محبت یہ ہے... محبت وہ ہے،اور نورالحسن کہتا تھا"محبت گُلانے ہے۔"

وہ لکھاری نہ تھا۔

لکھاری ہوتا تو گُلانے پر لکھتا۔

گُلانے جو وفا تھی، عشق تھی،داستانِ محبت تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

ختم شد